تذکرہ قطبِ عالم

تالیف:
محمد نذیر رانجھا

تذکرہ قطبِ عالم

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ

تالیف:

محمد نذیر رانجھا

متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون: ۲-۵۴۲۷۹۰۱-۰۴۲

E-Mail: juipak@wol.net.pk

Tazkira Shaikh Abdul Hasan Khirqani
By
Muhammad. Nazir Ranjha

ISBN NO: 969-8793-23-2

نام کتاب	تذکرہ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
	مع ترجمہ نور العلوم
اشاعتِ اوّل	جون ۲۰۰۵ء
اشاعتِ دوم	اگست ۲۰۰۹ء
تالیف وترجمہ	محمد نذیر رانجھا
ناشر	محمد ریاض درانی
کمپوزنگ	جمعیۃ کمپوزنگ سنٹر، وحدت روڈ لاہور
مطبع	اشتیاق اے مشتاق پریس' لاہور
قیمت	200/-
بہ اہتمام	محمد بلال درانی
قانونی مشیر	سیّد طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

انتساب

بہ نام نامی زبدۃ العارفین وقدوۃ الکاملین شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ، کندیاں، ضلع میانوالی:

مرشد مہربان چنیں باید
تا در فیض زود بکشاید
آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین
سخرہ کند بر دھہ طعنہ زند بر چلہ

خاک پائے اولیائے عظام
احقر محمد نذیر رانجھا

فہرست مندرجات

باب اوّل
حالات زندگی

باب دوّم

☆ کریم کے بحر کرم کی بیکرانی
☆ غرور و تکبر نہ کرنا ہی افضل عمل ہے
☆ چالیس برس عبادت کے لیے درکار ہیں
☆ خدا پاک ہے اور پاکیزگی کو محبوب رکھتا ہے
☆ موت سے قبل تین چیزیں حاصل کرلو
☆ خدا کو کبھی فراموش نہ کرو
☆ یاد خدا کا انعام
☆ بقا کی حقیقت
☆ مرد اور نامرد
☆ معرفت حق کی حقیقت
☆ لائق صحبت لوگ
☆ حقیقی درویش
☆ حقیقی متلاشیان حق
☆ ہر حال میں صرف خدا طلبی کرو
☆ ریاضت اولیاء
☆ بندگی خدا
☆ عمل کی حقیقت
☆ عمل مرید
☆ راہ وصال الٰہی
☆ حیات جاوداں
☆ راز بقا
☆ راہ حق
☆ دوستوں کا انعام
☆ خدا کی دوستی
☆ مخلوق خدا پر شفقت نہ کرنے کا نقصان

باب سوّم

باب چہارم

اردو ترجمہ متن کتاب نور العلوم

مؤلف ومترجم ایک نظر میں

الف:

نام : محمد نذیر رانجھا

ولدیت : جناب سلطان احمد رانجھا (مدظلہ)

تاریخ پیدائش : ۸ جنوری ۱۹۵۱ء بمقام چک نمبر ۶۷ جنوبی' تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

ب: تحصیلات:

(۱) ایم اے (فارسی) پنجاب یونیوسٹی، لاہور، ۱۹۹۴ء

(۲) ایم اے (اسلامیات) پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۶ء

(۳) ایم اے (عربی) پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۷ء

(۴) بی اے، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء

(۵) بی ایل آئی ایس، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۱۹۹۸ء

(۶) سرٹیفکیٹ ان لائبریرین شپ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ۱۹۹۰ء

(۷) ایلیمنٹری عربیک کورس، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء

(۸) ایڈوانس عربیک کورس بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء

(۹) ایف اے، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، سرگودھا، ۱۹۷۱ء

(۱۰) میٹرک، ایضاً، ۱۹۶۸ء

ج: ملازمت:

۱- مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد (یکم جنوری ۱۹۷۳ء تا ستمبر ۱۹۸۵ء)
۲- نیشنل ہجرہ کونسل، اسلام آباد (اکتوبر ۱۹۸۵ء تا جون ۱۹۹۲ء)
۳- اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد (جون ۱۹۹۲ء تا دم تحریر)

تحقیقات و تالیفات:

فارسی اور عربی سے اردو اور اردو سے فارسی تراجم اور اردو میں تصنیف و تالیف اور نقد و نظر کے علاوہ فارسی متون کی تصحیح و تحقیق کا کام، نیز فارسی اور اردو میں متعدد تحقیقی مقالات ملکی و غیر ملکی مؤقر رسائل و جرائد میں طبع ہو چکے ہیں۔ مطبوعہ تحقیقی و تالیفی کتب و رسائل کی فہرست حسب ذیل ہے:

۱- ابدالیہ: (ترجمہ اردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخیؒ ترجمہ و تعلیقات: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۴۸ ص، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء

۲- احادیث کے اردو تراجم (کتابیات)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء، ۱۰۰ص

۳- برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی اردو مطبوعات (کتابیات اردو): مؤلف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۵ء، ۳۶۷ص

۴- برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات (عربی و فارسی کتب اور ان کے اردو تراجم) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۸ء، ۴۷۴ص

۵- بحر الحقیقۃ: (ترجمہ اردو) تصنیف: خواجہ احمد غزالی ؒ ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۹۶ص، ۱۹۸۹ء

۶- تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، ناشر: لاہور، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول،

وحدت روڈ لاہور، ۲۰۰۴ء، ۲۵۲ ص۔

۷- تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، ۲۰۰۳ء، ۵۶۲ ص

۸- تذکرہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ مع ترجمہ نورالعلوم، تالیف و ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، ۲۰۰۴ء، ۲۵۲ ص

۹- تذکرۃ زبدۃ الاولیاء حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ (فارسی)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ: دارالمبلغین حضرت میاں صاحب، ۱۹۹۵ء، ۷۶ ص

۱۰- تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الحاج محمد امینؒ (اردو)، تالیف: تحسین اللہ، نظر ثانی: محمد نذیر رانجھا، ناشر: چارسدہ، المجاہد آباد، جماعت ناجیہ، ۱۹۹۷ء، ۴۸۸ ص

۱۱- جدید فارسی گرامر: (اُردو) دستور فارسی نوین، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۸۳ ص، ۱۹۸۹ء

۱۲- رسالہ ابدالیہ: (فارسی) تصنیف: مولانا یعقوب چرخی، تصحیح و تالیفات و پیش گفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۳۰ ص، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء

۱۳- رسالہ انسیہ: (فارسی متن و ترجمہ اُردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخیؒ، تصحیح و ترجمہ تعلیقات: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان: ڈیرہ اسماعیل خان، موسیٰ زئی شریف، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، مکتبہ سراجیہ، ۱۱۲ ص، ۱۹۸۳ء

۱۴- سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (۱-شرح اسماء الحسنیٰ،

۲- حورائیہ،، ۳- طریقہ ختم احزاب)، تحقیق و ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۵ء، ۶۷ص

۱۵- شاہد کے نام: (اردو) تصنیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: راولپنڈی، مصنف، ۳۲ص: اکتوبر ۱۹۷۷ء

۱۶- شرح دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ (المعروف رسالہ نائیہ)، تصنیف: حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ و مقدمہ و حواشی: محمد نذیر رانجھا، لاہور: جمعیۃ پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ۱۷۶ص

۱۷- شرح مثنوی معنوی: (فارسی دو جلدیں) شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح و پیش گفتار: م نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، جلد اول: ۱۴۷+ جلد دوم: ۶۰۰ص، ۱۹۸۵ء

۱۸- فہرست نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش: (فارسی) تالیف، محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۴۰۵ص، ۱۹۹۳ء

۱۹- قدیم عدالتی اردو زبان: (اردو) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۳ص، ۱۹۹۰ء

۲۰- کتاب دوست شمارہ ۱: فہرست نسخہ ہائے خطی عربی و فارسی و اردو کتاب خانہ پروفیسر منظور الحق صدیقی، راولپنڈی، تالیف و ترتیب و معاون مدیر: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، نیشنل ہجرہ کونسل، ۸۴+۱۲ص، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

۲۱- کتاب دوست شمارہ ۲ (اردو): فہرست نسخہ ہائے خطی و فارسی و اردو پنجابی کتب خانہ ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری (گجرات)، ترتیب و معاون مدیر: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، نیشنل ہجرہ کونسل، ۱۰۸+۴ص، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

۲۲- کنز العلوم والعمل (احادیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اردو ترجمہ): محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۴۶ص، ۱۹۹۴ء

۲۳- لمحات من نفحات القدس (فارسی): تصنیف: محمد عالم صدیقی، پیش گفتار و فہارس: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۶۶۶ص، ۱۹۸۶ء

۲۴- نسایم گلشن راز (فارسی): شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح و پیشگفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۴۲۸ص، ۱۹۸۳ء

۲۵- نئے چراغ: (اردو، نثر و نظم) تصنیف و ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، باشتراک سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، مصنفین، ۶۴ص، ستمبر ۱۹۷۴ء

۲۶- یادوں کے مینار: (اردو، شعر) سرودہ: محمد نذیر رانجھا، باشتراک: سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، سرایندگان، ۶۴ص، اکتوبر ۱۹۷۴ء

عرضِ ناشر

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ وصحابہ اجمعین اما بعد

اکابر علماء کرام سے رشتہ کی اہمیت وعظمت میرے دل میں پیدا کرنے اور علماء کرام کے دامن سے جوڑنے میں میرے والد محترم علاقہ چھچھ کے ممتاز عالم دین اور وقت کے بہترین مدرس مولانا مہابت خانؒ نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ آپ خود بھی علماء اکرام کی خدمت میں بکثرت حاضری دیتے اور اپنے یہاں بھی ان کی تشریف آوری سعادت تصور کرتے ہوئے دعوت دیتے۔ وقت کے جن اکابرین نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا اور میرا دل ان کی عظمت سے سرشار ہوا ان میں شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم ترین بزرگ اور خانقاہ سراجیہ کے مسند نشین کی جب بھی زیارت کی اس محبت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ میں حیران ہوتا تھا کہ آپ نہ بیان فرماتے ہیں اور نہ ہی ملفوظات فرماتے ہیں لیکن آپ کی مجلس میں بیٹھ کر انسان اپنی اصلاح میں لگ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جواب دہی کا تصور غالب ہو جاتا ہے۔ آپ کی ایک انگلی کے اشارہ سے قلب اللہ کی صدائیں بلند کرنے لگتا ہے۔ اس محبت وعقیدت کے ساتھ ہر وقت خواہش رہتی تھی کہ حضرت کی خدمت کروں۔ کوئی اس کی ظاہری شکل مسجد میں نہیں آتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور نذیر رانجھا صاحب نے خانقاہ سراجیہ اور اس سے متعلق اکابر علماء کرام کی سوانح مرتب کی اور صاحبزادگان صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، صاحبزادہ مولانا خلیل احمد، صاحبزادہ سعید احمد، صاحبزادہ رشید احمد، صاحبزادہ نجیب احمد نے مشاورت سے اس کتاب کی اشاعت کے لیے سعادت دینے کا فیصلہ کیا۔ الحمدللہ یہ کتاب شائع ہوئی۔ حضرت اور صاحبزادگان اور مؤلف

نے پسندیدگی کا اظہار کیا۔ حضرت کی دعائیں اس سلسلے میں مجھے حاصل ہوئیں۔ جو میرے لیے بہت بڑا ذخیرہ آخرت۔ جناب نذیر رانجھا صاحب نے سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر ایک کتاب مرتب کی اور اس کا تذکرہ کیا۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ اس کتاب کی اشاعت کی مجھے اجازت دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے میری درخواست قبول کی۔ شیخ خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے نجات اخروی کے لیے رشتہ جوڑنے اور شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان صاحب کی دعائیں اور توجہات کے حصول کے لیے یہ کتاب شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف اور میرے اور متعلقین کے لیے اس کو صدقہ جاریہ بنائے اور اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد ریاض درانی

مسجد پائلٹ سکول وحدت روڈ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله وحده' وحده والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده وعلیٰ آله واصحابه اجمعین اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم یا أیها الذین اتقوا لله و کونوا مع الصادقین.

رب کائنات نے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی کی حیثیت سے مبعوث فرمایا اور سلسلہ رسالت و نبوت آپ پر ختم فرمایا۔ آپ اس دنیا میں مقاصد اربعہ کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے جس میں آخری مقصد امت کا تزکیہ نفس ہے۔ باطن کی ایسی اصلاح کہ ہر انسان احسان کے درجہ پر اس طرح پہنچے کہ ہر عمل کرتے ہوئے وہ خدا تعالیٰ کا مشاہدہ کر رہا ہو۔ چونکہ نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد اربعہ کی ذمہ داری قیامت تک امت کے علمائے کرام و مشائخ عظام کے سپرد کر دی گئی اور علمی جانشینی ان لوگوں کو عطا کی گئی جو علمی اور روحانی طور پر اپنا رشتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑ کر نسبت روحانی سے فیض ہوتے ہیں۔ دین و شریعت عملی زندگی سے متعلق ہے۔ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فیض تربیت اور صحبت کے ذریعہ صحابہ کرام کے قلوب کو ایسا مصفیٰ کیا کہ وہ احسان کے درجے پر فائز ہو گئے۔ صحابہ کرام کا یہ سلسلہ تابعین اور تبع تابعین سے ہوتا ہوا ہم تک پہنچتا رہا۔ سلسلہ نقشبندیہ کے جن اکابر کو اللہ تعالیٰ نے اس منصب جلیلہ کے لیے قبول کیا ان میں شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بہت بلند ہے جن کی محبت اور نگاہ تصرف سے لاکھوں افراد فیضیاب ہوئے اور آپ کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے فیض کے سلسلہ کو جاری رکھا اور آپ کے خلفاء اور سلسلہ سے متعلق لوگ آپ کی تعلیمات کے ذریعہ فیض روحانی دُنیا بھر میں پھیلاتے رہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ آج کے زمانہ کے احباب اور تزکیہ نفس کے طالب بھی حضرت شیخ خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے استفادہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے عزیز محمد نذیر رانجھا کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے قبول فرمایا اور انہوں نے

اکابر نقشبندیہ کی حیات طیبہ اور ان کی تعلیمات کو منظر عام پر لانے کا بیڑا اُٹھایا اور ان کی مختلف کتابیں حلقہ تصوف وسلوک میں مقبول ہوئیں۔ زیر تبصرہ کتاب انہوں نے سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور حالات پر مشتمل مختلف کتب و سوانحات سے مرتب کر کے پیش کی ہے۔ یہ کتاب ان لوگوں کے لیے بہت بڑا ذخیرہ ہے جو اکابر کی محبت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ مولانا حافظ ریاض درانی اس کتاب کو شائع کر رہے ہیں۔ دونوں عزیزان کی خواہش پر مفتی محمد جمیل خان کے ذریعہ یہ چند جملے تحریر کر دیے تا کہ میرا حصہ بھی کتاب میں شامل ہو جائے اور صدقہ جاریہ میں شریک ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اہل تصوف وسلوک اور مسلمانوں کے لیے نافع بنائے اور مصنف کی خدمات کو قبول فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

فقیر ابوالخلیل خان محمد

خانقاہ سراجیہ، کندیاں ضلع میانوالی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرفِ آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ زَیَّنَ السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلَھَا رُجُوْمًا لِّلشَّیَاطِیْنَ، وَزَیَّنَ الْاَرْضَ بِالرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَجَعَلَھُمْ حُجَجًا وَبَرَاھِیْنَ، یَرْفَعُ بِھِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّکُوْکَ مِنَ الْعَالِمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اَسَاتِذَتِنَا وَمَشَائِخِنَا وَاَسْلَافِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَصْحَابِنَا وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ. اَمَّا بَعْد:

خوشا روزے اوّل کہ جولائی ۱۹۶۹ء میں حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کے محب و مخلص اور اپنے مہربان و مشفق اور محسن صادق جناب صوفی شان احمد بھلوانہ مرحوم (اللہ کریم ان کی قبر پر ہر آن اپنی رحمتیں نازل فرمائے) کی تشویق و رہنمائی سے یہ ننگ جہاں کشاں کشاں خانقاہ سراجیہ شریف جا پہنچا اور اس خانقاہ عالیہ کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز سلطان طریقت و شہنشاہ حقیقت خواجہ خواجگان شیخ المشائخ مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی زیارت و دست بوسی کا شرف اسے نصیب ہوا۔

خوشا روزے دوّم کہ بعد از نماز فجر اور حلقہ و مراقبہ اس پر تقصیر کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار کے اس گوہر نامدار کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کی سعادت ازلی ارزانی ہوئی اور تلقین وارشاد کے سبق اوّل، مثل آخر کا حظ وافر اور شافی و کافی عطا ہوا:

شالا مڑ آون اوہ گھڑیاں
جدوں سنگ سجناں دے رلیاں

در گور برم از سر گیسوئے تو تارے
تاسایہ کند برسر من روز قیامت

صوفی صافی حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف پایا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا!

''اے بشر تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاصرین میں تمہاری اتنی عزت افزائی کیوں فرمائی؟'' عرض کیا کہ نہیں معلوم۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ میری سنت کی پیروی، صالحین کی خدمت گزاری، اپنے بھائیوں کی خیر اندیشی اور میرے اہل بیتؓ و اصحابؓ کے ساتھ محبت کی بنا پر۔ بس یہی چیزیں ہیں جنہوں نے تجھے ابرار کے مرتبہ پر فائز کر دیا۔''

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ وَاَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحاً۔

یہ روسیاہ تحدیث نعمت کے طور پر عرض پرداز ہے کہ عمر رفتہ کی تلخیوں اور کوتاہیوں کو شمار نہیں کیا جا سکتا، لیکن یادش بخیر بچپن اور لڑکپن کی بھول بھلیاں اور خوبیاں بھی بھلائی نہیں جا سکتیں۔ آبادی جلال (ڈیرہ پارسانہ، داخلی چاوہ، تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا) کے جنوب مشرقی کونے کی کھلی اور کشادہ حویلی میں اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ رہتے ہوئے دنوں میں سے ایک حسین ترین دن کی بات ہے، جب حقیر ساتویں یا آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا۔ اسلامیات کی نصابی کتاب پڑھتے ہوئے دل میں ایک نادیدنی جذبہ اچانک نمودار ہوا اور اس عاصی پر معاصی نے کتاب میں لکھے ہوئے رحمت عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اسم مبارک کو بوسہ دیا۔ پھر حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فرط محبت وعقیدت کا غلبہ مزید بڑھا اور حقیر کتاب کے ورق الٹتا گیا۔ اس میں جہاں کہیں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم، اُمہات المومنینؓ، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد امجادؓ، خلفائے راشدینؓ اور خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی اولاد امجادؓ میں سے

جو اسمائے گرامی ملے، ان کو چوما گیا اور اس دوران آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ کچھ عرصہ یہ سلسلہ باہتمام جاری رکھا اور بعد ازاں کبھی کبھار ایسے کیا کرتا تھا۔ بدون مبالغہ اور تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ آج تک گاہ بگاہ ایسی وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ بندہ اللہ کریم اور اس کے پیاروں کے مبارک ناموں کو محبت وعقیدت سے چومنے لگتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ اور یہ محض فضل الٰہی ہے، ورنہ من آنم کہ من دانم۔

یقیناً یہ چیز حقیر کے پیارے ماں باپ اور قابل احترام اساتذہ کی تربیت کا ثمرہ ہے اور اس میں اس ماحول کے اثرات بھی شامل ہیں جو بچپن ولڑکپن میں اللہ کریم نے نصیب فرمایا۔ اپنے والدین گرامی، نانا بزرگوار جناب محکم دین بھٹی مرحوم، جدامجد جناب فتح محمد رانجھا مرحوم اور اساتذہ کرام کی مبارک صورتیں، سبق آموز نصیحتیں اور پیار بھرے بول یاد آنے پر آج بھی آنکھوں اور کانوں کو آسودہ خاطر بنا ڈالتے ہیں۔ ان کی سیرت وکردار اور اخلاق واعمال کے سبھی گوشے کہکشاں کے ستاروں کی طرح جگ مگ کرنے لگتے ہیں۔ پرائمری سکول چک نمبر ۷ اشمالی، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا کے اساتذہ کرام میں محترم دوست محمد قریشی مرحوم (سکنہ چک نمبر ۶۱ شمالی، نونا نوالہ، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا)، محترم ملک محمد عبداللہ (سکنہ سون سیکسر، ضلع خوشاب)، محترم ملک محمد صدیق بدھوڑ اور محترم ملک محمد حسین بدھوڑ مرحوم (سکنہ چک نمبر ۱۵ شمالی تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) آج بھی سکول کی عمارت اور گراؤنڈ میں خوبصورت نمازیں پڑھتے ہوئے نظر آتے رہتے ہیں اور مڈل سکول چک نمبر ۱۵ شمالی (تحصیل بھلوال، ضلع گرسودھا) کے ہیڈ ماسٹر محترم خان محمد خان بلوچ (سکنہ چک نمبر ۵۴ شمالی، تحصیل وضلع سرگودھا) اور قرآن کریم اور دینی علوم کے اساتذہ میں محترم حافظ نادر شاہ نابینا مرحوم (سکنہ چک نمبر ۶۷ جنوبی، تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا) اور محترم مولانا عبدالحمید مرحوم (خطیب جامع مسجد چک نمبر ۱۸ شمالی، تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا) کے انداز درس وتخاطب کا اسلامی تشخص وامتیاز یاد آنے پر آج بھی پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم میرے ان سب محسنوں اور مشفقوں پر ہر آن ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین اور جو عالم بقا کی طرف رحلت فرما گئے ہیں انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے آمین۔

اس طولانی تمہید سے مقصود یہ عرض کرنا ہے کہ اللہ کریم کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اوراللہ کے پیاروں کی محبت وعقیدت بفضل الٰہی بچپن سے ارزانی ہے اور یہ ہمیشہ اس حقیر کے خوب کام آئی ہے اور ان شاء اللہ آئے گی، کیونکہ رحمت عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مبارک ارشاد ہے کہ

اَلْمرْءُ مَعَ مَنْ اَحبَّ (بخاری شریف، کتاب الادب ۹۶)

یعنی آدمی (آخرت میں) اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔

الحمد للہ کہ اسی جذبہ محبت وعقیدت کے طفیل اب رب کریم نے سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ بزرگ قطب عالم حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کے حالات وتعلیمات کی تدوین وتالیف کی توفیق نصیب فرمائی ہے۔

کتاب نور العلوم من کلام شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کا صرف ایک ہی قلمی مخطوطہ دنیا میں موجود ہے، جو برٹش میوزیم لندن، برطانیہ میں محفوظ ہے: دیکھئے:

Catalogue of MSS in the British Maseum, p342a

یہ ۴ ذی القعدہ ۶۹۸ھ/ ۱۳ اگست ۱۲۹۹ھ کا مکتوبہ ہے۔ قیاس ہے کہ یہ شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کے کسی مرید وعقیدت مند نے آپ کی زندگی میں ہی جمع کیا ہے اور بعد ازاں آپ کی وفات کے واقعات بھی اس میں شامل کر دیے ہیں۔ یہ ایک انتہائی اہم و نادر کتاب ہے۔ اس میں درج واقعات کے مطالعہ سے جہاں تذکرۃ الاولیاء شیخ فریدالدین عطارؒ اور بعض دیگر کتب سیر میں درج شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کے حالات کی تائید ہوتی ہے، وہاں بعض واقعات میں اضافوں اور الحاقی عبارات کے اشارے بھی ملتے ہیں۔

اس قلمی مخطوطے کو پہلے ۱۹۲۹ء میں روسی خاور شناس جناب برتلس نے روسی مجلہ (ایران) میں متعارف کرایا اور بعد ازاں ایرانی محقق اور فاضل مؤلف جناب عبدالرفیع حقیقت (رفیع) کی کوشش سے پہلی بار کتابی صورت میں تہران (ایران) سے ۱۳۷۷ھ ش میں یہ منصۂ شہود پر آیا۔ جناب عبدالرفیع حقیقت نے بڑی محنت اور عمدہ و عالی تحقیق وتدقیق سے اس کتاب کا (فارسی) متن تیار کر کے اہل علم و دانش تک پہنچایا ہے۔ انہوں نے اس کے شروع میں مفصل مقدمہ لکھا جس میں شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کے حالات، کتاب کی اہمیت اور بعد ازاں ایران میں تصوف کے آغاز وترویج کی روایت کو تحقیقی و منطقی اسلوب میں بیان کیا۔ پھر فارسی

متن کے بعد مطبوعہ ماخذ سے شیخ خرقانیؒ کے احوال و آثار اور تعلیمات و ارشادات کے ضمن میں جو کچھ انہیں ہاتھ لگا، اسے من و عن جمع کر دیا، نیز شیخ خرقانیؒ کے مزار مقدس کی تصاویر بھی شامل اشاعت کر دیں۔

احقر راقم الحروف نے اولاً نور العلوم کے فارسی متن کا اردو ترجمہ کیا اور بعد ازاں اپنے ذوق و شوق سے حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کے احوال و آثار اور تعلیمات و ارشادات کو جامع و سادہ اسلوب میں مرتب کیا اور غیر ضروری بحثوں اور مکررات کو یکسر چھوڑ دیا۔ اس طرح حقیر نے تصوف کے شائقین اور صوفیا و اولیاء کے عقیدت مندوں کے لیے انتہائی نادر، پیاری اور گراں قدر کتاب نور العلوم کے اوّلین اردو ترجمہ کے ساتھ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کے مناقب و ارشاد کی حسین جھلک پیش کرنے کی ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔ وَمِنَ اللّٰہِ التَّوفِیق

آخر میں اپنے کریم رب کی درگاہ معلیٰ میں دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم عمیم کے صدقے ناچیز کی اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے عامۃ المسلمین کے لیے مفید بنائے اور اپنی رحمت و کرم سے اس حقیر اور اس کے ماں باپ، اہل و عیال، اعزہ و اقارب، احباب و جملہ متعلقین اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں کامران فرمائے۔ دُنیا کی زندگی میں محتاجی، مفلسی اور ذلت سے محفوظ فرمائے اور مرتے دم خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے اور کل میدان حشر میں اپنی رحمت عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنے حبیب اور نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ سے حصہ نصیب فرمائے۔ آمین، ثم آمین، ثم آمین:

غرض نقشے است کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے بہ رحمت
کند در حق درویشاں دُعائے

خاک پائے اولیائے عظام
احقر محمد نذیر رانجھا غفر ذنوبہ وستر عیوبہ
مکان نمبر سی بی-۱۳۱- غازی آباد،
کمال آباد، راولپنڈی کینٹ

۱۲- ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ/ ۲۵ مئی ۲۰۰۲ء

شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کے مناقب و مراتب کی جھلک

قطب عالم حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ (م ۴۲۵ھ/۱۰۳۴ء) نے اویسی نسبت سے سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ (م ۲۶۹ھ/۸۸۲ء) سے روحانی فیض اخذ فرمایا۔ اپنے زمانے کے معروف اولیائے کرام اور صوفیائے عظام سے ملاقاتیں رہیں۔ حضرت شیخ ابوالعباس احمد قصاب آملیؒ (خلیفہ محمد بن عبداللہ طبریؒ) کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور ایک مدت تک ان کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔

اسی طرح حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر مہنی قدس سرہ (م ۴۴۰ھ/۱۰۴۹ء) شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی زیارت کے لیے خرقان تشریف لائے اور اپنے مریدوں کی ایک جماعت کے ہمراہ کئی روز شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ نقل ہے کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر مہنیؒ نے فرمایا:

"میں ناپختہ اینٹ تھا جب خرقان پہنچا تو گوہر بن کر واپس آیا۔"

(تذکرۃ الاولیاء عطارؒ)

شیخ ابوعلی الحسین ابن سیناؒ (م ۴۲۸ھ/۱۰۳۷ء) شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی شہرت سن کر خوارزم سے خرقان پہنچے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

حضرت امام ابوالقاسم عبدالکریم القشیریؒ (م ۴۶۵ھ/۱۰۷۳ء) نے شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی زیارت کا شرف حاصل کیا، وہ رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں:

"جب میں ملک خراسان میں پہنچا تو اس پیر کی ہیبت سے میری فصاحت و بلاغت نے جواب دے دیا اور زبان بند ہوگئی اور مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید مجھے ولایت سے معزول کر دیا گیا ہے۔"

شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہروی قدس سرہ (م ۴۸۱ھ/۱۰۸۸ء) اور حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی طوسی قدس سرہ (م ۴۷۷ھ) شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کے خلفاء میں شامل ہیں۔ خواجہ عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں:

"حدیث، علم اور شریعت میں میرے بہت سے مشائخ ہیں لیکن تصوف

وحقیقت میں میرے مرشد شیخ ابوالحسن خرقانی ہیں اور اگر میں ان کی
زیارت نہ کرتا تو حقیقت کو کیسے پاتا۔"

حضرت شیخ ابوالحسن بن عثمان غزنوی ہجویری ثم لاہوری المعروف بہ داتا گنج بخش قدس سرہ (م۴۶۵ھ/۱۰۷۳ء) نے کشف المحجوب میں شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کا ذکر بڑی عقیدت و احترام سے فرمایا ہے، آپ لکھتے ہیں:

"شرف اہل زمانہ واندر زمانہ خود یگانہ حضرت ابوالحسن علی بن احمد خرقانی
کا شمار اکابر اور متقدمین مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے زمانے کے
اولیاء کرام میں ہر دلعزیز تھے۔"

حضرت مولانا جلال الدین بلخی رومی قدس سرہ (م۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء) نے مثنوی معنوی (دفتر چہارم، ششم) میں آپ کا ذکر خیر بڑی عقیدت واحترام سے کیا ہے اور منظومات میں آپ کو "شیخ دین" کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ (م۵۸۶ھ/۱۱۹۰ء) نے اپنی شہرہ آفاق عرفانی کتاب "تذکرۃ الاولیاء" میں شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کا ذکر خیر مفصل اور جامع انداز میں کیا ہے۔ علاوہ ازیں اپنی دیگر تصنیفات (منظوم) میں بھی بڑی عقیدت ومحبت سے ان کا ذکر خیر کیا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ (م۸۹۸ھ/۱۴۹۲ء) نے اپنی تصنیفات (نفحات الانس و دیگر منظومات) میں شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے اپنی بے پناہ عقیدت و محبت کا برملا اظہار فرمایا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ سال میں ایک مرتبہ مزارات شہدا کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے اور جب خرقان پہنچتے تو فضا میں اپنا منہ مبارک اوپر اٹھاتے اور ایسے سانس کھینچتے جیسے خوشبو سونگھنے کے لیے کھینچا جاتا ہے۔ مریدین نے ایک بار عرض کیا کہ آپ کس چیز کی خوشبو سونگھتے ہیں، ہمیں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا؟ آپ نے فرمایا:

"مجھے خرقان کی زمین سے ایک مردِ حق کی خوشبو آتی ہے جس کی کنیت
ابوالحسن اور نام علی ہے، وہ کاشتکاری کے ذریعہ اپنے اہل وعیال کی رزقِ

حلال سے پرورش کرے گا، درخت لگائے گا اور مرتبہ میں مجھ سے تین گنا ہوگا۔" (تذکرۃ الاولیا عطارؒ)

فرمان بشر دوستی اور انسان نوازی

شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ نے اپنی خانقاہ کے دروازے کے اوپر لکھ رکھا تھا:
"جو شخص بھی اس سرا میں آئے اسے روٹی دو، اور اس کے ایمان کے بارے میں مت پوچھو کیونکہ اللہ نے جسے بھی جان عنایت فرمائی ہے، وہ ابوالحسن کے دستر خوان پر کھانے کے لائق ہے۔"

سارے عالم کی ہمدردی اور غم خواری کا جذبہ

ارشادِ خرقانی قدس سرہ ہے:
"اگر ترکستان سے لے کر شام تک کسی انسان کی اُنگلی میں کانٹا چبھ جائے تو اس کا درد مجھے ہوتا ہے۔ اسی طرح ترکستان سے لے کر شام تک کسی انسان کے پاؤں پر پتھر لگے تو اس کا زخم مجھے لگتا ہے اور اگر کسی دل میں بھی کوئی دکھ موجود ہو تو وہ دُکھی دل میرا (ہوتا) ہے۔"
(تذکرۃ الاولیا عطارؒ)

محتاج کی خدمتِ بے نیاز کی عبادت سے افضل ہے

ارشاد خرقانی قدس سرہ ہے:
"خدمت خلق کے سوا کرامت کوئی چیز نہیں۔ جیسا کہ دو بھائی تھے، ان کی والدہ ضعیف تھی۔ ان دو میں سے ایک ہمیشہ دن رات ماں کی خدمت میں لگا رہتا اور دوسرا عبادت میں مشغول رہتا۔ کئی برس تک دونوں بھائی یونہی عمل پیرا رہے۔ ایک رات عابد بھائی کو سجدہ کے

دوران نیند آ گئی۔اس نے خواب میں آواز سنی کہ ہم نے تیرے بھائی کی بخشش کر دی ہے اور تجھے بھی اس کی بدولت بخش دیا ہے۔عابد نے عرض کیا کہ اے اللہ! میں کئی سالوں سے تیری عبادت میں مشغول ہوں اور وہ ماں کی خدمت میں لگا ہے۔تیرے کرم سے یہ بعید لگتا ہے کہ تو اُسے مجھ پر فوقیت بخشے۔آواز آئی کہ تو نے جو کچھ کیا ہے، میں اس سے بے نیاز ہوں اور جو کچھ تیرے بھائی نے کیا ہے ماں کو اس کی ضرورت تھی۔''

یہ حکایت آپ نے اپنے اور اپنے بھائی کے بارے میں بیان فرمائی تھی۔

ارشاداتِ خرقانی قدس سرہ

مخلوق سے محبت

آپ نے فرمایا:

''کاش تمام مخلوق کی بجائے صرف مجھے موت آ جاتی اور تمام مخلوق کا حساب قیامت میں صرف مجھ سے لیا جاتا اور جو لوگ سزا کے مستحق ہوتے، ان کے بدلے میں صرف مجھے عذاب دیا جاتا۔''

کل کی خیر کل کا بھلا

آپ نے فرمایا:

''ہر صبح عالم اپنے علم کی زیادتی اور زاہد اپنے زہد میں اضافہ طلب کرتا ہے لیکن ابوالحسن (خرقانی) اس فکر میں ہوتا کہ (ہر) بھائی کو مسرت حاصل ہو سکے۔''

صلح کل

آپ نے فرمایا:

''میں نے خالق و مخلوق سے اس طرح صلح کر لی ہے کہ کبھی جنگ نہیں کروں گا۔''

مسافر کی موت کا غم

شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے دعا مانگی:

''اے اللہ! میری خانقاہ میں مسافروں کو موت مت نصیب فرما کیونکہ

ابوالحسن مسافر کی موت کا غم برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتا (اور یہ نہیں سن سکتا) کہ ندا دی جائے: ''ایک مسافر ابوالحسن کی خانقاہ میں فوت ہو گیا۔''

کلید گنج نہانی شیخ ابوالحسن خرقانی

خواجہ عبداللہ انصاریؒ اپنی مناجات میں اس طرح فرماتے ہیں:

عبداللہ مرد بود بیابانی — میرفت بطلب آبِ زندگانی
ناگاہ رسید بہ شیخ ابو الحسن خرقانی — دید چشمہ آب زندگانی
چندان خورد کہ از خود گشت فانی — کہ نہ عبداللہ ماند و نہ شیخ ابوالحسن خرقانی
اگر چیزی میدانی من گنجی بودم نہانی — کلید او شیخ ابو الحسن خرقانی

باب اوّل

حالات زندگی

آپ حقیقت وطریقت کا سرچشمہ، فیوض ومعرفت کا منبع ومخزن تھے اور آپ کی عظمت و بزرگی مسلمہ تھی۔ شرف اہل زمانہ و اندر زمانہ خود یگانہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا شمار اکابر اور متقدمین مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے زمانے کے اولیائے کرام میں ہر دلعزیز تھے۔[۱]

نام ونسب اور ولادت باسعادت

آپ کا اسم گرامی علی بن احمد بن جعفر بن سلمان (یا علی بن احمد) تھا اور کنیت ابوالحسن ہے۔ طریقت میں بطریق اویسیت حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ سے آپ کی روحانی تربیت ہوئی کیونکہ آپ کی ولادت حضرت بایزیدؒ کی وفات کے بعد ۳۵۲ھ/۹۶۳ء میں ہوئی۔[۲]

بایزید کی پیشین گوئی

حضرت بایزید بسطامیؒ کا دستور یہ تھا کہ سال میں ایک مرتبہ مزارات شہدا کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے اور جب خرقان پہنچتے تو فضا میں منہ اوپر اٹھا کر اس طرح سانس کھینچتے جیسے کوئی خوشبو سونگھنے کے لیے کھینچتا ہے۔ ایک مرتبہ مریدین نے پوچھا کہ آپ کس چیز کی خوشبو سونگھتے ہیں، ہمیں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے سرزمین خرقان سے ایک مردِ حق کی خوشبو آتی ہے۔ جس کی کنیت ابوالحسن اور نام علی ہے اور وہ کاشتکاری کے ذریعہ اپنے اہل وعیال کی رزقِ حلال سے پرورش کرے گا اور مرتبہ میں مجھ سے تین گنا ہوگا۔[۳] اس میں تین باتیں مجھ سے زیادہ ہوں گی۔ وہ اہل وعیال کا بوجھ اٹھائے گا۔ کھیتی باڑی کرے گا اور درخت لگایا کرے گا۔[۴]

زہدوعبادت

آپ مشائخ کے سردار، اوتاد وابدال کے قطب اور اہل طریقت وحقیقت کے پیشوا تھے۔ توحید ومعرفت میں کمال کے درجہ پر فائز تھے۔ آپ کے شب وروز ریاضت ومجاہدہ اور حضور ومشاہدہ میں گزرتے تھے۔ آپ کے زہد وعبادت، تقویٰ وپرہیز گاری اور سلوک ومعرفت کے پیش نظر ہی حضرت شیخ ابوالحسن قصابؒ نے فرمایا تھا کہ ہمارے بعد ہمارا بازار ابوالحسن خرقانی سنبھالیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت استاد ابوالقاسم قشیریؒ کا بیان ہے کہ جب میں خرقان کی حدود میں داخل ہوا تو حضرت ابوالحسن خرقانی کی دہشت سے میری فصاحت وبلاغت جاتی رہی، میں نے خیال کیا کہ میں اپنی ولایت سے معزول ہوگیا۔[5]

تعلیم وتربیت اور اخذ فیض روحانی

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کے والد بزرگوار ایران کے علاقے بسطام کے دیہات خرقان میں کھیتی باڑی کرتے تھے۔ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت کسب علوم شریعت اور تحصیل سلوک وطریقت دونوں میں کمال حاصل کیا۔ تحصیل علم شریعت کے دوران ہمیشہ نیک اور متقی لوگوں کے ساتھ صحبت رکھتے تھے اور کسب علم اور اخذ فیض میں ہرگز غافل نہ رہتے تھے۔ ہمیشہ باوضو اور اکثر عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ خوراک صرف جان کی بقا کے لیے کھاتے تھے۔ اسی محنت وریاضت میں مشغول رہے یہاں تک کہ فضلا اور فقہا میں شامل ہوکر شہرت خاصہ پائی۔

کہتے ہیں کہ ایک روز لوگوں سے حضرت بایزیدؒ کی وہ پیشین گوئی سنی جوانہوں نے آپ کے بارے میں آپ کی ولادت سے قبل فرمائی تھی کہ میں سرزمین خرقان سے ایک مردحق کی خوشبو پاتا ہوں جس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن ہوگی۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کے مزار پر حاضر ہوئے اور فاتحہ پڑھ کر دعا کی۔ اچانک حالت بدلنے لگی، سمجھ گئے کہ میرا مقصود ازلی یہی جگہ

ہے۔لہٰذا بعد ازاں حضرت بایزیدؒ کے مزار پر حاضری کا معمول بنالیا۔روایت ہے کہ ۱۲ برس تک نماز عشاء خرقان میں ادا کرنے کے بعد پیدل چل کر حضرت بایزیدؒ کے مزار پر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔رات بھر عبادت و ریاضت کرنے کے بعد گڑگڑا کر ہاتھ اٹھاتے اور یوں دعا کرتے: ''اے اللہ! تو نے جو منزل اور درجہ بایزید کو نصیب فرمایا ہے اس سے مجھے بھی حصہ عطا فرمایا۔'' بعد ازاں خرقان کو روانہ ہوتے اور اسی وضو سے نماز فجر با جماعت خرقان میں ادا فرماتے۔یوں ۱۲ سال مسلسل بسطام کا ۹ میل کا راستہ طے کرتے اور پھر واپس آ جاتے تھے۔

ایک رات حضرت بایزیدؒ کے مزار سے آواز سنائی دی: ''اے ابوالحسن وہ وقت آ گیا ہے کہ تم بیٹھ کر لوگوں کی تربیت کرو اور تم سے انفاس قدسیہ اور مخلوق خدا فیوض و برکات حاصل کرے۔''

مولانا جلال الدین بلخی رومیؒ مثنوی (جلد۴:۱۸۸) میں فرماتے ہیں:

بانگش آمد از حظیرہ شیخ حی

ھَا اَنَا اَدْعُوْکَ کَیْ تَسْعیٰ اِلَیَّ

یعنی ان کو زندہ شیخ کے حظیرے سے آواز آئی، ہاں میں تجھے پکار رہا ہوں، تاکہ دوڑ کر میرے پاس آئے۔

شیخ ابوالحسن خرقانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب میں نے خرقان کو واپس لوٹنے اور ایک جگہ بیٹھ کر ارشاد کرنے کی اجازت پائی تو فوراً اس حکم کی فرمانبرداری میں چل نکلا۔خرقان پہنچا تو ۲۴ دنوں کے اندر پورا قرآن کریم پڑھنا سیکھ لیا اور فن قرأت میں بلند درجہ نصیب ہو گیا۔

دوسری روایت کے مطابق آپ نے خرقان واپس آتے وقت سورہ فاتحہ پڑھنی شروع کی اور جب اپنے گھر (خرقان میں) پہنچے تو اس وقت تک پورا قرآن مجید پڑھ چکے تھے۔

بعض فضلاء و عرفاء نے آپ کے ان الفاظ کو کہ میں ایک عام سا آدمی ہوں' اور ان پڑھ ہوں سے ''عامی'' کے دوسرے معنیٰ (یعنی عجز و انکساری) نکالے ہیں اور آپ کے قرآن پڑھنے اور سیکھنے کو بھی دوسرے مطالب (یعنی عرفان و معرفت الٰہی کو حاصل کر لینے کے ضمن) میں بیان کیا ہے۔کیونکہ ان کے نزدیک شیخ ابوالحسنؒ نے جب بایزید بسطامیؒ کے مزار پر جانا

شروع کیا تھا' اس وقت آپ کا شمار زمانے کے مشہور فضلاء اور فقہاء میں ہوتا تھا، جیسے کہ قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے۔ جس کے بعد معنوی ونفسانی کمالات کے بلند مقامات کی طلب میں نکلے تھے اور جیسا کہ کتب سیر میں مذکور ہے کہ بایزیدؒ کی قبر مبارک سے آپ نے باطنی فتوحات و مکاشفات حاصل کیے ہیں اور آپ کی نسبت روحانی کا یہی درست ذریعہ ہے اور خرقان کی مسند ارشاد پر فائز المرام ہونے کا حکم واذن بھی انہیں بایزید بسطامیؒ کی روحانیت سے نصیب ہوا ہے۔ تبھی تو زمانے بھر کے فضلاء وحکماء عرفا وصوفیا اور بادشاہ ووزراء آپ کے آستانے اور خانقاہ پر حاصر ہوتے رہے ہیں۔ [۶]

خرقانیؒ کی بایزید بسطامیؒ سے نسبت ارادت کی توثیق وتائید

نفحات الانس مولانا جامیؒ اور دوسری معتبر کتب سیر کے مطابق شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی روحانی نسبت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ تک پہنچتی ہے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے جملہ سلاسل عرفانی سے وابستہ عرفا وصوفیا اور دانشور وفضلا کے نزدیک یہی معتبر ترین قول وسند ہے۔ بعض لوگ جو شیخ بایزید بسطامیؒ اور شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی ولادت کے درمیان ۸۷ یا ۹۰ سال فاصلہ ہونے کی وجہ سے اس نسبت کو درست نہیں گردانتے اور کہتے ہیں کہ نسبت ارادت اس وقت تک صحیح نہیں ہوتی جب تک مرید کسی واسطے کے بغیر مرشد وپیر سے اخذ فیض نہ کرے، یہ سراسر زیادتی ہے۔ کیونکہ عرفا اور صوفیا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت صحابیت کی طرح اویسی سلسلے اور اس کی نسبت ارادت پر بھی یقین رکھتے ہیں اور ان کے نزدیک مراقبہ وتوجہ سے جیسے شیخ کی زندگانی میں فیض اخذ کیا جاسکتا ہے ایسے ہی شیخ کے وصال الی اللہ اور وفات کے بعد یا اس کے مزار وقبر سے روحانی فیض ورہنمائی اور حصول ارادت نصیب ہوتا ہے اور شروع سے لے کر آج تک بے شمار صاحب درجات صوفیا واولیا ایسے انتساب سے مستفید ہوتے آئے ہیں اور مولانا جلال الدین رومیؒ کی درج ذیل وضاحت اس قول کی شہادت ہے:

بوالحسن بعد از وفات بایزیدؒ
از پس آن سالہا آمد پدید

گاہ د بے گہ نیز رفتے بے فتور
برسر گورش نشستے بے حضور
تامثال شیخ پیش آمدے
تا کہ بے گفتے شکالش حل شدے [۷]

سفر واستاد کی ضرورت

شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا:

''(شروع میں) دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک سفر اور دوسرے استاد کی۔ میں اسی فکر میں پھرتا تھا اور میرے اوپر سخت وقت تھا۔ خدا تعالیٰ نے ایسی مدد فرمائی کہ میں جس مسئلہ میں درماندہ ہو جاتا، شافعی مذہب کے ایک عالم ملتے، جو مجھے وہ مسئلہ سمجھا دیتے تھے۔''

فرمایا:

''میں نے ۷۳ سال سچائی کے ساتھ ایسی زندگانی گزاری ہے کہ شریعت کے خلاف مجھ سے ایک سجدہ بھی نہیں ہوا۔ میں نے نفس کی موافقت میں ایک سانس بھی نہیں لیا۔'' [۸]

بایزیدؒ کے مزار کا ادب

بیس سال تک آپ کا یہ معمول رہا کہ خرقان سے بعد نماز عشاء حضرت بایزیدؒ کے مزار پر پہنچ کر یہ دعا کرتے کہ اے اللہ جو مرتبہ تو نے بایزید کو عطا کیا، وہی مجھ کو بھی عطا فرما دے۔ اس دعا کے بعد خرقان واپس آ کر نماز فجر ادا کرتے اور آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ بسطام سے اس نیت کے ساتھ اُلٹے پاؤں واپس ہوتے کہ کہیں بایزیدؒ کے مزار کی بے ادبی نہ ہو جائے۔ [9]

تقویٰ اور پابندی شریعت

آپ زہد و تقویٰ اور پابندی شریعت مطہرہ کے معاملہ میں عبقری عصر اور نابغہ روزگار تھے۔ چالیس سال تک آپ نے سر تکیہ پر نہیں رکھا اور صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔ [۱۰]

شرف اہل زمانہ

حضرت شیخ ابوالحسن ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوسعیدؒ نے آپ کی زیارت کا قصد کیا اور وقت ملاقات ہر فن پر بہت لطیف گفتگو ہوئی۔ جب رخصت ہونے لگے تو حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اپنے زمانہ کی ولایت پر تعینات کیا ہے اور حسن مودبؒ سے جو حضرت ابوسعیدؒ کے خادم تھے، سنا ہے کہ جب آپ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی خدمت میں پہنچے تو کوئی بات نہ کی اور خاموشی سے ان کی باتیں سنتے رہے۔ فراست کے بعد میں نے عرض کی کہ یا شیخ آپ نے بات کیوں نہیں کی؟ فرمایا سلسلہء کلام شروع کرنے کے لیے ایک ہی کافی ہے۔ [۱۱]

طلب راہ ہدایت

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ فرماتے ہیں کہ راستے دو ہیں ایک راہ ضلالت (گمراہی) اور دوسرا راہ ہدایت۔ راہ ضلالت وہ راستہ ہے جو بندہ سے خدا تعالیٰ تک ہے اور راہ ہدایت وہ راستہ ہے جو خدا تعالیٰ سے بندہ کی طرف آتا ہے۔ پس جو شیخ یہ کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ تک پہنچ گیا ہوں تو وہ نہیں پہنچا اور جو یہ کہتا ہے کہ مجھے حق تعالیٰ نے پہنچا دیا ہے تو وہ پہنچ چکا ہے۔ کیونکہ پہنچنے کا دعویٰ کرنا نہ پہنچنے کی علامت ہے اور نہ پہنچنے کا اقرار کرنا پہنچنے کی علامت ہے۔ واللہ اعلم [۱۲]

ظہور کرامات

ایک مرتبہ آپ اپنے باغ کی نلائی کر رہے تھے تو وہاں سے چاندی برآمد ہوئی اور آپ

نے اس جگہ کو بند کر کے دوسری جگہ سے کھدائی شروع کی تو وہاں سے سونا برآمد ہوا۔ پھر تیسری جگہ سے مروارید اور چوتھی جگہ سے جواہرات برآمد ہوئے لیکن آپ نے کسی کو بھی ہاتھ نہ لگایا اور فرمایا کہ ابوالحسن خرقانی ان چیزوں پر فریفتہ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو کیا اگر دین و دنیا بھی مہیا ہو جائیں جب بھی وہ اللہ سے انحراف نہیں کر سکتا۔ ہل چلاتے وقت جب نماز کا وقت آ جاتا تو آپ بیلوں کو چھوڑ کر نماز ادا کرتے اور جب نماز پڑھ کر کھیت پر پہنچتے تو زمین تیار ملتی۔ [۱۳]

بلندیٔ مراتب

امام قشیریؒ اپنے رسالہ ترتیت السلوک میں لکھتے ہیں کہ ایک بار عید کی رات میرے ساتھ ابوالفوارس (م ۴۲۱ھ) اور ابوالحسن تھے۔ اس وقت ابوالفوارس کی آنکھ کھل گئی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر گھی ہوتا تو آج ہم فلاں چیز پکا کر کھاتے۔ ابوالحسن نے سوتے ہوئے کہا یہ کیا ہے؟ گھی کو پھینک دو۔ یہ لفظ تین بار دہرائے۔ میں نے ابوالحسن کو بیدار کیا اور پوچھا کہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کوئی بات نہیں، میں خواب میں دیکھ رہا تھا کہ ہم سب ایک بلند چبوترے پر کھڑے ہیں اور حق سبحانہٗ اپنی تجلی سے نوازنے والے ہیں۔ لوگ ہیبت زدہ ہیں۔ تم بھی ہمارے ساتھ ہو اور تمہارے ہاتھ میں گھی ہے۔ میں نے کہا کہ گھی کو پھینک دو۔ [۱۴]

سلطان محمود غزنوی خرقانیؒ کے حضور میں

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی نے ایاز سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے اپنا لباس پہنا کر اپنی جگہ بٹھا دوں گا اور تیرا لباس پہن کر خود غلام کی جگہ بیٹھوں گا۔ چنانچہ جس وقت سلطان محمود حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے ملاقات کی نیت سے خرقان پہنچا تو قاصد سے یہ کہا کہ حضرت ابوالحسن سے یہ کہو کہ میں صرف آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ لہٰذا آپ زحمت فرما کر میرے خیمہ تک تشریف لے آئیں اور اگر وہ آنے سے انکار کریں تو یہ آیت تلاوت کرنا: اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (سورہ النساء ۵۹) یعنی اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کے ساتھ اپنی قوم کے حاکم کی بھی اطاعت

کرتے رہو۔ چنانچہ قاصد نے جب آپ کا پیغام پہنچایا تو آپ نے معذرت طلب کی، جس پر قاصد نے مذکورہ بالا آیت تلاوت کی۔ آپ نے جواب دیا کہ محمود سے کہہ دو میں تو اَطِیْعُوا اللّٰہ اور اَطِیْعُوا الرَّسُوْل میں ایسا غرق ہوں کہ اس حالت میں اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کی فرصت نہیں۔ یہ قول جس وقت قاصد نے محمود غزنوی کو سنایا تو اس نے کہا کہ میں تو انہیں معمولی قسم کا صوفی تصور کرتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ وہ تو بہت ہی کامل بزرگ ہیں۔ لٰہذا ہم خود ہی ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوں گے اور اس وقت محمود نے ایاز کا لباس پہنا اور دس کنیزوں کو مردانہ لباس پہنا کر ایاز کو اپنا لباس پہنایا اور خود بطور غلام کے ان دس کنیزوں میں شامل ہو کر ملاقات کرنے پہنچ گیا۔ گو آپ نے اس کے سلام کا جواب تو دے دیا لیکن تعظیم کے لیے کھڑے نہیں ہوئے اور محمود جو غلام کے لباس میں ملبوس تھا اس کی طرف متوجہ تو ہو گئے لیکن ایاز جو شاہانہ لباس میں تھا اس کی جانب قطعی توجہ نہیں دی اور جب محمود نے پوچھا کہ آپ نے بادشاہ کی تعظیم کیوں نہیں کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ ایک فریب ہے۔ اس پر محمود نے جواب دیا کہ یہ دام فریب تو ایسا نہیں ہے جس میں آپ جیسے شہباز پھنس سکیں۔ پھر آپ نے محمود کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ پہلے ان نامحرموں کو باہر نکال دو پھر مجھ سے گفتگو کرنا۔ چنانچہ محمود کے اشارے پر تمام کنیزیں باہر واپس چلی گئیں اور محمود نے آپ سے فرمائش کی کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کا کوئی واقعہ بیان فرمائیے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت بایزید کا قول یہ تھا کہ جس نے میری زیارت کر لی، اس کو بدبختی سے نجات حاصل ہو گئی۔ اس پر محمود نے پوچھا کہ کیا ان کا مرتبہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی زیادہ بلند ہے، اس لیے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ابوجہل و ابولہب جیسے منکرین نے دیکھا، پھر بھی ان کی بدبختی دور نہ ہو سکی۔ آپ نے فرمایا کہ اے محمود! ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی ولایت میں تصرف نہ کرو کیونکہ حضور اکرمؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خلفائے اربعہؓ اور دیگر صحابہؓ کے سوا کسی نے نہیں دیکھا۔ جس کی دلیل یہ آیت مبارکہ ہے: وَتَرَاهُمْ يَنظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (سورہ الاعراف ۱۹۸) یعنی اے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ آنکھیں کھولے آپ کو دیکھ رہے ہیں، حالانکہ انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ سن کر محمود بہت محظوظ ہوا۔ پھر آپ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی تو آپ نے

فرمایا کہ گناہوں سے بچے رہو۔ باجماعت نماز ادا کرتے رہو' سخاوت وشفقت کو اپنا شعار بنالو اور جب محمود نے دعا کی درخواست کی تو فرمایا: ''میں خود خدا سے ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرمادے۔'' پھر جب محمود نے عرض کیا میرے لیے مخصوص دعا فرمایئے تو آپ نے کہا ''اے محمود تیری عاقبت محمود ہو'' اور جب محمود نے اشرفیوں کا ایک توڑا آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے جو کی خشک ٹکیا اس کے سامنے رکھ کر اس کو حکم دیا کہ اس کو کھاؤ۔ چنانچہ جب محمود نے ایک لقمہ توڑ کر منہ میں رکھا تو دیر تک چبانے کے باوجود بھی وہ حلق سے نیچے نہ اترا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ شاید تمہارے حلق میں اٹکتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تمہاری یہ خواہش ہے کہ اشرفیوں کا یہ توڑا اسی طرح میرے حلق میں بھی اٹک جائے۔ لہٰذا اس کو واپس لے لو۔ کیونکہ میں دنیا کی دولت کو طلاق دے چکا ہوں اور محمود کے بے حد اسرار کے باوجود بھی آپ نے اس میں سے کچھ نہ لیا۔ پھر محمود نے خواہش کی کہ مجھے تبرک کی کوئی چیز عنایت فرمادیں۔ اس پر آپ نے اسے اپنا ایک پیرہن دے دیا۔ پھر محمود نے رخصت ہوتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت آپ کی خانقاہ تو بہت خوبصورت ہے۔ فرمایا کہ خدا نے تمہیں اتنی وسیع سلطنت بخشی ہے پھر بھی تمہارے اندر طمع باقی ہے اور اس جھونپڑی کے بھی خواہش مند ہو۔ یہ سن کر اسے بے حد ندامت ہوئی اور جب وہ رخصت ہونے لگا تو آپ تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اس نے پوچھا کہ میری آمد کے وقت تو آپ نے میری تعظیم نہیں کی۔ پھر اب کیوں کھڑے ہو گئے ہیں؟ فرمایا کہ اس وقت تمہارے اندر شاہی تکبر موجود تھا اور میرا امتحان لینے آئے تھے لیکن اب عجز ودرویشی کی حالت میں واپس جا رہے ہو اور خورشید فقر تمہاری پیشانی پر درخشندہ ہے۔ اس کے بعد محمود رخصت ہو گیا۔ سومنات پر حملہ کرنے کے وقت جب محمود غزنوی کو دشمن کی بے پناہ قوت کی وجہ سے شکست کا خطرہ ہوا تو اس نے وضو کر کے نماز پڑھی اور آپ کا عطا کردہ پیرہن ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی کہ اے خدا اس پیرہن والے کے صدقے مجھے فتح عطا فرما اور مجھے جو مال غنیمت اس جنگ میں حاصل ہو گا میں وہ سب فقراء میں تقسیم کر دوں گا۔ خدا کی قدرت سے محمود کے دشمن اپنے باہمی اختلاف کی بنا پر خود ہی آپس میں لڑنے لگے۔ جس کی وجہ سے محمود کو مکمل فتح حاصل ہو گئی اور

رات کو محمود نے خواب میں حضرت ابوالحسن کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اے محمود تو نے اس قدر معمولی شے کے لیے میرے خرقہ کے صدقے دعا کی۔ اگر تو اس وقت یہ دعا مانگتا کہ تمام عالم کے کفار اسلام قبول کر لیں اور دنیا سے کفر کا خاتمہ ہو جائے تو یقیناً تیری یہ دعا قبول ہو جاتی۔ [۱۵]

شیخ بو علی سینا کا شیخ خرقانیؒ کی زیارت کو آنا

شیخ بوعلی سینا آپ کی شہرت سے متاثر ہو کر آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ جب آپ کے دولت خانہ پر پہنچے تو آپ ایندھن لانے کے لیے جنگل کی طرف گئے ہوئے تھے۔ آپ کی بیوی سے پوچھا کہ آپ کب واپس تشریف لائیں گے۔ بیوی نے جواب دیا کہ تم کو اُن سے کیا کام ہے اور پھر آپ کو برا بھلا کہنے لگے۔ بوعلی سینا کے دل میں خیال آیا کہ جن کی بیوی ہی ان کی منکر ہے اُن کا کیا حال ہوگا؟ پھر دل میں خیال آیا کہ میں اتنی دور سے ان کی زیارت کو آیا ہوں۔ لہٰذا مل کے ہی جاؤں اور آپ کی زیارت کے لیے جنگل کی راہ لی۔ ناگاہ دیکھا کہ آپ تشریف لا رہے تھے اور یوں کہ آپ شیر پر سوار ہیں اور اجوائن کی گھاس کا گٹھا شیر پر لدا ہوا ہے۔ بوعلی سینا نے حیران ہو کر دریافت کیا کہ یا شیخ یہ کیا حالت ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس بھیڑیے (یعنی بیوی کی بدزبانی) کا بوجھ نہ اٹھاؤں تو یہ شیر میرا بوجھ کیسے اٹھائے؟

جب دولت خانہ پر واپس آئے تو بوعلی سینا بیٹھ گئے اور آپس میں بہت سی باتیں ہوئیں آپ نے دیوار بنانے کے لیے گارا تیار کیا ہوا تھا، فرمانے لگے کہ میں نے دیوار بنانی ہے۔ لہٰذا معذور سمجھئے۔ یہ فرما کر دیوار بنانے لگے۔ اچانک تیشہ آپ کے ہاتھ سے گر پڑا۔ بوعلی سینا نے اٹھا کر پکڑانا چاہا مگر اس سے قبل ہی تیشہ آپ کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر بوعلی سینا کے دل میں آپ کی عقیدت و محبت مزید مستحکم ہو گئی۔ [۱۶]

شیخ ابوسعید ابوالخیر مہنیؒ کا آپ کی زیارت کو آنا

حضرت شیخ ابوسعیدؒ اپنے مریدین کے ہمراہ آپ کے یہاں مہمان ہوئے تو اس وقت گھر میں چند روٹیوں کے سوا اور کچھ نہیں تھا لیکن آپ نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ ان روٹیوں پر ایک چادر ڈھانپ دو اور بوقت ضرورت مہمانوں کے سامنے نکال نکال کر رکھتی جاؤ۔ چنانچہ اس عمل سے تمام مہمانوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھالیا۔ [۱۷]

ابوسعیدؒ اور خرقانیؒ کے راز و نیاز

ایک مرتبہ حضرت ابوسعیدؒ اور حضرت ابوالحسنؒ دونوں نے اپنے قبض و بسط کے احوال کو باہمی طور پر تبدیل کرنے کا قصد کیا تو دونوں بزرگ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے جس کے بعد اچانک دونوں کی حالت تبدیل ہو گئی اور حضرت ابوسعیدؒ گھر جا کر رات بھر زانو پر سر رکھے ہوئے روتے رہے اور ادھر حضرت ابوالحسنؒ رات بھر عالم وجد میں نعرے لگاتے رہے۔ صبح کو حضرت ابوسعیدؒ نے آ کر عرض کیا کہ میرا خرقہ مجھے واپس کر دیجیے۔ کیونکہ مجھ میں غم و الم برداشت کرنے کی قوت نہیں ہے، آپ نے فرمایا: ''بسم اللہ''۔ اس کے بعد دونوں پھر بغلگیر ہو گئے اور دونوں اپنی پہلی سی حالت پر آ گئے۔

پھر حضرت ابوسعیدؒ نے رخصت ہوتے وقت احترام کے طور پر آپ کی چوکھٹ کو بوسہ دیا جس کا یہ مطلب تھا کہ میں آپ کا ہم پلہ نہیں ہوں اور آستان بوسی کو اپنے لیے فخر تصور کرتا ہوں۔ پھر حضرت ابوسعیدؒ نے لوگوں سے کہا کہ آپ کی چوکھٹ کے پتھر کو اٹھا کر احترام کے طور پر محراب میں نصب کر دیں لیکن پتھر نصب کرنے کے بعد صبح کو دیکھا گیا تو وہ پھر اپنی جگہ پہنچ چکا تھا اور مسلسل تین دن تک ایسا ہی ہوتا رہا کہ رات کو پتھر محراب میں نصب کر دیا جاتا اور صبح کو پھر آپ کی چوکھٹ پر نصب ہو جاتا۔ لہٰذا آپ نے حکم دیا کہ اب اس کو یہیں رہنے دو اور ابوسعیدؒ کے احترام کی نیت سے آپ نے خانقاہ کے اس دروازے کو بند کر کے آمد و رفت کے لیے دوسرا دروازہ کھول دیا۔ [۱۸]

ایک دن آپ نے حضرت ابوسعیدؒ سے فرمایا کہ آج میں نے تمہیں موجودہ دور کا ولی مقرر کر دیا۔ کیونکہ عرصہ دراز سے میں یہ دعا کیا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی ایسا فرزند عطا فرما دے جو میرا اہم راز بن سکے اور اب میں خدا کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے تم جیسا شخص عطا کر دیا۔

شیخ ابوسعیدؒ و شیخ خرقانیؒ ایک دوسرے کی نظر میں

شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ کے بارے میں فرمایا:

"شیخ ابوسعید وہاں پہنچ گئے ہیں، جہاں شریعت نہیں رہی، نفس نہیں رہا، یہاں سب حق ہی حق ہے۔"

شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ نے شیخ خرقانیؒ کے مراتب میں ذکر فرمایا ہے:

"ان دنوں جب ہم آمل میں تھے۔ ایک روز شیخ ابوالعباس احمد قصابؒ کے سامنے بیٹھے تھے۔ دو آدمی آئے اور ان کے سامنے بیٹھ رہے اور پھر کہنے لگے: "اے شیخ! ہمارے درمیان ایک بات ہوئی ہے۔ ایک کہتا ہے: "ازل سے ابد تک دکھ ہی دکھ" اور دوسرا کہتا ہے: "ازل سے ابد سے خوشی ہی خوشی۔" اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟"

حضرت ابوالعباسؒ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: "الحمد للہ کہ قصاب کے بیٹے کی منزل اندوہ (دُکھ) ہے نہ خوشی، تمہارے پروردگار کے پاس صبح ہے نہ شام۔ غم اور خوشی تمہاری صفت ہے اور جو کچھ تمہاری صفت ہے، وہ محدث ہے اور محدث قدیم تک نہیں پہنچ پاتا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ سنت ہے۔ جو شخص باہمت مردوں کے راستے (پر چلنے) کا دعویٰ کرے تو اسے اس کا ثبوت اتباع سنت سے دینا ہوگا۔"

جب یہ دونوں آدمی چلے گئے تو میں نے پوچھا کہ یہ دونوں کون تھے؟ بتایا گیا: "ایک ابوالحسن خرقانی اور دوسرے ابوعبداللہ داستانی تھے۔"[۱۹]

شیخ خرقانیؒ سے امام قشیریؒ کی عقیدت

شروع میں امام ابوالقاسم قشیریؒ اور شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ کے درمیان رنجش تھی۔ امام قشیریؒ کا خیال تھا کہ میرا علم و دانش شیخ ابوسعید سے زیادہ ہے، پھر ان کا درجہ و رتبہ مجھ سے بلند کیسے ہوسکتا ہے؟

ایک عرصہ تک یہ خیال امام قشیریؒ کے دل میں رہا۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ کی زیارت کا عزم کیا۔ پہلے وہ خرقان میں ابوالحسن خرقانیؒ کے پاس آئے اور تین ماہ تک یہاں مقیم رہے۔ ایک روز خرقانیؒ نے امام قشیریؒ سے فرمایا: ''واپس چلے جاؤ اور شیخ ابوسعید ابوالخیر کو راضی کرلو۔ اس کے بعد تمہارا خانہ کعبہ کو جانا صحیح ہوگا۔'' امام قشیریؒ نے شیخ خرقانیؒ کے اس ارشاد کے بعد سفر حجاز مقدس منسوخ کردیا اور جب وہ نیشاپور میں واپس پہنچے تو لوگوں نے سفر حج پر نہ جانے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: ''شیخ ابوالحسن خرقانی نے میری کمر سے ستر زناریں توڑ ڈالیں ہیں جن میں سب سے کم درجے کی زنار میری شیخ ابوسعید ابوالخیر سے عداوت تھی'' (جواب ختم ہوگئی ہے)۔[۲۰]

ناصر خسرو شیخ خرقانیؒ کی خدمت میں

حکیم ناصر خسرو قبادیانی (پانچویں صدی ہجری کا معروف ایرانی شاعر و حکیم فاضل) اپنے خراسان کے سفر میں حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت شیخ خرقانیؒ نے اپنی فراست و کرامت سے اس کے حال سفر کو پہلے ہی بھانپ لیا۔ لہٰذا مریدوں سے فرمایا کہ کل اس شکل و صورت کا ایک آدمی خانقاہ کے دروازے سے آئے گا۔ اس کا اعزاز و اکرام کرنا اور اگر وہ ظاہری علم میں کسی چیز کا امتحان لینا چاہے تو اسے بتانا ہمارے شیخ ایک دیہاتی اور ان پڑھ آدمی ہیں اور پھر اسے میرے پاس لے آنا۔

جب حکیم ناصر خسرو خانقاہ کے دروازے پر پہنچا تو مریدوں نے شیخ کے فومان پر عمل کیا اور اسے شیخ کی خدمت میں لے آئے۔ شیخ نے اس کا اعزاز و اکرام کیا۔ حکم ناصر خسرو نے کہا:

''اے شیخ بزرگوار میں اس قیل وقال سے جان چھڑانا چاہتا ہوں اور اہل حال کی پناہ میں آنا چاہتا ہوں۔'' شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''اے سادہ (لوح)! تیرا بیچارہ دل میری صحبت کیسے اختیار کرنا چاہتا ہے کہ تو کئی سالوں سے ناقص عقل کی قید میں ہے؟ اور میں نے روز اول سے مردوں کے درجہ پر قدم رکھا ہوا ہے۔ میں نے اس مکار دنیا کے لیے تین طلاقیں اپنی چادر کے کونے میں باندھ رکھی ہیں۔'' حکیم ناصر خسرو نے کہا کہ شیخ کو کیسے معلوم ہوا کہ عقل ناقص ہے۔ کیونکہ کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے جو چیز اللہ نے تخلیق فرمائی وہ عقل ہے۔

شیخ خرقانیؒ نے فرمایا: ''اے حکیم! وہ انبیاء (علیہم السلام) کی عقل ہے۔ اس میدان میں دلیر مت بنو، یاد رکھو ناقص عقل تمہاری اور بوعلی سینا کی ہے کہ تم دونوں مغرور ہو گئے ہو اور اس کی دلیل تمہارا وہ قصیدہ ہے جو تم نے رات کو کہا ہے اور تم سمجھتے ہو کہ ''کان فکان'' کا گوہر عشق ہے۔'' پھر شیخ نے حکیم ناصر خسرو کے اس قصیدے کا مطلع اپنی زبان سے ادا کیا:

بالائے ہفت طاق مقرنس دو گوہرند

کز کاینات و ہر چہ درو ہست برترند

ترجمہ: ''سات آسمانوں کی بلند عمارت کے اوپر دو موتی ہیں جو کائنات اور جو کچھ اس کے اندر ہے، سے برتر ہیں۔''

حکیم ناصر خسرو نے جب شیخ کی یہ کرامت دیکھی تو مبہوت ہو گیا۔ کیونکہ اس نے قصیدہ اسی رات نظم کیا تھا اور کسی آدمی کو اس کی اطلاع نہیں تھی۔ اس کا شیخ کے آستانے سے اعتقاد اور اخلاص بہت زیادہ ہو گیا اور وہ کچھ مدت شیخ کی خدمت میں رہ کر ریاضت اور اصلاح باطن میں مشغول رہا لیکن شیخ نے اسے سفر کی اجازت عنایت فرمائی۔ [۲۱]

خواجہ عبداللہ انصاری ہرویؒ کی شیخ خرقانیؒ سے عقیدت

شیخ الاسلام (عبداللہ انصاری ہرویؒ) نے فرمایا کہ شیخ احمد علی شعیب ہر سال ایک بار خرقانی کی زیارت کرنے آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ یونہی جا رہے تھے کہ راستے میں بھوک لگی۔ روٹی مانگی اور کھالی۔ جب خرقانی کے پاس پہنچے تو خرقانی نے ان سے فرمایا:

''احمد اب جب کبھی میرے پاس آؤ تو راستے میں روٹی مت مانگنا۔''

شیخ الاسلام (عبداللہ انصاریؒ) نے فرمایا کہ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ میرے ساتھ ہم کلام تھے، دوران گفتگو فرمایا: ''اگر خضر (علیہ السلام) کی صحبت مل جائے تو توبہ کرو اور اگر رات میں ہرات سے مکہ پہنچ جاؤ تو توبہ کرو۔''

شیخ الاسلام (عبداللہ انصاریؒ) نے فرمایا: ''اگر تم خرقانی اور محمد قصاب کے پاس جانے کی آرزو رکھو تو میں تمہیں خرقانی کے بجائے قصاب کے پاس بھیجوں گا کیونکہ وہ تمہارے لیے خرقانی سے زیادہ نفع بخش ہوں گے۔ کیونکہ خرقانی منتہی ہیں، ان سے مبتدی کو کم نفع اور منتہی کو زیادہ فائدہ ہوگا اور وہ (خرقانی) مریدوں کے لیے مہتاب (فیض) ہیں۔''

شیخ الاسلام (عبداللہ انصاریؒ) نے فرمایا: ''میں نے خرقانی کو ''الحمد للہ'' کو ''الھمد للہ'' پڑھتے سنا، کیونکہ وہ امی تھے اور ''الحمد'' کو قرأت کے لحاظ سے نہیں پڑھتے تھے لیکن وہ وقت کے سردار اور زمانے کے غوث تھے۔''

صوفی غیر مخلوق

شیخ الاسلام (عبداللہ انصاریؒ) نے فرمایا:

''خرقانی میرے مرشد ہیں۔ صرف ایک بات جو انہوں نے مجھ سے فرمائی کہ ''صوفی غیر مخلوق ہے'' اس پر مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں اسے سمجھ نہ سکا کہ اس سے ان کا کیا مقصد ہے؟ یہاں تک کہ اس کی حقیقت سے (حصہ) میرے اندر ظاہر ہوگیا۔ جب مجھے خرقانی کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ ان سے اس قول کا مطلب پوچھوں۔ میرے سوال کرنے سے پہلے ہی انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے معشوق جو کھاتا اور سوتا ہے، وہ ایک دوسری شے ہے، تصوف غیر مخلوق ہے اور اس کھانے، سونے والے کا نام مخلوق ہے۔ اس معنی کے اندر وہ حقیقت پنہاں ہے، جس کے لحاظ سے وہ غیر مخلوق ہے اور صوفی اس

کے ساتھ زندہ ہے۔'' شیخ الاسلام (عبداللہ انصاریؒ) فرماتے ہیں کہ
اگر میں خرقانی کی اس بات کو نہ سنتا تو ہمیشہ اس حقیقت سے نا آگاہ
رہتا۔[۲۲]

صوفی غیر مخلوق کی تشریح

شیخ ابوالسعید ابوالخیرؒ فرماتے ہیں:

''امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ
آپ کس شخص کی آرزو رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ''اس شخص کی جسے
اللہ نے پیدا نہیں کیا۔''

(شیخ ابوسعیدؒ سے) عرض کیا گیا: ''اے شیخ! جسے اللہ نے پیدا نہ کیا ہو، اس سے کیا حاصل، وہ تو کسی کی خبر نہیں رکھتا۔'' (شیخ ابوسعیدؒ نے) فرمایا: ''ایسے نہیں، جیسے کہ تم سمجھ رہے ہو، بلکہ وہ ایسا آدمی ہے جو پیدا ہوا ہے اور ساری انسانی صفات اس میں رکھی گئی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ صفات پاکیزہ بنادی ہیں اور اسے یوں بنادیا ہے کہ گویا وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ اسے (غیر مخلوق) اسی معنی میں کہا گیا ہے۔''[۲۳]

صوفی غیر مخلوق کی مزید تشریح

شیخ علاء الدین سمنانیؒ لکھتے ہیں:

''میرے ایک استاد تھے جن کا نام سید اخفش تھا۔ اس زمانے میں ان کے نحو (پڑھانے) میں کوئی شخص ان کا ہمسر نہیں تھا۔ وہ صوفیا کے سخت منکر تھے۔ ایک روز کہہ رہے تھے:

''بہت بڑے صوفیا کا قول ہے: ''الصوفی غیر مخلوق'' لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ اس کے معنی کیا ہیں اور یہ بات وہ کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا: ''اس لیے کہ آپ نہیں جانتے کہ بزرگوں کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔'' بعد ازاں میں نے کہا کہ آپ جس روز پیدا ہوئے تھے، اسی روز آپ کو ''نحوی'' کہتے تھے؟ کہنے لگے: ''نہیں''۔ میں نے کہا: ''آپ کو تیس سال کے بعد

(نحوی) کہا گیا ہے۔ اس لیے کہ آپ نے مفصل زمخشری، کافیہ ابن حاجب اور دوسری کتب پڑھیں اور جب ''نحو'' آپ کا حال بن گئی تو آپ کو اس سے نسبت ملی اور آپ کو لوگ ''نحوی'' کہنے لگے۔ اسی طرح کیا ہر مرد کو بلوغت سے پہلے کبھی مرد کہا جاتا ہے یا مجاہدت و ریاضت سے قبل کسی کو صوفی کہتے ہیں؟'' کہنے لگے: ''نہیں۔'' اس پر میں نے کہا: ''بس جب آدمی پوری طرح مجاہدت میں قدم رکھتا ہے اور منزل کے آخر تک پہنچتا ہے تو نور حق کا عکس اس میں پاکیزگی پیدا کر دیتا ہے۔ پھر اسے اس نسبت سے یاد کرتے ہیں اور صوفی کہتے ہیں۔ چونکہ وہ صفا (پاکیزگی) نور حق ہے، لہٰذا مخلوق نہیں ہو سکتی۔ بس بزرگ (صوفیا) نے صوفی کو ''صفا'' سمجھ کر غیر مخلوق کہا اور آپ نے اسے آدمی سمجھ کر (اس کا) انکار کیا۔''[۲۴]

خواجہ عبداللہ انصاریؒ اور شیخ خرقانیؒ کا مصلا

حضرت عبداللہ انصاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک جرم میں گرفتار کر کے میرے پاؤں میں بیڑی ڈال کر بلخ کی جانب لے چلے اور میں راستہ بھر یہ سوچتا رہا کہ میرے پاؤں سے کیا گناہ سرزد ہو گیا جس کی پاداش میں یہ زنجیر سے جکڑا گیا اور جب میں بلخ پہنچا تو دیکھا کہ عوام چھتوں پر چڑھے ہوئے مجھے پتھروں سے مارنے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ اس وقت مجھے القاء ہوا کہ تو نے فلاں دن حضرت ابوالحسن کا مصلا بچھاتے ہوئے اس پر پاؤں رکھ دیا تھا اور یہ اسی کی سزا ہے چنانچہ میں نے اسی وقت توبہ کی جس کے نتیجہ میں لوگ ہاتھوں میں پتھر لیے کھڑے رہ گئے اور کسی کو مجھے مارنے کی جرات نہ ہوئی اور زنجیریں خود بخود ٹوٹ کر گر گئیں اور حاکم نے میری رہائی کا حکم دے دیا۔[۲۵]

دعوت الی اللہ

کسی نے آپ سے دعوت الی اللہ دینے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: ''جب تم مخلوق کو دعوت دینے کا قصد کرو تو خود کو دعوت دینا۔'' اس شخص نے کہا کہ کیا کوئی خود کو بھی دعوت دیتا ہے؟ فرمایا کہ یقیناً اور اس کی صورت یہ ہے کہ جب تمہیں کوئی دوسرا شخص دعوت دے تو تم

اس کو ناپسند کرتے ہو۔ جب تک تم خود کو دعوت دینے والے نہیں بنو گے اس وقت تک دعوت الی اللہ دینے والے نہیں بن سکتے۔ [۲۶]

خرقہ پہننے سے کوئی مرد نہیں بن جاتا

ایک صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ اپنا خرقہ مجھے پہنا دیجیے تا کہ میں بھی آپ ہی جیسا بن جاؤں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا کوئی عورت مردانہ لباس پہن کر مرد بن سکتی ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہرگز نہیں، پھر آپ نے فرمایا کہ جب یہ ممکن نہیں ہے تو پھر تم میرا خرقہ پہن کر مجھ جیسے کس طرح بن سکتے ہو۔ اس جواب سے وہ بہت نادم ہوئے۔ [۲۷]

فردوس و جہنم سے بے نیازی

ایک دفعہ شیخ المشائخ حضرت ابو العمر ابو عباس نے آپ سے کہا کہ چلو میں اور آپ درخت پر چڑھ کر چھلانگ لگائیں۔ آپ نے فرمایا کہ چلو میں اور آپ فردوس و جہنم سے بے نیاز ہو کر خدا تعالیٰ کا دست کرم پکڑ کر چھلانگ لگائیں۔ [۲۸]

مخلوق خدا پر ترحم و شفقت

کہتے ہیں ایک بار شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کسی گاؤں سے گندم خرید کر گھر لائے جب گٹھڑی سر سے اتار کر نیچے رکھی اور کھولی تو اس میں ایک چیونٹی کو چلتے دیکھا۔ یہ دیکھ کر سخت پریشان ہو گئے۔ آرام سے گٹھڑی کو باندھ کر سر پر رکھا اور مذکورہ گاؤں میں دوبارہ گئے۔ جس گھر سے گندم خریدی تھی، ان کے ہاں پہنچے۔ جہاں گٹھڑی باندھی تھی وہاں رکھ کر کھولی۔ جب چیونٹی اپنی مرضی سے گندم سے نکل کر گھر کے فرش پر چلی گئی تو پھر گٹھڑی کو باندھا اور گندم لے کر واپس گھر آئے اور فرمایا، کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو کس قدر تکلیف دی؟

پردۂ راز

ایک مرتبہ رات کو نماز میں آپ نے غیبی آواز سنی کہ اے ابوالحسنؒ کیا تیری یہ خواہش ہے کہ تیرے متعلق جو کچھ ہم جانتے ہیں، اس کو مخلوق پر ظاہر کر دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اے خدا کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے کرم سے جو کچھ میں مشاہدہ کرتا ہوں اور جس کا مجھے تیری رحمت سے علم ہے اس کو مخلوق پر ظاہر کر دوں۔ [۲۹]

مشاہدہ استغنائے الٰہی

چالیس سال تک کبھی آپ نے ایک لمحہ کے لیے بھی آرام نہیں کیا اور عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے رہے۔ چالیس سال کے بعد ایک دن مریدین سے فرمایا کہ مجھے تکیہ دے دو۔ آرام کرنا چاہتا ہوں، مریدین کو اس پر بہت حیرت ہوئی اور پوچھا کہ آج آرام کے خواہاں کیوں ہوئے؟ فرمایا کہ آج میں نے خدا کی بے نیازی و استغناء کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ حتیٰ کہ تیس سال تک اللہ تعالیٰ کے خوف کے سوا میرے قلب میں کوئی خیال پیدا نہیں ہوا۔ [۳۰]

عجز و انکسار

ایک مرتبہ مریدین سمیت آپ کو سات یوم تک کھانا میسر نہ آ سکا تو ساتویں دن ایک آدمی آٹے کی ایک بوری اور ایک بکری لے کر آیا اور آپ کے دروازے پر آواز دی کہ میں یہ چیزیں صوفیاء کے لیے لے کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے مریدین سے فرمایا کہ مجھ میں تو صوفی ہونے کی صلاحیت نہیں ہے، لہٰذا تم میں سے جو صوفی ہو وہ جا کر لے لے لیکن کسی نے اپنے صوفی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور سب لوگ فاقہ سے بیٹھے رہے۔ [۳۱]

اولاد امجاد

آپ کے چند صاحبزادے تھے جن میں سے دو کے اسمائے گرامی حضرت حسنؒ اور حضرت احمدؒ ہیں۔

وفات مبارک

۱۰ محرم ۴۲۵ھ بمطابق ۵ دسمبر ۱۰۳۳ء کو آپ کا وصال ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۷۳ برس تھی اور آپ نے خرقان میں اپنی خانقاہ میں آخری آرام گاہ پائی فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔[۳۲]

مادہائے تاریخ رحلت

واصل رحمٰن، شاہ احسن، نور حقانی، بیت جود، محبوب وطیب قمر، مطلع انوارحی (۴۲۵ھ)۔[۳۳]

آپ کی وفات تذکرۃ الاولیاء کے بعض منسوخ نسخوں میں ان دونوں شعروں سے ملتی ہے:

ابو الحسن آنکہ بود خرقانی
نشنیدم مثال او ثانی
شدہ تاریخ صاحب خرقان
ابوالحسن زیب جائے عدن جنان[۳۴]
(۴۲۵ھ)

لوحِ مزار

شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کی قبر مبارک پر سنگ مرمر کے ٹکڑوں پر درج ذیل اشعار کندہ ہیں:

این مرقد شریف کہ در این مکان بود — آرام گاہ قطب زمین و زمان بود
شیخ الطریقہ ابوالحسن خارقانی است — این کالبد کہ در دل خاکش مکان بود
انی اشم رائحۃ الحق از یمن — فرمایش پیمبرؐ آخر زمان بود
مغز مشام حضرت سلطان ابا یزیدؒ — ہم بہرہ ور ز رائحہ خارقان بود

ہشتاد وہفت سال چو قبل از ولادتش	او را مبشر آن شہ صاحبقران بود
از خارقان گرفتہ کفی خاک وبوئے کرد	گفتا کہ این گلی است کزین گلستان بود
از بعد من طلوع کند ماہی از زمین	کز او فروغ مہر و مہ آسمان بود
شد کنیتش ابوالحسن و نام او علی	باب گرامش جعفر بافروشان بود
بر چار صد فزود ز ہجرت چو بیست وپنج	تاریخ فوت بوالحسن خارقان بود
از حضرتش ہزار کرامت کنند نقل	این قصہ عجیب یکی زان میان بود
دیدش ابوعلی کہ بہ شیری بود سوار	او را مطیع و رام ہژ بر ژیان بود
ماری چو تازیانہ بکف دید شیخ را	بر شیر میزند کہ بہر سوروان بود
شیخ الرئیس لب پی پرسش گشود وگفت	بردام ودد ز بہر چہ حکمت روان بود
پرسید چون ز راز بپاسخ سرود شیخ	کانیم کرامتی ز خدائے جہان بود
بر زشت خوئی زن بد چونکہ صابرم	دام و دد درندہ مطیعم از آن بود
بر سیصد وہزار وچہل ہشت چون فرود	تاریخ سال این حرم و آستاں بود
تعمیر بقعہ معتضد الملک کرد وخواست	این بقعہ رشک روضہ باغ جنان بود
زین مضجع عظیم عظیما بہ روزگار	نامش بہ یادگار شرف جاودان بود
این شعر ہائے نادرہ از طبع نادری است	کاندر فنون شعر بدیع الزمان بود[۳۵]

ترجمہ

یہ مرقد شریف جو اس جگہ ہے

زمین و زمان کے قطب کی آرام گاہ ہے

جو شیخ طریقت ابوالحسن خرقانیؒ ہیں

مبارک وجود جس کی خاک (کی محبت) دل میں ہے

میں یمن سے حق کی خوشبو پاتا ہوں

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

حضرت بایزید بسطامیؒ کے دماغ نے
بھی خرقان سے (اسی طرح) خوشبو پائی
ستاسی سال ان کی ولادت سے پہلے
اس صاحب قران نے اس کی بشارت دی
انہوں نے خرقان کی مٹی سونگھی تو خوشبو آئی
فرمایا یہ ایسی مٹی ہے جس سے گلستان اُگے گا
میرے بعد اس زمین سے ایک چاند طلوع ہوگا
جس سے آسمان کے مہر و ماہ کی رونق ہوگی
اُن کی کنیت ابوالحسن اور نام علی تھا
ان کے والد جعفر بڑی شان وشوکت والے تھے
چار سو پچیس ہجری
ابوالحسن خرقانیؒ کی تاریخ وفات ہے
ان سے ہزاروں کرامتیں ظاہر ہوئیں
جس میں یہ ایک عجیب واقعہ ہوا ہے
ان کو ابوعلی نے دیکھا کہ ایک شیر پر سوار ہیں
یہ غضبناک درندہ ان کا مطیع و فرمانبردار ہے
شیخ کے ہاتھ میں سانپ کو بطور کوڑا دیکھا
جو سوار کی مانند شیر کو مارتے آ رہے ہیں
شیخ الرئیس نے لب ہلائے اور پوچھا
جانور اور درندے کی سواری کس حکمت سے ملی؟
جب اس کا راز پوچھا تو شیخ نے فرمایا
یہ خداوند جہان کی عنایت سے کرامت ملی ہے
کیونکہ میں ایک عورت کی بدخوئی پر صبر کرتا ہوں

اللہ نے جانور میرے لیے مطیع بنا دیے ہیں
ایک ہزار تین سو اڑتالیس (ہجری شمسی)
اس روضہ اور آستانہ کی تاریخ تعمیر ہے
معتضد الملک نے تعمیر کیا اور چاہا
کہ یہ خانقاہ رشک روضہ باغ جنت ہو
اس بہت ہی عظیم آرام گاہ (سے)
زمانے میں اس کا نام شرف جاویداں حاصل کرے
یہ نادر اشعار طبع نادری کا شاہکار ہیں
جو فن شعر گوئی میں بدیع الزمان ہے

وفات کے وقت وصیّت

وفات کے وقت آپ نے فرمایا کہ کاش میرا قلب چیر کر مخلوق کو دکھایا جاتا، تاکہ ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ خدا کے ساتھ بت پرستی درست نہیں۔ پھر لوگوں کو وصیت فرمائی کہ مجھے زمین سے تیس گز نیچے دفن کرنا کیونکہ یہ سرزمین بسطام کی سرزمین سے زیادہ بلند ہے اور سوئے ادبی کی بات ہے کہ میرا مزار حضرت بایزید بسطامیؒ کے مزار سے اونچا ہو جائے۔ چنانچہ اس وصیّت پر عمل کیا گیا۔ [۳۶]

تصنیفات

کتب سیر وتذکرہ میں آپ کی کئی کتابیں اور اشعار موجود ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- رسالہ الخائف الھائم من لومۃ اللائم۔ یہ اصول طریقت میں بے مثال تالیف ہے۔

۲- فواتح الجمال۔ [۳۷]

رباعیات

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من　　وین حرف معما نہ تو خوانی و نہ من
ہست از پس پردہ گفتگوئے من وتو　　گر پردہ بر افتد نہ تو مانی و نہ من

ترجمہ:اسرار ازل کو تو جانتا ہے نہ میں
اس حرف معما کو تو سمجھے گا نہ میں
پس پردہ تیری میری بات ہے جاری
پردہ جب اُٹھے گا تو رہے گا نہ میں

آن دوست کہ دیدنش بیاراید چشم　　بے دیدنش از گریہ نیاساید چشم
ما را ز برائے دیدنش باید چشم　　گر دوست نبیند بچہ کار آید چشم

ترجمہ:وہ دوست جس کا دیدار آنکھ سجا دیتا ہے
اس کے دیکھے بغیر آنکھ رونے سے باز نہیں آتی
ہمیں اس کے دیدار کے لیے آنکھ چاہیے
جو آنکھ دوست نہ دیکھے وہ کس کام کی

تا گبر نشی بتی بتو یار نبود　　ور گبر از بہر بتی عار نبود
آنرا کہ میان بستہ زنار نبود　　او را بمیان عاشقانِ کار نبود

ترجمہ:جب تک تو کافر نہ بنے کوئی بت تیرا یار نہیں
بن سکتا اور کافر کے لیے بت پرستی عیب نہیں
جس شخص نے کمر میں زنار نہیں باندھی
عاشقوں میں اس کا کوئی کام نہیں

دارم دلکی کہ با ہر اندیشہ کہ داشت　　جز یاد تو بر صفحہ خاطر نگاشت
یاد تو چنان فرو گرفتش کہ در او　　گنجائش ہیچ جز دیگر نگذاشت

ترجمہ: ایسا دل رکھتا ہوں کہ اس کے جتنے بھی غم تھے
سوائے تیری یاد کے اس نے کوئی یاد نہیں رکھا
تیری یاد نے اسے یوں محو کیا ہے کہ اس میں
اب کسی اور شے کی گنجائش نہیں چھوڑی

از جور وستم شرر ز آہم می ریخت — غم خار وخسک برسر راہم می ریخت
ہر گہ کہ بہ سوئے اُو نگہ می کردم — خونابہ حسرت ز نگاہم می ریخت

ترجمہ: اس کے ظلم وستم سے میری آہ کا شعلہ بھڑکتا تھا
کانٹے اور تنکے کا غم میرے راستے پر گرتا تھا
اس کی طرف جب بھی کرتا تھا نگاہ میں
حسرت کے خونی آنسو میری آنکھ سے ٹپکتے تھے

بایارم و دایم دلم از غم ریش است — در وصلم و محنتم ز ہجران بیش است
تلخ است شراب عشق در کام دلم — حالی دارم کہ نوش بر من نیش است [۳۸]

ترجمہ: ہوں میں یار کے پاس اور میرا دل زخمی ہے
وصل میں ہوں اور میرا غم ہجر سے زیادہ ہے
ہے تلخ شراب عشق، میرے کام دل میں
حال ہے یہ کہ نوش (پینا) میرے لیے نیش (غم) ہے

نوجوان بیٹے کے قتل ہونے پر یہ رباعی کہی:

حاشا کہ من از حکم تو افغان کنمی — با خود نفسی خلاف فرمان کنمی
صد قرۃ عین دیگرم بایستی — تا روز چنین بہر تو قربان کنمی [۳۹]

ترجمہ: حاشا کہ میں تیرے حکم پر آہ فغاں کروں
اپنے نفس کی خواہش پہ تیرے فرمان کے خلاف چلوں
اگر سو مزید بیٹے (آنکھوں کی ٹھنڈک) ہوں تو بھی
اس طرح کے دن پر، تیرے لیے قربان کردوں

حواشی باب اوّل

۱- تذکرۃ الاولیاء (مترجم اُردو) ص ۳۴۹، کشف المحجوب (مترجم اُردو)، ص ۴۸۴۔

۲- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ ص ۳۴۹، نور العلوم، ص ۱۰۸، ریحانۃ الادب ۲: ۱۲۴۔

۳- تذکرۃ الاولیا: ۲۴۹۔

۴- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ: ۳۴۹۔

۵- رسالہ قشیریہ (اُردو): ۲۱، کشف المحجوب، ۴۸۴، تذکرۃ الاولیا: ۲۵۳، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ: ۳۴۷، نفحات الانس (اُردو): ۴۹۴-۴۹۶۔

۶- نور العلوم: ۲۵۸- بحوالہ نامہ دانشوران۔

۷- نور العلوم: ۲۵۷، بحوالہ نامہ دانشوران۔

۸- نور العلوم ۲۵۷، بحوالہ نامہ دانشوران۔

۹- تذکرۃ الاولیا ۲۴۹۔

۱۰- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ ۳۵۰۔

۱۱- کشف المحجوب ۴۸۴۔

۱۲- کشف المحجوب ۴۸۵۔

۱۳- تذکرۃ الاولیاء ۲۵۰۔

۱۴- رسالہ قشیریہ ۲۱۔

۱۵- تذکرۃ الاولیا ۲۵۴-۲۵۵، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ ۳۵۱-۳۵۴۔

۱۶- تذکرہ نقشبندیہ خیریہ: ۳۵۷، تذکرۃ الاولیا ۲۵۳-۲۵۴۔

۱۷- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ: ۳۵۶-۳۵۷، تذکرۃ الاولیا ۲۵۲۔

۱۸- ایضاً: ۳۵۲-۲۵۳۔

۱۹- نورالعلوم ۲۳، بحوالہ اسرار توحید۔

۲۰- نورالعلوم ۲۵۳، بحوالہ حالات وسخنان شیخ ابوسعید ابوالخیر۔

۲۱- نورالعلوم ۲۸۹/۲۹۰، بحوالہ تذکرہ دولت شاہ سمرقندی۔

۲۲- نورالعلوم ۲۵۱-۲۵۲، بحوالہ طبقات انصاری۔

۲۳- نورالعلوم ۲۳۸، بحوالہ اسرار التوحید۔

۲۴- نورالعلوم ۲۹۸، بحوالہ چہل مجلس علاء الاولہ سمنانی۔

۲۵- تذکرۃ الاولیا ۱۵۲۔

۲۶ تذکرۃ الاولیا ۲۵۴۔

۲۷- ایضاً ۲۵۴۔

۲۸- ۳۸ ایضاً ۲۵۰۔

۲۹- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ: ۳۴۷۔

۳۰- نورالعلوم ۱۰۸۔

۳۱- ایضاً، ۱۰

۳۲- ایضاً ۱۵۲-۱۶۱

۳۳- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ۳۴۷

۳۴- تذکرۃ الاولیا ۲۷۴

۳۵- نورالعلوم ۲۵۷

۳۶- تذکرۃ الاولیا ۲۷۴

۳۷- نورالعلوم ۱۰۸

۳۸- ایضاً ۱۲۲-۱۲۳ (رباعی ۱-۶)

۳۹- ایضاً ۱۱۰

باب دوّم

ملفوظات وارشادات

(تذکرۃ الاولیا فریدالدین عطار نیشاپوریؒ اور تذکرہ مشائخ نقشبندیہ وغیرہ سے ماخوذ)

مدارج حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مغفرت الٰہی

آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدارج اور مغفرت الٰہی کی انتہا مجھے آج تک معلوم نہیں ہو سکی یعنی ان چیزوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

راز فنا فی اللہ

فرمایا کہ خدا نے مجھے اتنی طاقت عطا کر دی تھی کہ جس وقت میں نے قصد کیا کہ ٹاٹ دیبائے روشنی میں تبدیل ہو جائے تو فوراً ہو گیا اور خدا کا شکر ہے کہ وہ طاقت آج بھی میرے اندر موجود ہے۔

مقام قرب

فرمایا کہ خدا نے مجھے وہ درد عطا کیا ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی نکل پڑے تو طوفان نوح (علیہ السلام) سے بھی زیادہ طوفان آ جائے۔

کرم الٰہی

فرمایا کہ گو میں ان پڑھ ہوں لیکن خدا نے کرم سے مجھ کو تمام علوم سے بہرہ ور کیا ہے۔

محاسبہ نفس

فرمایا کہ میں عشا کے بعد اس وقت تک آرام نہیں کرتا جب تک دن بھر کا حساب خدا کو نہیں دے لیتا۔

آبادی وویرانہ سے بے نیازی

فرمایا کہ اے لوگو! تمہارا اس بندے کے متعلق کیا خیال ہے جس کو آبادی وویرانہ کبھی بھی اچھا نہ لگتا ہو لیکن یاد رکھو کہ اللہ نے ایسے بندے کو وہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ قیامت میں اس کے دم سے ایسا نور پھیلے گا کہ آبادی اور ویرانے سب منور ہو جائیں گے اور خدا اس کے صدقہ میں تمام مخلوق کی مغفرت فرمادے گا، حالانکہ وہ شخص دنیا میں بھی دعا نہیں کرتا اور قیامت میں بھی کسی کی سفارش نہیں کرے گا۔

کرامت اور اظہار کرامت

فرمایا کہ میرا ہر فعل ایک کرامت ہے حتیٰ کہ جب میں ہاتھ پھیلاتا ہوں تو ہوا میرے ہاتھ میں سونے کا ذرہ محسوس ہوتی ہے۔ جب کہ میں نے کبھی اظہار کرامت کے لیے ہوا میں ہاتھ نہیں پھیلایا، کیونکہ جو اظہار کرامت کے لیے ظہور کرامت کی خواہش کرتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کرامت کے دروازے بند کر دیتا ہے۔

حقیقت کرامت

فرمایا کہ کرامت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر درویش پتھر سے کوئی سوال کرے تو پتھر اس کو جواب دے۔

مردہ قلوب کی بے نصیبی

فرمایا کہ جب تک تمہارے قلوب مردہ ہیں تمہیں سکون نہیں مل سکتا۔

فضل خدا سے منزل مقصود کا ملنا

فرمایا کہ لوگ تو اپنی منزل مقصود کے حصول کے لیے دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں لیکن خدا نے مجھے اپنے کرم ہی سے منزل مقصود تک پہنچا دیا ہے۔

مقام رازداری

فرمایا کہ میں جن وانس، ملائکہ اور چرند پرند سب سے زیادہ واضح نشانیاں بتا سکتا ہوں۔ کیونکہ خدا نے تمام چیزیں میرے سامنے رکھ دی ہیں اور اگر اس کنارے سے لے کر اس کنارے کسی کی انگلی میں کانٹا چبھ جائے تب بھی مجھے اس کا حال معلوم ہوتا ہے اور اگر میں ان رازوں کو جو میرے اور خدا کے درمیان ہیں، مخلوق پر ظاہر کر دوں تو کسی کو یقین نہیں آ سکتا اور جو انعامات خدا کے میرے اوپر ہیں اگر ان کا انکشاف کر دوں تو روئی کی طرح پوری مخلوق کے قلوب جل اٹھیں اور میں ندامت محسوس کرتا ہوں کہ ہوش وحواس میں رہ کر خدا کے سامنے کھڑے ہوکر کچھ اور لب کشائی کروں اور حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم جس قافلہ کے میر کارواں ہوں، میں خود کو اس قافلہ سے جدا کرلوں۔

عطائے وقت خاص

فرمایا کہ خالق نے مخلوق کے لیے ایک ابتدا اور ایک انتہا مقرر کی ہے۔ ابتدا تو یہ ہے کہ مخلوق دنیا میں اعمال کرتی ہے اور اس کی انتہا صلہ آخرت ہے اور خدا نے مجھے ایک ایسا وقت عطا کیا ہے کہ دین و دنیا دونوں ہی اس وقت کے متمنی ہیں۔

فردوس و جہنم سے بے نیازی

فرمایا کہ میں فردوس و جہنم سے بے نیاز ہو کر صرف خدا کی عبادت کرتا ہوں اور اس سے خوفزدہ رہتا ہوں۔

رموزِ خاصہ کی حفاظت

فرمایا کہ میں خاص بندوں سے اللہ تعالیٰ کی مخصوص باتیں اس لیے بیان نہیں کرتا کہ وہ اس کے رموز سے واقف نہیں اور اپنی ذات سے اس لیے بیان نہیں کرتا کہ تکبر پیدا ہونے کا خطرہ ہے اور خدا نے میری زبان کو وہ طاقت بھی عطا نہیں کی جس کے ذریعہ میں اس کے بھیدوں کو ظاہر کر سکوں۔

مقام تفکر و خوف الٰہی

فرمایا کہ میں تو شکم مادر ہی میں جل کر راکھ ہو چکا تھا اور پیدائش کے وقت پگھلا ہوا پیدا ہوا اور جوانی سے قبل ہی بوڑھا ہو گیا۔

تڑپ مخلوق نوازی

فرمایا کہ میں شب و روز اسی کے شغل میں زندگی گزارتا ہوں جس کی وجہ سے میری فکر بینائی میں تبدیل ہو گئی پھر شمع بنی، پھر انبساط، پھر ہیبت پھر میں اس مقام تک پہنچ گیا کہ میری فکر ہمت بن گئی اور جب میری توجہ شفقت مخلوق کی طرف مبذول ہوئی تو میں نے اپنے سے زیادہ کسی کو بھی مخلوق کے حق میں شفیق نہیں پایا۔ اس وقت میری زبان سے نکلا کہ کاش تمام مخلوق کے بجائے صرف مجھے موت آجاتی اور تمام مخلوق کا حساب قیامت میں صرف مجھ سے لیا جاتا اور جو لوگ سزا کے مستحق ہوتے ہیں ان کے بدلے میں صرف مجھے عذاب دے دیا جاتا۔

مقام محبوبان الٰہی

فرمایا کہ خدا اپنے محبوب بندوں کو اس مقام میں رکھتا ہے جہاں مخلوق کی رسائی نہیں ہو سکتی۔

اولیا کی عبادت کا ثواب بے حساب

فرمایا کہ ہر عبادت کا ثواب معین ہے لیکن اولیائے کرام کی عبادت کا ثواب نہ مقرر ہے نہ ظاہر، بلکہ خدا جتنا اجر دینا چاہے گا دے دے گا، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جس عبادت کا اجر خدا کی دین پر موقوف ہے اس کے برابر کون سی عبادت ہو سکتی ہے، لہٰذا بندوں کو چاہیے کہ خدا کے محبوب بن کر ہر وقت اس کی عبادت میں مشغول رہیں۔

مقام قرب وحضوری کی بلندی

فرمایا کہ تہتر سال تک میں نے اس انداز سے زندگی گزار دی کہ کبھی ایک سجدہ بھی شریعت کے خلاف نہیں کیا اور لحہ کے لیے بھی نفس کی موافقت نہیں کی۔

غم والم اور فقر ونیاز پر عطائے الٰہی

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں القاء فرمایا ہے کہ اگر تو غم والم لے کر میرے سامنے آئے گا تو میں تجھے خوش کر دوں گا اور اگر فقر ونیاز کے ساتھ حاضر ہوگا تو تجھے مالدار بنا دوں گا اور اگر تو خودی سے کنارہ کش ہو کر پہنچے گا تو تیرے نفس کو تیرا فرمانبردار کر دوں گا۔

ترکِ دنیا کا حاصل

فرمایا کہ ترکِ دنیا کے بعد میں نے کبھی کسی کی طرف نہیں دیکھا۔

مرتبہ کی بندی

فرمایا کہ خدا نے جو مرتبہ مجھے عطا فرمایا ہے، مخلوق اس سے نابلد ہے۔

معیت الٰہی

آپ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تم حضرت خضر (علیہ السلام) سے ملنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے تو ساٹھ سال کی زندگی کو رائیگاں کر دیا، لہٰذا اب تمہیں اس قدر حضوری سے عبادت کی ضرورت ہے جو تمہاری بربادی کا ازالہ کر سکے۔ کیونکہ حضرت خضر (علیہ السلام) اور تم کو خدا نے تخلیق فرمایا ہے اور تم خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے ملاقات کے خواہش مند ہو جبکہ مخلوق کا یہ فرض ہے کہ سب کو چھوڑ کر صرف خالق کی جانب رجوع کرے۔ میری حالت تو یہ ہے کہ جب سے مجھے خدا کی معیت حاصل ہوئی ہے مجھے کبھی مخلوق کی صحبت کی تمنا نہیں ہوئی۔

مقام نیستی

فرمایا کہ جب میں نے اپنی ہستی پر نظر ڈالی تب مجھے اپنی نیستی کا پتہ چلا اور جب نیستی پر نگاہ ڈالی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے مشاہدہ سے نواز دیا۔

عالی ہمتگی

فرمایا کہ خدا نے مجھ کو وہ جرأت و ہمت عطا کی ہے کہ میں ایک قدم میں ایسے مقام تک پہنچ سکتا ہوں جہاں ملائکہ کی رسائی بھی ممکن نہیں۔

خود بینی سے نفرت اور مقامِ عجز کا بدلہ

فرمایا کہ جب خودی سے میرا قلب متنفر ہو گیا تو میں نے اپنے آپ کو پانی میں گرا دیا لیکن ڈوب نہ سکا، پھر آگ میں جھونکا مگر خاکستر نہ ہو سکا، پھر فنا ہونے کی نیت سے مکمل چار ماہ دس یوم تک کچھ نہیں کھایا لیکن پھر بھی موت سے ہمکنار نہ ہو سکا اور جب میں نے عجز کو اپنا لیا تو اللہ نے مجھے کشادگی عطا فرما کر ان مراتب تک پہنچا دیا جن کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں۔

اعمال مخلوقات کی قدر و ناقدری

فرمایا کہ میں نے راستہ میں ٹھہر کر ارض و سما کی تمام مخلوقات کے اعمال کا مشاہدہ کیا لیکن ان کے اعمال میری نظر میں بے وقعت ثابت ہوئے کیونکہ مجھے ان کی اصلیت سے مکمل طور پر باخبر کر دیا گیا تھا۔ اس وقت مجھے غیب سے یہ آواز سنائی دی کہ اے ابوالحسن جس طرح تمام مخلوقات کے اعمال تیری نگاہ میں ہیچ ہیں۔ اسی طرح ہمارے سامنے تیری بھی کوئی وقعت نہیں۔

مناجات

آپ اس طرح مناجات کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے زہد و عبادت اور علم و تصوف پر بالکل اعتماد نہیں اور نہ میں خود کو عالم و زاہد اور صوفی تصور کرتا ہوں۔ اے اللہ تو یکتا ہے اور میں تیری یکتائی میں ایک ناچیز مخلوق ہوں۔ فرمایا کہ جو لوگ خدا کے سامنے ارض و سما اور پہاڑوں کی مانند ساکت و جامد ہو کر کھڑے نہیں ہوتے، انہیں باہمت نہیں کہا جا سکتا بلکہ مردود ہیں جو خود کو فنا کر کے اس کی ہستی کو یاد کرتے رہیں۔

خود کو نیک نہ کہو

فرمایا کہ نیک بندہ وہی ہے جو خود کو نیک نہ کہے، کیونکہ نیک ذات صرف خدا کی ہے۔

اہل کرامت بننے کا راز

فرمایا کہ اہل کرامت بننے کے لیے ضروری ہے کہ ایک یوم کا کھانا کھا کر تین یوم تک فاقہ کیا جائے، پھر ایک مرتبہ کھانا کھا کر ۱۴ یوم تک فاقہ کیا جائے، پھر ایک مرتبہ کھانے کے بعد تیس چالیس یوم تک بھوکا رہا جائے، پھر ایک مرتبہ کھانے کے بعد چار ماہ تک کچھ نہ کھایا جائے، پھر ایک مرتبہ کھانے کے بعد ایک سال تک فاقہ کش رہنا چاہیے اور جب ایک سال تک فاقہ کشی کی قوت تمہارے اندر پیدا ہو جائے گی تو غیب سے ایک ایسی شے کا ظہور ہو گا کہ اس کے منہ میں

سانپ جیسے کوئی چیز ہوگی اور وہ تمہارے منہ میں دے دی جائے گی جس کے بعد کبھی کھانے کی خواہش رونما نہ ہوگی اور مجاہدات وفاقہ کشی کرتے کرتے جب میری آنتیں قطعی خشک ہوگئیں تو اس وقت وہ سانپ ظاہر ہوا۔ میں نے خدا سے عرض کیا کہ مجھے کسی واسطے کی حاجت نہیں جو کچھ بھی عطا کرتا ہے، بلاواسطہ عطا فرمادے۔ اس کے بعد میرے معدے میں ایک ایسی شیرینی پیدا ہوگئی جو مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ میٹھی تھی، پھر ندا آئی کہ ہم تیرے لیے خالی معدے میں کھانے پیدا کریں گے اور یہ مزیدار اور شہد سے زیادہ شیریں تھے۔ پھر ندا آئی کہ ہم تجھے خالی معدے میں یوں کھانا کھلائیں گے اور پانی پلائیں گے کہ مخلوق کو علم نہ ہو سکے گا۔

اخلاص کا راز

فرمایا کہ جب تک میں نے خدا کے سوا دوسروں پر بھروسہ کیا میرے عمل میں اخلاص پیدا نہ ہوسکا اور جب میں نے مخلوق کو خیر باد کہہ کر صرف خدا کی جانب دیکھا تو میری سعی کے بغیر ہی اخلاص پیدا ہوگیا اور اس کی بے نیازی کے مشاہدے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ اس کے نزدیک پوری مخلوق کا علم دانے کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتا اور اس کی رحمت کے مشاہدے سے معلوم ہوا کہ اتنا بڑا رحیم ہے کہ پوری مخلوق کے گناہ بھی اس کی رحمت کے آگے ہیچ ہیں۔

مقام تحیر

فرمایا کہ میں برسوں خدا کے کاموں میں اس طرح حیرت زدہ رہا کہ میری عقل سلب کر لی گئی تھی، اس کے باوجود بھی مخلوق مجھے دانشور سمجھتی رہی۔

فردوس و جہنم

فرمایا کہ افسوس فردوس کو پانے اور جہنم سے بچنے کے لیے کتنے بندے تیری عبادت کرتے ہیں۔ (جبکہ تیری ذات کی محبت اس سے بھی بلند تر ہے)۔

تمام مخلوق کے غم کا بار

فرمایا کہ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو غموں سے نجات دے کر مجھے دائمی غم عطا کردے اور مجھے اتنی قوت برداشت عطا فرمادے کہ میں اس بار عظیم کو سنبھال سکوں۔

قرب الٰہی کے حصول کا راز

فرمایا کہ خدا تک رسائی کے لیے بے شمار راستے ہیں یعنی خدا نے جتنی مخلوق پیدا کی ہے اسی قدر خدا تک رسائی کے راستے بھی ہیں اور ہر مخلوق اپنی بساط کے مطابق ان راہوں پر گامزن رہتی ہے اور میں نے ہر راہ پر چل کر دیکھ لیا لیکن کسی راہ کو خالی نہیں پایا۔ پھر میں نے خدا سے دُعا کی کہ مجھے ایسا راستہ بتادے جس میں میرے اور تیرے سوا کوئی نہ ہو۔ چنانچہ اس نے وہ راستہ مجھ کو عطا کر دیا لیکن اس راستہ پر چلنے کی کسی دوسرے میں طاقت نہیں ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ طالبان الٰہی کے لیے ضروری ہے کہ غم و آلام میں بھی خوشی کے ساتھ اطاعت الٰہی کرتے ہیں کیونکہ ایسی صورت میں اطاعت کرنے والوں کو دوسروں کی نسبت بہت جلد قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔

جوان مرد کون؟

فرمایا کہ جوانمرد وہی ہے جس کو دنیا نامرد تصور کرتی ہو اور جو دنیا کے نزدیک مرد ہوتا ہے وہ حقیقت میں نامرد ہے۔

حیات جاوداں و ملک لازوال پانے کا راز

فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ یہ ندا سنی کہ اے بوالحسن میرے احکام کی تعمیل کرتا رہ میں ہی وہ زندہ رہنے والا ہوں جس کو کبھی موت نہیں اور میں تجھے بھی حیاتِ جاوداں عطا کر دوں گا۔ میری ممنوعہ چیزوں سے احتراز کر کیونکہ میری سلطنت اتنی مستحکم ہے جس کو زوال نہیں آیا اور میں تجھ کو ایسا ملک عطا کر دوں گا جس کو کبھی زوال نہ ہوگا۔

خدا کی وحدانیت بیان کرنے کا صلہ

فرمایا کہ جب میں نے خدا کی وحدانیت پر لب کشائی کی تو میں نے دیکھا کہ ارض وسما ذات الٰہی کا طواف کر رہے ہیں لیکن مخلوق کو اس کا قطعاً علم نہیں۔

شکر نعمت کے بغیر طلب جنت

فرمایا کہ میں نے یہ ندا غیبی سنی کہ مخلوق ہم سے جنت کی طالب ہے حالانکہ اس نے ابھی تک اس کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔ مفہوم یہ ہے کہ شکر نعمت کے بغیر بندے کو طالب جنت نہ ہونا چاہیے کیونکہ اس کے بغیر جنت کبھی نہیں ملتی۔

کل کی خیر کل کا بھلا

فرمایا کہ ہر صبح علما اپنے علم کی زیادتی اور زہاد اپنے زہد میں زیادتی طلب کرتے ہیں لیکن میں ہر صبح خدا سے وہی شے طلب کرتا ہوں جس سے بھائیوں کو مسرت حاصل ہو سکے۔

فنا و بقا

فرمایا کہ خدا نے مجھے ایسی شئے عطا کی ہے جس کی وجہ سے مردہ ہو چکا ہوں اور اس کے بعد وہ زندگی دی جائے گی جس میں موت کا تصور تک نہ ہوگا۔

عظمت بیان

فرمایا کہ اگر میں علمائے نیشا پور کے سامنے ایک جملہ بھی زبان سے نکال دوں تو وہ وعظ گوئی ترک کر دیں اور کبھی منبر پر نہ چڑھیں۔

صلح کل

فرمایا کہ میں نے خالق ومخلوق سے اس طرح صلح کرلی ہے کہ کبھی جنگ نہیں کروں گا۔

مقام نیستی

فرمایا کہ جس دن سے خدا تعالیٰ نے میری خود بینی کو دور فرمایا ہے، جنت میری خواہش مند ہے اور جہنم مجھ سے دور بھاگتی ہے۔ جس مقام پر خدا نے مجھے پہنچا دیا ہے اور اس میں فردوس وجہنم کا گزر ہو جائے تو دونوں اپنے باسیوں سمیت اس میں فنا ہو جائیں۔

غلبہ عشق الٰہی

فرمایا کہ میرے قلب پر عشق (الٰہی) کا ایسا غلبہ ہے کہ پوری دنیا میں کوئی بھی اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

تعلق الٰہی کا مقام

فرمایا کہ قیامت میں مخلوق کا ایک دوسرے سے ناطہ ختم ہو جائے گا لیکن میرا جو رشتہ خدا سے قائم ہے وہ ختم نہیں ہوگا۔

نیستی وفنا

فرمایا کہ صرف مقامات طے کر لینے سے قرب الٰہی حاصل نہیں ہو جاتا، بلکہ بندے نے جو کچھ خدا تعالیٰ سے لیا ہے اس کو واپس کر دے یعنی فنا ہو جائے۔ کیونکہ فنائیت کے بعد ہی ذات خداوندی سے آگاہی حاصل ہو سکتی ہے۔

طلب فی اللہ

فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے کہتا ہوں کہ مجھے وہ مقام عطا نہ کر جس میں تیرے سوا میری خودی کا وجود باقی رہ جائے۔

طلب بقاباللہ

فرمایا کہ آزار پہچانے والے سے مخلوق دور بھاگتی ہے اور اے اللہ میں نے ہر شے تیری راہ میں قربان کر دی، حتیٰ کہ جس شے پہ تیری ملکیت تھی اس کو بھی خرچ کر دیا۔ اب تو یہ خواہش ہے کہ تو میرے وجود کو ختم کر دے تا کہ تری محبت ہی باقی رہ جائے۔

خدا سے صرف خدا طلبی

فرمایا کہ اے اللہ میری تخلیق صرف تیرے لیے ہے، لہٰذا مجھے کسی دوسرے کے دام میں گرفتار نہ کرنا۔ اے اللہ! بہت سے بندے نماز و طاعت کو اور بہت سے جہاد و حج کو اور بہت سے علم و سجادگی کو پسند کرتے ہیں لیکن مجھے ایسا بنا دے کہ میں تیرے سوا کسی شے کو پسند نہ کر سکوں۔

صحبت کامل مکمل کی طلب

فرمایا کہ اے اللہ مجھے ایسے بندے سے ملا دے جو تیرا نام حق و صداقت کے ساتھ لیتا ہو تا کہ میں بھی اس کی صحبت سے فیض یاب ہو سکوں۔

اہل درد کا درجہ شہید سے بلند ہے

فرمایا کہ محشر میں راہ خدا میں جان فدا کرنے والے شہدا کی ایک جماعت ہوگی لیکن میں ایسا شہید اٹھوں گا جس کا مرتبہ ان سب شہدا سے بلند ہوگا۔ کیونکہ مجھے خدا کے شوق کی شمشیر نے

قتل کیا ہے اور میں ایسا اہل درد ہوں جس کا درد ہستی کی بقا تک قائم رہے گا۔

حقیقت جوانمردی

فرمایا کہ صوم وصلوٰۃ کے پابند تو بہت ہوتے ہیں مگر جوانمرد وہی ہے جو ساٹھ سالہ زندگی اس طرح گزار دے کہ اس کے اعمال نامہ میں کچھ درج نہ کیا جائے اور اس مرتبہ کے بعد بھی خدا سے نادم رہتے ہوئے عجز سے کام لے۔

ساعت بھر کے فکر ومشاہدہ کی عظمت

فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی ایسے تھے جن میں سے ایک مسلسل ایک سال تک سجدے میں پڑا رہتا تھا اور دوسرا دو سال تک سجدے میں رہتا' لیکن اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لحہ کی فکر ومشاہدہ ان دونوں کی سال دو سال کی عبادت سے کہیں زائد ہے۔

موج دل

فرمایا کہ جب تم اپنے قلب کو موج دریا کی طرح پانے لگو گے تو اس میں سے ایک آگ نمودار ہوگی اور جب تم خود کو اس میں جھونک کر راکھ بن جاؤ گے تو تمہاری راکھ سے ایک درخت نکلے گا اور اس میں پھولوں کی بجائے ثمر بقا نکلے گا۔

یادِ الٰہی

فرمایا کہ خدا نے ایسے بندے تخلیق کیے ہیں جن کا قلب نورِ توحید سے اس طرح منور کر دیا گیا ہے کہ اگر ارض وسما کی تمام اشیاء اس نور میں سے گزریں تو وہ سب کو جلا کر راکھ کر دے۔ مفہوم یہ ہے کہ خدا نے ایسے بندے پیدا کیے ہیں جن کو یاد الٰہی کے سوا کسی شے سے سروکار نہیں۔

قلب اولیاء

فرمایا کہ جو راز قلب اولیاء میں نہاں ہوتے ہیں اگر وہ ان میں سے ایک راز بھی ظاہر کر دیں تو آسمان وزمین کی تمام مخلوق پریشان ہو جائے۔

صاحبانِ مراتب اور کشف حجابات

فرمایا کہ خدا کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب وہ لحاف اوڑھ کر لیٹ جاتے ہیں تو چاند تاروں کی رفتار تک ان کو نظر آتی رہتی ہے اور جو ملائکہ بندوں کے نیک اور برے اعمال لے کر آسمان پر جاتے ہیں، وہ بھی ان کو نظر آتے رہتے ہیں یعنی خدا تعالیٰ اپنے کرم سے تمام حجابات ان کی نگاہوں سے اٹھا دیتا ہے۔

عالم محویت اور وصال دوست

فرمایا کہ دوست دوست کے پاس پہنچ کر عالم محویت میں خود بھی گم ہو جاتا ہے۔

حقیقت روح

فرمایا کہ روح کی مثال ایسے پرندہ کی طرح ہے جس کا ایک بازو مشرق اور دوسرا مغرب میں ہے اور قدم تحت الثریٰ میں۔

ناقابل دوستی دل

فرمایا کہ جس کے قلب میں مغفرت کی طلب ہو وہ دوستی کے قابل نہیں۔

اہل اللہ کا راز

فرمایا کہ اہل اللہ کا راز یہ ہے کہ نہ تو وہ دین و دنیا میں کسی پر ظاہر کریں اور نہ خدا تعالیٰ اس پر کسی کو ظاہر ہونے دے۔

دنیا میں دیدارِ الٰہی کی مجال کسے

فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ فرما دیا گیا کہ آپ ہمیں ہرگز نہیں دیکھ سکتے تو پھر اس کا مشاہدہ کرنے کی کس میں مجال ہے اور لن ترانی فرما کر ان لوگوں کی زبان بند کر دی گئی جو (دنیا میں) اس کے دیدار کے متمنی رہتے ہیں۔

بارِ امانت الٰہی

فرمایا کہ خدا نے اہل اللہ کے قلوب پر ایسا بار رکھ دیا کہ اگر اس کا ایک دانہ بھی مخلوق پر ظاہر ہو جائے تو وہ فنا ہو جائے گی لیکن خدا تعالیٰ چونکہ خود ان کی نگرانی فرماتا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس بار کو اٹھانے کے قابل رہتے ہیں اور اگر خدا تعالیٰ ان کی نگہداشت سے دستبردار ہو جائے تو ان کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور کسی طرح بھی اس بوجھ کو برداشت نہ کر سکیں۔

نوازش خدا کا درجہ

فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی نوازش سے بندے کو ایسی لسان غیبی عطا کر دی جاتی ہے کہ وہ کچھ بھی زبان سے نکال دیتا ہے تو اس کی تکمیل ہوتی ہے۔

طلب رزق اور مخلوق سے کنارہ کشی

فرمایا کہ جب تک مجھے یہ یقین کامل نہیں ہو گیا کہ میرا رزق خدا کے پاس ہے، اس وقت

تک میں اپنی کوشش سے پیچھے نہیں ہٹا اور جس وقت تک یہ یقین نہیں ہوگیا کہ مخلوق ہر شے سے عاجز ہے، اس وقت تک مخلوق سے کنارہ کش نہیں ہوا۔

زندگی میں صرف بھلائی کرو

فرمایا کہ زندگی اس طرح گزارنی چاہیے کہ کراماً کاتبین بھی بے خبر ہو کر رہ جائیں اور خدا کے سوا کسی پر اظہار اعمال نہ ہو سکے اور اگر اس طرح زندگی بسر نہ کر سکو تو کم از کم اس طرح کی زندگی گزارو کہ رات میں کراماً کاتبین کی چھٹی مل جائے اور پوری رات خدا کے سوا کوئی تمہارے امور سے آگاہ نہ ہو سکے اور سب سے ادنیٰ درجہ زندگی بسر کرنے کا یہ ہے کہ جب کراماً کاتبین بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں تو عرض کریں کہ تیرے فلاں بندے نے نیکی کے سوا کوئی کام نہیں کیا۔

اہل اللہ کا غم وخوشی

فرمایا کہ اہل اللہ کے غم اور خوشی منجانب اللہ ہوا کرتے ہیں۔

ترک ماسویٰ اللہ

فرمایا کہ خدا کے سوا مخلوق سے کوئی تعلق نہ رکھو۔ کیونکہ صرف دوست سے ہی تعلق رکھا جاتا ہے اور خدا سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں ہو سکتا۔

مخلوق سے بے نیازی

فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کو مخلوق سے بے نیاز کر دیتا ہے تو اس کو وہ قرب عطا کرتا ہے کہ اس بندے کا مخلوق اور لوازمات (دنیا) سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

ارادت الٰہی

فرمایا کہ میں نے تمام مشائخین کی خدمت میں وقت گزارا لیکن کسی کو اپنا مرشد اس لیے نہیں بنایا کہ میرا مرشد صرف خدا تعالیٰ ہے۔

عقل و ایمان اور معرفت کہاں؟

کسی دانشمند نے آپ سے سوال کیا کہ عقل و ایمان اور معرفت کا مقام کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ پہلے مجھے ان چیزوں کا رنگ بتا دو، پھر میں ان کا مقام بھی بتا دوں گا۔ وہ شخص آپ کا جواب سن کر رونے لگے۔

واصل الی اللہ کون؟

کسی نے پوچھا کہ واصل الی اللہ کون لوگ ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا کیونکہ یہ مرتبہ محبوب خدا کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

اہل اللہ اور وابستگی مخلوق

فرمایا کہ اہل اللہ وہ ہیں جو دنیا سے اس طرح علیحدہ ہو جائیں کہ اہل دنیا کو پتہ بھی نہ چل سکے کیونکہ مخلوق سے وابستگی میں مخلوق ان سے آگاہ رہے گی۔

لوگوں کے ساتھ ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو

فرمایا کہ اولیاء اللہ اپنے مراتب کے اعتبار سے مخلوق سے ہم کلام نہیں ہوتے، بلکہ مخلوق کے مراتب کے اعتبار سے گفتگو کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کے مراتب کی گفتگو نہیں سمجھ سکتے۔

معرفت الٰہی کا راز

فرمایا کہ جو لوگ کچھ نہ جاننے کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ ہم کچھ جانتے ہیں، وہ درحقیقت کچھ بھی نہیں جانتے اور جب وہ یہ تصور کر لیتے ہیں کہ ہم کچھ بھی نہیں جانتے تو اس وقت اللہ تعالیٰ ہر شے سے انہیں واقف کر دیتا ہے اور معرفت کے انتہائی مدارج ان کو عطا فرماتا ہے۔

رجوع الی اللہ کا حصول

فرمایا کہ نیک بندوں کو موت سے قبل ہی رجوع الی اللہ حاصل ہو جاتا ہے۔

سب سے بہتر مریض دل

فرمایا کہ سب سے بہتر مریض قلب وہی ہے جو یادِ الٰہی میں بیمار ہوا ہو کیونکہ جو اس کی یاد میں مریض ہوتا ہے وہ شفایاب بھی ہو جاتا ہے۔

صدق دل سے عبادت پر انعام

فرمایا کہ صدق دل سے عبادت کرنے والوں کو خدا تعالیٰ اپنے کرم سے ان تمام اشیا کا مشاہدہ کرا دیتا ہے جو قابل دید ہوتی ہیں اور وہ باتیں سنا دیتا ہے جو سماعت کے لائق ہوتی ہیں۔

طریقت کے بہادروں کے بازار کی حسین صورتیں

فرمایا کہ راہ خدا میں ایک ایسا بازار بھی ہے جس کو طریقت کے بہادروں کا بازار کہا جاتا ہے اور اس میں ایسی ایسی حسین صورتیں ہیں کہ سالکین وہاں پہنچ کر قیام کرتے ہیں اور وہ حسین صورتیں یہ ہیں: کرامت، اطاعت، ریاضت، عبادت اور زہد۔

ترک دین و دنیا

فرمایا کہ دین و دنیا اور جنت کی راحتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان میں پڑ جانے والا خدا سے دور ہو جاتا ہے اور کبھی اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا بندے کو چاہیے کہ مخلوق سے کنارہ کش ہو کر یادِ الٰہی میں گوشہ نشینی اختیار کرے اور سجدے میں گر کر بحرِ کرم کو عبور کر جائے اور خدا کے سوا ہر شے کو نظر انداز کر دے۔

علم ظاہر و باطن

فرمایا کہ علم کی دو قسمیں ہیں: اوّل ظاہری علم، دوم باطنی علم۔
علم ظاہری کا تعلق علماء سے ہے اور علم باطنی علمائے باطن کو حاصل ہوتا ہے لیکن علم باطن سے بھی فزوں تر علم وہ ہے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے سربستہ رازوں سے ہے اور جس کی مخلوق کو ہوا تک نہیں لگ سکتی۔

طلب دنیا اور ترک دنیا کا عذاب و انعام

فرمایا کہ دنیا طلب کرنے والوں پر دنیا حکمران بن جاتی ہے اور تارک الدنیا دنیا پر حکومت کرتا ہے۔

حقیقی فقیر

فرمایا کہ فقیر وہی ہے جو دین و دنیا سے بے نیاز ہو جائے کیونکہ یہ دونوں چیزیں فقر سے کم درجہ کی ہیں اور قلب کا ان دونوں سے کسی قسم کا واسطہ نہیں۔

قبل از وقت رزق طلبی

فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اوقات نماز سے قبل تم سے نماز کا طالب نہیں ہوتا تو پھر تم بھی قبل از وقت طلب رزق سے احتراز کرو۔

صاحب حال

فرمایا کہ صاحب حال اپنی حالت سے خود بھی بے خبر ہوتا ہے۔ کیونکہ جس حال سے بھی آگاہ ہو جائے اس کو کسی طرح سے بھی حال سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کو علم کہا جائے گا۔

صدق ولی پر انعام الٰہی

فرمایا کہ جس جماعت میں سے اللہ تعالیٰ کسی کو سر بلند کرنا چاہتا ہے اس کے صدق میں پوری جماعت کو بخش دیتا ہے۔

رحمت عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم بحر بیکراں

فرمایا کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک ایسا بحر بیکراں تھے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی باہر آ جاتا تو کائنات اس میں غرق ہو جاتی۔

صرف فضل الٰہی پر نگاہ رکھو

فرمایا کہ سعی بسیار کے باوجود بھی تمہیں سمجھنا چاہیے کہ تم خدا کے لائق نہیں ہو اور نہ تمہیں اس قسم کا دعویٰ کرنا چاہیے ورنہ دلیل کے بغیر تمہارا دعویٰ غلط ثابت ہوگا۔

نفس کی غلامی خدا کی دشمنی کا ذریعہ ہے

فرمایا کہ جو چاہو خدا سے طلب کرو لیکن نفس کے بندے اور جاہ و مرتبت کے غلام نہ بنو کیونکہ محشر میں مخلوق ہی مخلوق کی دشمن ہو گی لیکن (نفس کا بندہ اور جاہ و مرتبت کا غلام بننے کی صورت میں) ہمارا دشمن اللہ تعالیٰ ہے اور وہ جس کا دشمن ہو جائے، وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

عالی ہمت بنو

فرمایا کہ اگر تم خدا کے سوا دوسری چیزوں کے طالب ہو تو اللہ تعالیٰ کی تابعداری میں عالی ہمتی کا ثبوت پیش کرو، کیونکہ عالی ہمت لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہر شے سے نواز دیتا ہے۔

حقیقی مست

فرمایا کہ مست لوگ وہی لوگ ہیں جو شراب محبت (الٰہی) کا جام پی کر مدہوش ہو جاتے ہیں۔

عقبیٰ کے لائق صرف فنا ہے

فرمایا کہ مخلوق کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ دنیا سے عقبیٰ کے لائق کوئی چیز ساتھ لے جائیں لیکن فنائیت کے سوا عقبیٰ کے قابل کوئی شے نہیں۔

کم از کم ذکر، علم، یقین اور زہد

فرمایا کہ بندوں کو کم از کم اتنا ذکر الٰہی ضرور کرنا چاہیے کہ تمام شرعی احکام کی مکمل تکمیل ہوتی رہے اور اتنا علم بہت کافی ہے کہ اوامر ونواہی سے کماحقہ واقفیت حاصل ہو جائے اور اتنا یقین بہت کافی ہے جس سے یہ علم ہو سکے کہ جتنا رزق مقدر ہو چکا ہے ضرور مل کر رہے گا اور اتنا زہد بہت کافی ہے کہ اپنے مقرر کردہ رزق پر اکتفا کرتے ہوئے زیادہ کی تمنا باقی نہ رہے۔

نور یقین کی عظمت

فرمایا کہ اگر تم ارض وسما اور خدا کی ذات کے ذریعے خدا کو جاننا چاہو گے جب بھی نہیں پہچان سکتے۔ البتہ نور یقین کے ساتھ اگر اس کو جاننا چاہو گے تو اس کی رسائی حاصل کر لو گے۔

سوختہ جگر بنو

فرمایا کہ چشمے کے بجائے دریا سے گزر کر کبھی کبھار پانی کے بجائے خون جگر پیتے رہو، تاکہ تمہارے بعد آنے والے کو یہ اندازہ ہو سکے کہ یہاں سے کوئی سوختہ جگر گزرا ہے۔

نیکیوں کے ذکر میں عوام وخواص کا نصیب

فرمایا کہ نیکیوں کے ذکر کے وقت ایک سفید ابر برستا رہتا ہے اور ذکر الٰہی کے وقت سبز رنگ کا عشق کا بادل برستا ہے لیکن نیکیوں کا ذکر عوام کے لیے رحمت اور خواص کے لیے غفلت ہے۔

ایک مومن دوسرے کا شکوہ نہیں کرتا

فرمایا کہ تین ہستیوں کے علاوہ سب ہی لوگ مسلمان کا شکوہ کرتے رہتے ہیں۔ اوّل اللہ تعالیٰ مومن کا شکوہ نہیں کرتا، دوّم حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی کا شکوہ نہیں کرتے، سوّم ایک مومن دوسرے کا شکوہ نہیں کرتا۔

اقسام سفر پانچ ہیں

فرمایا کہ سفر کی پانچ اقسام ہیں: اوّل قدموں سے سفر کرنا، دوم قلب سے سفر کرنا، سوم ہمت سے سفر کرنا، چہارم دیدار کے ذریعہ سفر کرنا، پنجم فنائیت نفس کے ساتھ سفر کرنا۔

مردان حق کے مراتب

فرمایا کہ جب میں نے مردان حق کے مراتب کا اندازہ کرنے کے لیے جانب عرش نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ وہاں تمام اولیائے کرام (ماسوی اللہ سے) بے نیاز ہیں اور یہی بے نیازی ان کے مراتب کا انتہائی درجہ ہے اور یہ درجہ بھی اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب بندہ اچھی طرح خدا تعالیٰ کی پاکی کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔

کامل متبع شریعت

فرمایا کہ ہزاروں بندے شریعت پر گامزن ہوتے ہیں جب کہیں ان میں سے صرف ایک ایسا بندہ نکلتا ہے جس کے اطراف میں شریعت بھی ڈیرہ کرنے لگتی ہے۔

اولیائے کرام کے مراتب کی بلندی

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کے لیے ننانوے عالم تخلیق فرمائے ہیں جن میں سے صرف ایک عالم کی وسعت مشرق سے مغرب تک اور عرش سے تحت الثریٰ تک ہے، باقی اٹھانوے عالم کے احوال بیان کرنے کے لیے کسی میں لب کشائی کی طاقت نہیں۔

اہل اللہ کے انوار

فرمایا کہ اہل اللہ کی مثال روز روشن کی طرح ہے اور جس طرح دن کو آفتاب کی روشنی درکار ہوتی ہے اولیائے کرام کو آفتاب کی ضرورت نہیں رہتی اور جس طرح شب تاریک کو ماہ انجم کی روشنی درکار ہوتی ہے اولیائے کرام اس سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود مہ و خورشید سے زیادہ منور ہوتے ہیں۔

خوش قسمت مسافر

فرمایا کہ اس کے لیے راہوں کی طوالت ختم ہو جاتی ہے جس کو خدا راستہ دکھانا چاہتا ہے۔

فضل الٰہی کی عطا

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی جانب بلا کر، جس پر چاہتا ہے اس کے لیے اپنے فضل سے راہیں کشادہ کر دیتا ہے۔

مغفرت الٰہی

فرمایا کہ بدون مغفرت کوئی ملاح اپنی کشتی کو غرقابی سے نہیں بچا سکتا، ہزاروں آئے اور غرق ہوتے چلے گئے۔ بس ایک ذات باری تعالیٰ کا وجود باقی رہ گیا۔

قلوب صوفیا پر انوار الٰہی کا نزول

فرمایا کہ خدا تعالیٰ صوفیا کے قلوب کو نور کی بینائی عطا فرماتا ہے اور ان کی بینائی میں اس وقت تک اضافہ ہوتا جاتا ہے جب تک وہ بینائی مکمل ذات الٰہی (کے مشاہدہ کی مظہر) نہیں بن جاتی۔

فنا فی اللہ کا جنت میں اعزاز

فرمایا کہ روزِ محشر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے معائنہ کے لیے جنت میں تشریف لے جائیں گے تو ایک جماعت کو دیکھ کر باری تعالیٰ سے سوال کریں گے کہ یہ لوگ کون ہیں اور یہاں کیسے پہنچ گئے؟ کیونکہ اللہ کریم فنا فی اللہ ہونے والی جماعت کو ایسی راہوں سے جنت میں پہنچائے گا کہ ان کو کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔

طالب کرامت کی محرومی

فرمایا کہ خدا تعالیٰ تک رسائی کے لیے ایک ہزار منزلیں ہیں جن میں سے سب سے پہلی منزل کرامت ہے اور کم ہمت افراد اس منزل سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور اگلی منزل سے محروم رہ جاتے ہیں۔

ہدایت وضلالت کا فرق

فرمایا کہ ہدایت وضلالت دونوں جداگانہ راہیں ہیں۔ ہدایت کی راہ تو خدا تک پہنچا دیتی

ہے لیکن ضلالت کی راہ بندے کی جانب سے اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ہے، لہٰذا جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں خدا تک پہنچ گیا ہوں وہ جھوٹا ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ مجھے خدا تک پہنچایا گیا ہے وہ اپنے قول میں ایک حد تک صادق ہے۔

حقیقی فنا اور بقا کا راز

فرمایا کہ خدا کو پالینے والا خود باقی نہیں رہتا لیکن وہ کبھی فنا بھی نہیں ہوتا۔

اہل مراتب کے دلوں کی وسعت

فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایسے اہل مراتب بندے بھی پیدا کیے ہیں جن کے قلوب اس قدر وسیع ہیں کہ مشرق و مغرب کی وسعت بھی ان کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔

مردہ قلوب

فرمایا کہ مردہ ہیں وہ قلوب جن میں خدا کے سوا کسی اور کی محبت جاگزیں ہو، خواہ وہ کتنے ہی عبادت گزار کیوں نہ ہوں۔

تین چیزوں کی حفاظت مشکل ہے

فرمایا کہ تین چیزوں کا تحفظ بہت دشوار ہے۔ اول مخلوق سے خدا کے رازوں کی حفاظت، دوّم مخلوق کی برائی سے زبان کی حفاظت، سوّم پاکیزگی عمل کی حفاظت۔

حجاب نفس

فرمایا کہ خدا اور بندے کے مابین سب سے بڑا حجاب نفس ہے اور جس قدر نیک لوگ گزر گئے ہیں ان سب کو نفس سے شکایت رہی۔

حریص عالم اور بے عمل زاہد

فرمایا کہ دین کو جتنا ضرر حریص عالم اور بے عمل زاہد سے پہنچتا ہے اتنا نقصان ابلیس سے نہیں پہنچتا۔

سب سے افضل امور

فرمایا کہ سب سے افضل امور ذکر الٰہی، سخاوت، تقویٰ اور صحبت اولیا ہیں۔

اہل دنیا کی نگاہوں سے فرار عبادت ہے

فرمایا کہ اگر تم اہل دنیا کی نگاہوں سے ایک ہزار میل دور بھاگنا چاہو گے تو یہ بھی بہت بڑی عبادت ہے اور اس میں بہت مفاد مضمر ہیں۔

مومن کی زیارت کا درجہ

فرمایا کہ ایک ایماندار بندے کی زیارت کا ثواب ایک سو حج کے مساوی اور ہزار دینار صدقہ کر دینے سے بھی افضل ہے اور جس کو کسی ایماندار بندے زیارت نصیب ہو جائے اس پر خدا کی رحمت ہوتی ہے۔

پانچ قبلے اور جوانمردوں کا قبلہ

فرمایا کہ قبلے درحقیقت پانچ ہیں۔ پہلا قبلہ کعبہ ہے جو مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ دوسرا بیت المقدس جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا گزشتہ تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) کا قبلہ ہے، سوم بیت المعمور ہے اور یہ آسمانی ملائکہ کا قبلہ ہے، چہارم عرش، یہ دعا کا قبلہ ہے، پنجم ذات باری تعالیٰ ہے اور یہ باہمت لوگوں کا قبلہ ہے جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا فَاَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (سورہ بقرہ ۱۱۵) یعنی جس طرف تم منہ پھیرو اسی طرف اللہ موجود ہے۔

توفیق شکر

فرمایا کہ طالب جب راستے میں دس جگہوں پر زہر کھا چکتا ہے، تب کہیں گیارہویں جگہ شکر نصیب ہوتی ہے۔ یعنی شروع میں طالبان خدا کو بے حد تکالیف و اذیتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ پھر کہیں قرب الٰہی میسر آتا ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں مکمل طور پر جستجو کی توفیق عطا نہ فرمادے، اس وقت تک جستجو سے احتراز کرو کیونکہ توفیق الٰہی کے بغیر اگر آدمی کوئی عمر بھر بھی اس کی جستجو کرتا رہے، جب بھی نہیں پا سکتا۔

نفع بخش علم اور بہتر عمل

فرمایا کہ نفع بخش علم وہی ہے جس پر عمل کیا جائے اور بہتر علم وہ ہے کہ جو فرض کر دیا گیا۔

نور قلبی، نور یقین اور نور معائنہ

فرمایا کہ دانشمند لوگ نور قلبی کے ذریعہ خدا کا مشاہدہ کرتے ہیں اور خدا کے دوست نورِ یقین سے اسے دیکھتے ہیں اور باہمت لوگ نور معائنہ سے اس کا مشاہدہ کرتے ہیں اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے خدا کو کہاں دیکھا؟ تو فرمایا کہ جس مقام پر میں خود کو نہیں دیکھتا وہاں خدا کو دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ اکثر لوگوں نے دعویٰ تو کر دیا لیکن سوچا نہیں کہ یہ دعویٰ خود اس بات کی دلیل ہے کہ معرفت حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ دعویٰ خود ان کے لیے حجاب بن گیا۔

اہل حق

فرمایا کہ حق و باطل کا اندیشہ کرنے والے اہل حق نہیں ہو سکتے۔

بہتر عمل کا راز

فرمایا کہ عمل کرنا گو بہتر شے ہے لیکن اتنی واقفیت ہونا ضروری ہے کہ عامل تم خود ہو یا

تمہارے پس پردہ کوئی دوسرا ہے؟ کیونکہ عمل وہی اچھا ہے جس کے پس پردہ کوئی دوسرا نہ ہو، بلکہ وہ عمل تم خود کر رہے ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی تاجر اپنے مالک کے مال سے تجارت کرتا ہو اور جب وہ سرمایہ واپس لے لیا جائے تو وہ مفلس ہو کر رہ جائے۔

بقا صرف خدا کو ہے

فرمایا کہ خدا کو ہر جگہ اس طرح سمجھو کہ تمہارا وجود باقی نہ رہے کیونکہ اپنی ہستی کی بقا تک اس کی ہستی سے محروم رہو گے۔

عبادت کی اقسام

فرمایا کہ عبادت یا تو جسمانی ہوتی ہے، یا زبانی، یا قلب سے اس کی اطاعت کرنا ہے۔

معرفت الٰہی ظاہری عبادت ولباس سے حاصل نہیں ہوتی

فرمایا کہ معرفت الٰہی ظاہری عبادت ولباس سے حاصل نہیں ہوتی اور جو لوگ اس کے مدعی ہیں کہ معرفت عبادت ولباس سے حاصل ہوتی ہیں وہ آزمائش میں مبتلا ہیں۔

خواہش نفس اور راہ خدا

فرمایا کہ نفس کی ایک خواہش کو پورا کرنے والا راہ خدا میں ہزار ہا تکالیف برداشت کرتا ہے۔

جوانمردوں کا رزق غم واندوہ

فرمایا کہ مخلوق میں تقسیم رزق کے وقت خدا نے جوانمردوں کو غم واندوہ عطا کیا اور انہوں نے قبول بھی کر لیا۔

پنہانی مراتب، شیوہ اولیاء

فرمایا کہ اولیائے کرام مخلوق سے متنفر ہو کر اللہ تعالیٰ (کی محبت) میں مگن رہتے ہیں اور اپنا حال کبھی مخلوق پر ظاہر نہیں ہونے دیتے اور جب اہل دنیا ان کے مراتب کو پہچان کر انہیں شہرت دیتے ہیں تو ان کا عیش بے نمک کھانے جیسا ہو جاتا ہے۔

صدق دل سے ذکر الٰہی کرنا

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر فرد کو یہ توفیق عطا فرمادے کہ اپنے اعمال کو پس پشت ڈال کر صدق دل سے ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے۔

مقدر پر شاکر رہنا

فرمایا کہ مقتدرات پر شاکر رہنا ایک ہزار مقبول عبادات سے افضل ہے۔

کریم کے بحر کرم کی بیکرانی

فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بحر کرم کا ایک قطرہ بھی کسی پر گر جائے تو دنیا میں نہ تو کسی شے کی خواہش باقی رہے، نہ کسی سے بات کرنے کو دل چاہے اور نہ کسی کی بات سننا گوارا ہو۔

غرور و تکبر نہ کرنا ہی افضل عمل ہے

فرمایا کہ دنیا میں کسی سے دشمنی کرنا سب سے بدتر شے ہے، نیز فرمایا کہ صوم وصلوٰۃ گو افضل اعمال ہیں لیکن غرور و تکبر قلب سے نکال دینا اس سے بھی بہتر عمل ہے۔

چالیس برس عبادت کے لیے درکار ہیں

فرمایا کہ چالیس سال تک عبادت کرنا ضروری ہے۔ دس سال تو اس لیے کہ زبان میں

صداقت اور راست بازی پیدا ہو جائے اور دس سال اس لیے کہ جسم کا بڑھا ہوا گوشت کم ہو جائے اور دس سال اس لیے کہ خدا سے قلبی لگاؤ پیدا ہو جائے اور دس سال اس لیے کہ تمام احوال درست ہو جائیں اور جو شخص اس طرح چالیس سال عبادت کرے گا وہ مراتب میں سب سے بڑھ جائے گا۔

خدا پاک ہے اور پاکیزگی کو محبوب رکھتا ہے

فرمایا کہ دنیا میں مخلوق سے نرمی اختیار کرو اور مکمل آداب کے ساتھ اتباع سنت کرتے رہو اور اور خدا تعالیٰ کے ساتھ پاکیزگی کی زندگی بسر کرو کیونکہ وہ خود بھی پاک ہے، اس لیے پاکیزہ لوگوں کو محبوب رکھتا ہے اور یہ راستہ مستوں دیوانوں کا راستہ ہے۔

موت سے قبل تین چیزیں حاصل کرلو

فرمایا کہ موت سے قبل تین چیزیں حاصل کرلو۔ اوّل یہ کہ حب الٰہی میں اس قدر گریہ و زاری کرو کہ آنکھوں سے آنسوؤں کے بجائے لہو جاری ہو جائے، دوم یہ کہ خدا سے اس قدر خائف ہو کہ پیشاب کی جگہ خون آنے لگے، سوم یہ کہ اس کے احکام کی بجا آوری کے ساتھ عبادت میں اس طرح شب بیداری کرو کہ تمام جسم پگھل جائے۔

خدا کو کبھی فراموش نہ کرو

فرمایا کہ خدا کو اس انداز سے یاد کرو کہ پھر دوبارہ یاد نہ کرنا پڑے۔ یعنی اس کو کسی وقت بھی فراموش نہ کرو، نیز فرمایا کہ ایک مرتبہ اللہ کہنے سے زبان اس طرح جل جاتی ہے کہ دوبارہ اللہ نہیں کہہ سکتا اور جب تم دوبارہ اللہ کہتے سنو تو سمجھ لو وہ خدا کی تعریف ہے جو بندے کی زبان پر جاری ہے۔

یادخدا کا انعام

فرمایا کہ اگر تمہارے قلب میں یادالٰہی باقی ہے تو تمہیں دنیا کی کوئی شے ضرر نہیں پہنچا سکتی اور اگر تمہارے قلب میں خدا کی یاد باقی نہیں ہے تو لباس فاخرہ بھی سودمند نہیں ہو سکتا۔

بقا کی حقیقت

فرمایا کہ خدا کے ہمراہ مشاہدہ کرنے کا نام بقا ہے۔

مرد اور نامرد

فرمایا کہ جس کو مخلوق میں تم مرد تصور کرتے ہو وہ خدا کے روبرو نامرد ہے اور جو مخلوق کی نظروں میں نامرد ہے وہ خدا کے ہاں مرد ہے۔

معرفت حق کی حقیقت

فرمایا کہ خدا نے اپنے کرم سے تو مخلوق کو آگاہ فرمایا اگر اپنی ذات سے آگاہ کر دیتا تو لا الہ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوتا یعنی ذات الٰہی کی واقفیت کے بعد بندے بحر حیرت میں اس طرح غرق ہو جاتے کہ کلمہ بھی یاد نہ رہتا۔

لائق صحبت لوگ

فرمایا کہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو آتش محبت سے خاکستر ہو چکے ہوں اور بحر غم میں غرق ہوں۔

حقیقی درویش

فرمایا کہ درویش وہی ہے جس میں حرکت و سکون باقی نہ رہے اور نہ وہ مروت و غم سے بہرہ ور ہو۔

حقیقی متلاشیان خدا

فرمایا کہ لوگ صبح وشام عبادت کرنے ہی سے خدا کی جستجو کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں لیکن حقیقت میں اس کی جستجو کرنے والے وہ ہیں جو ہر لمحہ اس کی تلاش میں رہیں۔

ہر حال میں صرف خدا طلبی کرو

فرمایا کہ سکوت اس طرح اختیار کرو کہ سوائے اللہ اللہ کے اور کچھ منہ سے نہ نکلے اور قلب میں سوائے فکر الٰہی کے اور کوئی فکر باقی نہ رہے اور تمام امور دنیاوی سے کنارہ کش ہو کر اپنے اعضاء کو خدا کی جانب متوجہ رکھو، تا کہ تمہارا ہر معاملہ مبنی بر اخلاص ہو اور اس کی عبادت کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

ریاضت اولیاء

فرمایا کہ اولیاء کے قلوب مٹ جاتے ہیں۔ ان کے اجسام فنا ہو جاتے ہیں اور ان کی روحیں جل جاتی ہیں۔

بندگی خدا

فرمایا کہ خدا کی ایک لمحہ کی عبادت مخلوق کی عمر بھر کی عبادت سے افضل ہے۔

عمل کی حقیقت

فرمایا کہ اعمال کی مثال شیر جیسی ہے اور جب بندہ اپنا قدم شیر کی گردن پر رکھتا ہے تو وہ شیر لومڑی کی طرح ہو جاتا ہے، یعنی جب عمل پر قابو پالیا جائے تو عمل آسان ہو جاتا ہے۔

عمل مرید

فرمایا کہ بزرگوں کا یہ قول ہے کہ جو مرید عمل کے بل بوتے پر عمل کرتا ہے، اس کے لیے عمل سودمند نہیں ہوتا۔

راہ وصال الٰہی

فرمایا کہ جنت میں داخلہ کی راہ قریب ہے لیکن واصل الی اللہ ہونے کی راہ دور ہے۔

حیات جاوداں

فرمایا کہ دن میں تین ہزار مرتبہ مر کر زندہ ہونا چاہیے، پھر ممکن ہے کہ ایسی حیات جاوداں حاصل ہو جائے جس کے بعد موت نہ ہو۔

راز بقا

فرمایا کہ جب تم راہ خدا میں اپنی ہستی کو فنا کر لو گے، تب تمہیں ایسی ہستی مل جائے گی جو فنا ہونے والی نہیں۔

راہ حق

فرمایا کہ منجانب اللہ بندے کے لیے ایک ایسا راستہ ہے جس سے معرفت و شہادت نصیب ہوتی ہے اور اسی راستہ میں اللہ تعالیٰ بندے کو اپنا مشاہدہ عطا فرماتا ہے اور یہ ایسا مرتبہ ہے جس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں۔

دوستوں کا انعام

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا کرم اپنے دوستوں کے لیے محفوظ رکھتا ہے اور امن و راحت اپنے گناہگار بندوں کے لیے وقف کر دیتا ہے۔

خدا کی دوستی

فرمایا کہ خدا کی دوستی اس لیے ضروری ہے کہ جب مسافر اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں اس کا دوست موجود ہو تو وہ راہ کی تمام تکلیف بھول جاتا ہے اور اس کے قلب کو تقویت پہنچتی ہے۔ لہٰذا جب تم قیامت میں اس طرح مسافر بن کر پہنچو گے جہاں خدا تعالیٰ تمہارا دوست ہوگا، تو تمہیں مسرت ہوگی۔

مخلوق خدا پر شفقت نہ کرنے کا نقصان

فرمایا کہ جو لوگ مخلوق کے ساتھ شفقت سے پیش نہیں آتے، ان کے قلوب میں مخلوق کی دوستی کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور جو لوگ اپنی زندگی کو امور خداوندی میں صرف نہیں کرتے، ان کی آسانی کے ساتھ پل صراط سے گزر نہیں ہو سکتی۔

طلب خدا کا راز

ایک خراسانی سے حج پر روانہ ہوتے وقت آپ نے سوال کیا کہ کہاں کا قصد ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مکہ معظمہ کا۔ آپ نے فرمایا کہ وہاں کیوں جا رہے ہو؟ اس نے عرض کی کہ خدا کی طلب میں جا رہا ہوں۔ فرمایا کہ خراسان میں خدا نہیں ہے؟

قیمتی سانس

فرمایا کہ جس سانس میں بندہ خدا سے خوش ہو جائے، وہ سانس برسوں کے صوم وصلوٰۃ سے افضل ہے۔

دام وحجاب

فرمایا کہ مخلوق کی ہر چیز مومن کے لیے ایک حجاب ہے اور نہ جانے مومن اس دام وحجاب میں کب پھنس جائے۔

مقام مومن

فرمایا کہ جو بندہ دنیا میں ایک شب و روز اس حال میں گزار دے کہ اس کی ذات سے کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچے تو وہ شخص ایسا ہے کہ گویا ایک شب و روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور جو شخص مومن کو کسی دن اذیت پہنچاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی اس روز کی عبادت قبول نہیں کرتا۔

انبیاء و اولیاء اور خدا سے شرم کرنا

فرمایا کہ جو بندہ دنیا میں انبیاء، اولیاء اور خدا سے شرم کرتا ہے، عقبیٰ میں اللہ تعالیٰ اس سے شرم کرتا ہے۔

قرب الٰہی

فرمایا کہ اس قسم کے لوگوں کو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے: اوّل مجرد اور صاحب علم کو، دوّم اہل سجادہ اور سوم اہل کسب و ہنر کو۔

حقیقی صوفی

فرمایا کہ آدمی نان جویں کھانے اور ٹاٹ کا لباس پہن لینے سے ہی صوفی نہیں بن جاتا، کیونکہ صوفی بننے کا دارومدار اگر اس پر موقوف ہوتا تو تمام اُون والے اور جو کھانے والے جانور صوفی بن جایا کرتے، بلکہ صوفی وہ ہے جس کے قلب میں صداقت اور عمل میں اخلاص ہو۔

اللہ کافی

فرمایا کہ مرید کرنے کی خواہش نہیں، کیونکہ میں مرشد ہونے کا دعویدار نہیں، بلکہ میں تو ہر وقت اللہ کافی کہا کرتا ہوں۔

داغ حسرت

فرمایا کہ اگر تم نے عمر میں ایک مرتبہ بھی خدا تعالیٰ کو آزردہ کیا ہو تو زندگی بھر اس سے معذرت چاہتے رہو، کیونکہ اگر وہ اپنی طرف سے معاف بھی کردے جب بھی تمہارے قلب سے یہ داغ حسرت محو نہ ہونا چاہیے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو آزردہ کیا ہے۔

لائق صحبت

فرمایا کہ قابل صحبت وہی شخصیت ہے جو آنکھ سے اندھی، کان سے بہری اور منہ سے گونگی ہو، یعنی ایسے شخص کی صحبت اختیار کرنی چاہیے جو اپنی آنکھ سے خدا کے سوا کسی کو نہ دیکھتا ہو اور جو اپنے کانوں سے حق کے سوا کوئی بات نہ سنتا ہو اور جو زبان سے حق کے سوا کچھ نہ کہتا ہو۔

قابل افسوس پرندہ

فرمایا کہ افسوس ہے اس پرندے پر جو اپنے آشیانے سے دانے کی جستجو میں نکل کر آشیانے کا راستہ بھول جائے اور ہر سمت بھٹکتا پھرے۔

حقیقی غریب

فرمایا کہ حقیقت میں غریب وہی ہے جس کا زمانے میں کوئی ہم نوا نہ ہو، لیکن میں خود کو غریب اس لیے نہیں کہہ سکتا کہ نہ تو میں دنیا اور اہل دنیا کے موافق ہوں اور نہ دنیا میرے موافق ہے۔

دنیا اور اس کی دولت کی ناقدری

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور اس کی دولت سے خوش نہیں ہوا کرتے۔

مراتب بندگان

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تین مراتب عطا فرماتا ہے: اوّل یہ کہ بندہ دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو کر اللہ اللہ کہتا رہے، دوّم بندہ عالم وجد میں اللہ کو پکارتا پھرے، سوّم بندہ اللہ کی زبان بن کر اللہ اللہ کہے۔

راہ خدا میں چار چیزوں کا صرف کرنا

فرمایا بندہ چار چیزوں کے ساتھ خدا سے پیش آتا ہے: اوّل جسمانی طور پر، دوّم قلبی طور پر، سوّم زبان کے ذریعے، چہارم مال کے لحاظ سے، لیکن اگر بندہ صرف جسمانی طور سے خدا کی اطاعت اور زبان سے اس کا ذکر کرتا رہے تو اس کے لیے بے سود ہوگا۔ کیونکہ قلب کو اس کے سپرد کرنا اور مال کو اس کی راہ میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے اور جب ان چار چیزوں کو اس کی راہ میں صرف کرے تو یہ چار چیزیں خدا سے طلب کرے: محبت، ہیبت، خدا کے ساتھ زندگانی گزارنا اور اس کے راستہ میں یگانگت وموافقت۔

اعتصام باللہ

فرمایا کہ خدا نے ہر بندے کو کسی نہ کسی شغل میں مصروف کر کے اسے اپنے سے جدا کر دیا، لیکن شجاعت یہ ہے کہ تم تمام چیزوں کو چھوڑ کر خدا کو اس طرح پکڑ لو کہ وہ تمہیں اپنے سے جدا ہی نہ کر سکے۔

مردہ اور زندہ لوگ

فرمایا کہ زمین پر چلنے پھرنے والے لوگ مردہ ہیں اور زمین میں دفن ہونے والے بہت سے لوگ زندہ ہیں۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مبارک زندگی

فرمایا کہ علمائے کرام یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نو ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین تھیں اور بعض کے لیے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سال بھر کا کھانے کا سامان بھی جمع فرما لیتے تھے اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم صاحب اولاد بھی تھے، لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ۶۳ سال کی عمر میں ہونے کے باوجود بھی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم دونوں جہان سے دل برداشتہ رہے، یعنی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک ان چیزوں کی کوئی حقیقت نہیں تھی اور جو کچھ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ذخیرہ فرماتے تھے وہ بھی اللہ ہی کے حکم سے ہوتا تھا۔

حضوری کا راز

فرمایا کہ جس آدمی کا قلب شوق آتش الٰہی سے جل جاتا ہے، اس کو محبت اٹھا کر لے جاتی ہے اور اس سے ارض و سما کو لبریز کر دیتی ہے۔ لہٰذا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دیکھنے سننے اور چکھنے والے بن جاؤ تو وہاں حاضر رہو، لیکن وہاں حضوری کے لیے تجرد اور بلند حوصلگی کی ضرورت ہے۔

بحر کرم میں غوطہ زنی

فرمایا کہ عبادت و معصیت کو چھوڑ کر بحر کرم اور دریائے بے نیاز میں اس طرح غوطہ لگاؤ کہ خود کو نیست کر کے اس کی ہستی میں ابھرو۔

بحر غائب میں ایمان کی حقیقت

فرمایا کہ دریائے غیب میں مخلوق کا ایمان گھاس بھوس کی طرح کوئی اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ ہوا اس کو ساحل پر پھینک دیتی ہے۔

قربِ الٰہی

فرمایا کہ علماء علم کو، عابدین عبادت کو اور زاہدین زہد کو معرفت الٰہی کا ذریعہ تصور کر کے اس کے سامنے پیش کرتے ہیں، لیکن وہ اس لیے بے سود ہوتے ہیں کہ قرب الٰہی کا ذریعہ صرف پاکیزگی ہے اور وہ پاک بے نیاز اللہ تعالیٰ پاکی ہی کو پسند فرماتا ہے۔

نفس، قلب اور روح پر قدرت

فرمایا کہ جس کی زندگی خدا کے ساتھ وابستہ نہیں ہوتی وہ اپنے نفس اور قلب و روح پر قدرت نہیں رکھ سکتا۔

مشاہدہ فانی و باقی

فرمایا کہ اگر فانی اور باقی کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہو تو پھر جان لو کہ جس طرح بندہ فانی خدا کو پہچان لیتا ہے، اسی طرح قیامت میں اس کے نور سے اس کا مشاہدہ کرے گا اور نور بقا کے ذریعہ نور خدا کو دیکھ لے گا۔

اولیائے کرام خدا کے محرم کو دیکھتے ہیں

فرمایا کہ اولیائے کرام صرف خدا کے محرم کو دیکھتے ہیں، جس طرح تمہاری اہلیہ کو کوئی غیر محرم نہیں دیکھ سکتا۔

خدمت مرشد کا اجر

فرمایا کہ مرید اپنے مرشد کی جس قدر خدمت کرتا ہے، اسی قدر اس کے مراتب بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

اولیاء کی فضیلت

فرمایا کہ لوگ تو دریا میں مچھلی پکڑتے ہیں لیکن اللہ والے خشکی پر مچھلی پکڑتے ہیں اور لوگ تو خشکی پر سوتے ہیں لیکن اہل اللہ دریا میں آرام کرتے ہیں۔

آخرت کی کامیابی

فرمایا دنیا میں ایک ہزار تمناؤں کو قربان کردینے کے بعد آخرت میں صرف ایک تمنا پوری ہوتی ہے۔ ایک ہزار تلخ گھونٹ زہر پی لینے کے بعد شربت کا ایک گھونٹ نصیب ہوتا ہے۔

جھوٹی سرداری

فرمایا کہ ہزاروں سردار قبروں میں جا سوئے، لیکن دین کی سرداری کے قابل ایک بھی نہ بن سکا۔

فنا و بقا کا راز

فرمایا کہ فنا و بقا اور مشاہدہ و پاکیزگی موت میں پنہاں ہیں، کیونکہ مشاہدہ الٰہی کے بعد سوائے اس کے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

مخلوق سے وابستگی

فرمایا کہ مخلوق سے وابستگی میں بشریت سے گزر کر تمام غم و آلام فنا ہو جاتے ہیں۔

پابند صوم وصلوٰۃ

فرمایا کہ پابند صوم صلوٰۃ مخلوق سے قریب ہوتا ہے۔

معرفت وحقیقت

فرمایا کہ معرفت سے حقیقت تک ایک ہزار منازل ہیں اور حقیقت سے عین حقیقت تک ایک ہزار ایسے مقامات ہیں کہ ہر مقام سے گزرنے کے لیے عمر نوح (علیہ السلام) اور صفائے قلب محمدی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی ضرورت ہے۔

قلب کی اقسام

فرمایا کہ قلب بھی تین طرح کے ہوتے ہیں: اوّل قلب فانی جو فقر کا مسکن ہے، دوّم قلب طالب نعمت جو امارت کی آماجگاہ ہے اور سوّم قلب باقی جو اللہ تعالیٰ کی قیام گاہ ہے۔

عبادت کی حقیقت

فرمایا کہ عبادت گزار تو بہت سے ہیں لیکن عبادت کو دنیا سے ساتھ لے جانے والے بہت قلیل ہیں اور ان سے بھی قلیل وہ ہیں جو عبادت کر کے خدا کے حوالے کر دیتے ہیں لیکن شجاعت یہ ہے کہ آدمی موت کے وقت دنیاوی عبادت کو اپنے ہمراہ لے جائے۔

بحرِ عشق

فرمایا کہ بحر عشق میں مخلوق کا گزر نہیں اور ایسی درآمد و برآمد بھی ہے جس میں بندے کے علم و کمال کا گزر نہیں۔

جنیدؒ و شبلیؒ کا سفر آخرت

مشہور ہے کہ جب لوگوں نے آپ سے یہ عرض کیا کہ حضرت جنیدؒ دنیا میں باہوش آئے اور ہوش ہی کے ساتھ چلے گئے اور حضرت شبلیؒ مدہوش آئے اور مدہوش لوٹ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ان دونوں سے پوچھا جائے کہ تم دنیا میں کس طرح آئے اور کس طرح واپس

ہوئے؟ تو یہ بھی کچھ نہ بتا سکیں گے کیونکہ ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کس طرح آیا اور کس طرح واپس ہو گیا۔

حقیقی بیداری کا راز

لوگوں نے سوال کیا کہ ہمیں کیا چیزیں اختیار کرنی ہوں گی جن کی بنا پر ہم میں بیداری پیدا ہو؟ فرمایا کہ عمر کو ایک سانس سے زیادہ تصور نہ کرو۔

علامت فقر

لوگوں نے پوچھا کہ فقر کی کیا علامت ہے؟ فرمایا کہ قلب پر ایسا رنگ چڑھ جائے جس پر دوسرا کوئی رنگ نہ چڑھ سکے۔

غیر اللہ کا خیال

فرمایا کہ میں خدا کے سوا کسی کو اپنے قلب میں جگہ نہیں دیتا اور اگر کوئی خیال بھی آ جاتا ہے تو اسے فوراً نکال پھینکتا ہوں۔

ناعاقبت اندیش

فرمایا کہ وہ لوگ ناعاقبت اندیش ہیں جو خدا کو دلیل کے ذریعہ شناخت کرنا چاہتے ہیں، جب کہ اس کو صرف اسی کے کرم سے بے دلیل پہنچانے کی ضرورت ہے، کیونکہ اس کی معرفت کے لیے تمام دلائل بے سود ہیں۔

عشاق خدا

فرمایا کہ عشاق، خدا کو پالینے کے بعد خود گم ہو جاتے ہیں۔

دائمی مسرت کا راز

فرمایا کہ دنیا میں غم و آلام برداشت کرتے رہو، ممکن ہے کہ اس کے صلہ میں آخرت کی کامیابی حاصل ہو جائے اور دنیا میں گریہ وزاری کرتے رہو کہ آخرت میں مسکرا سکو اور وہاں تمہیں مخاطب کر کے فرمایا جائے کہ چونکہ تم دنیا میں روتے رہے، اس لیے آج تمہیں دائمی مسرت عطا کی جاتی ہے۔

کرامات پر تکبر نہ کرے

فرمایا کہ محبت کی انتہا یہ ہے کہ اگر کائنات کے تمام سمندروں کا پانی بھی محبت کرنے والے کے حق میں انڈیل دیا جائے جب بھی اس کی تشنگی رفع نہ ہو سکے اور مزید کی خواہش باقی رہے اور خدا سے منقطع ہو کر اپنی کرامات پر تکبر نہ کرے۔

درجات کی قربانی

فرمایا کہ شجاعت تو یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو ایک کرامت اور اس کے مومن بھائی کو ایک ہزار کرامتیں عطا فرمادے جب بھی وہ اپنی ایک کرامت کو جذبہ ایثار کے تحت اپنے بھائی کی نذر کر دے۔

محبت مخلوق

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ کو موت سے ڈر نہیں لگتا؟ فرمایا کہ مردے موت سے ڈرا نہیں کرتے کیونکہ اللہ کی ہر وہ وعید جو بندوں کے لیے فرمائی گئی ہے، میرے غم کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور ہر وہ وعدہ جو مخلوق سے آسائش و آرام کا کیا گیا ہے، میری امید کے مقابلے میں بے حقیقت ہے اور اگر تم سے یہ سوال کیا جائے کہ ابوالحسن سے جو فیض تمہیں حاصل ہوا ہے اس کے صلہ میں کیا چاہتے ہو؟ تو تم کیا صلہ طلب کرو گے؟ اس پر

ہر فرد نے اپنی خواہشات کے مطابق جواب دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ سے یہ سوال کیا جائے کہ تم محبت مخلوق کے صلہ میں کیا معاوضہ چاہتے ہو؟ تو جواب دوں گا کہ میں ان سب کو چاہتا ہوں۔

حقیقت دوستی خدا

مشہور ہے کہ آپ نے کسی دانشور سے یہ سوال کیا کہ تم خدا کو دوست رکھتے ہو یا اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں خدا کو دوست رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو تم اس کی نافرمانی کیوں کرتے ہو؟ اس لیے کہ دوست کی محبت میں مستغرق رہنا بہت ضروری ہے۔

سب سے بہتر شے

ایک مرتبہ آپ نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ سب سے اچھی چیز کون سی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے علم نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم جیسے بے علم کو بہت زیادہ خوفزدہ رہنا چاہیے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے بہتر وہ شے ہے جس میں کوئی برائی نہ ہو۔

معیت الٰہی کا حصول

فرمایا کہ میں نے پچاس سال اس طرح گزارے ہیں اور خدا کے ساتھ اس اخلاق و اخلاص سے رہا ہوں، جس میں مخلوق کا کوئی خیال و دھیان نہ تھا اور نماز عشاء سے لے کر صبح تک حالت قیام میں رہا ہوں اور صبح سے شام تک عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ اس عرصہ میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھا۔ جب کہیں اس کے صلہ میں یہ مراتب حاصل ہوئے کہ ظاہری طور پر میں دنیا میں سوتے ہوئے فردوس و جہنم کی سیر کرتا ہوں اور دونوں عالم میرے لیے ایک ہو چکے ہیں۔ اس لیے کہ ہمہ اوقات میں خدا کی معیت میں رہتا ہوں۔

محبت الٰہی کے زینے

فرمایا پہلا راستہ نیاز کا ہے، اس کے بعد خلوت، اس کے بعد دیدار اور اس کے بعد بیداری ہے۔

بیداری حضور

فرمایا کہ میں ظہر سے عصر تک پچاس رکعتیں پڑھا کرتا تھا لیکن بیداری کے بعد ان سب کی قضا کرنی پڑی۔

عظمت مہمان نوازی

فرمایا کہ میں ۴۰ سال سے خورد و نوش کا کوئی انتظام نہیں کرتا، صرف مہمان کے کھانے کا بندوبست کر لیتا ہوں اور اس کے طفیل میں خود بھی کھا لیتا ہوں۔

حق مہمان نوازی

فرمایا کہ امکانی حد تک مہمان نوازی کرتے رہو کیونکہ اگر مہمان کو دونوں جہان کی نعمتوں کا لقمہ بنا کر بھی کھلا دو گے، جب بھی حق مہمان نوازی ادا نہیں ہو سکتا۔

مرد حق کی زیارت کا اجر

فرمایا کسی مرد حق کی زیارت کے لیے مشرق سے مغرب تک سفر کرنے کا اجر اس کی زیارت سے کم ہے۔

مخالف نفس

فرمایا کہ چالیس سال سے میرا نفس ایک گھونٹ سرد پانی کا خواہشمند ہے لیکن میں نے

اسے محروم کر رکھا ہے، نیز فرمایا کہ میں نے ستر سال خدا کی معیت میں اس طرح گزارے کہ اس دوران ایک لمحہ کے لیے بھی اتباع نفس نہیں کی۔

مسلمان کے لیے ہر جگہ مسجد ہے

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کے لیے ہر جگہ مسجد ہے اور ہر یوم، یوم جمعہ اور ہر مہینہ ماہ صیام ہے، لہٰذا بندہ جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ کی معیت اختیار کرے۔

سائل کے سوال کی عظمت

فرمایا کہ دنیا سے چار سو دینار کا مقروض ہو کر جانا پسند کرتا ہوں لیکن کسی سائل کے سوال کو رد کرنا پسند نہیں کرتا۔

ہر حال میں اعانت الٰہی کی طلب

فرمایا کہ لوگ تو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! عالم نزع اور قبر میں ہماری مدد فرمانا، لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اے اللہ! ہر لمحہ اور ہر گھڑی ہماری مدد فرما اور میری فریاد قبول فرما۔

ابدی محبت الٰہی

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں خدا تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! میں نے تیری محبت میں ساٹھ سال گزار دیے اور آج تک تیری امید سے وابستہ ہوں۔ اس پر جواب ملا کہ تو صرف ساٹھ سال سے ہماری محبت میں گرفتار ہے اور ہم نے ابد سے تجھے اپنا بنا رکھا ہے۔

حقیقت اصلی

فرمایا کہ ایک بار میں نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کیا کہ مجھے میرا اصل روپ دکھا

دے۔ میں نے دیکھا کہ میں ٹاٹ کے لباس میں ملبوس ہوں اور جب میں نے غور سے دیکھا اور دیکھنے کے بعد پوچھا کہ میرا اصلی روپ یہی ہے؟ تو فرمایا گیا ہاں تیری اصلی ہیئت یہی ہے۔ پھر جب میں نے عرض کیا میری ارادت ومحبت اور خشوع وخضوع کہاں چلے گئے؟ تو فرمایا گیا کہ وہ سب کچھ ہمارا تھا تیری اصلی حقیقت تو یہی ہے۔

سب سے بہتر چیز

ایک روز آپ نے اپنے مریدوں سے پوچھا کہ کون سی چیز بہتر ہے؟ انہوں نے کہا کہ اے شیخ آپ ہم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ دل بہتر ہے جس میں خدا کی یاد ہو۔''

صوفی کون ہے؟

لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ صوفی کون ہے؟ آپ نے فرمایا صوفی وہ نہیں جس کے پاس گدڑی اور جانماز ہو اور جو صوفیوں جیسی عادات اور رسوم رکھتا ہو، بلکہ وہ صوفی ہے جسے مقام فنا نصیب ہو۔ وہ صوفی اس دن بنتا ہے جب اسے سورج کی حاجت نہ رہے اور اس رات بنتا ہے جب اسے چاند اور تاروں کی محتاجی نہ ہو اور وہ ایسا فنا ہوتا ہے کہ اسے ہستی کی ضرورت نہیں رہتی۔

صدق

آپ سے پوچھا گیا کہ صدق کیا شے ہے؟ فرمایا صدق یہ ہے کہ دل سے بات کرے (یعنی جو عمل کرے وہ اخلاص سے کرے)۔

اخلاص وریا

آپ سے پوچھا گیا کہ اخلاص کس شے کو کہتے ہیں؟ فرمایا جو تم خدا کی رضا کے لیے کرتے ہو وہ اخلاص ہے اور جو لوگوں کی خوشنودی کے لیے کرتے ہو وہ ریا ہے۔

خدا سے غافل لائق صحبت نہیں

فرمایا اس شخص کے ساتھ ہر گز صحبت نہ رکھو۔ جس کے سامنے تم خدا کا ذکر کرو اور وہ کچھ اور کہنے لگے۔

غم واندوہ طلب کرو

فرمایا کہ غم واندوہ کو یوں طلب کرو کہ تمہاری آنکھوں سے آنسوامڈ آئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ رونے والوں کو دوست بناتا ہے۔

تلاوت قرآن سے صرف خدا طلب کرو

فرمایا کہ جو شخص راگ گائے اور اس کے ذریعے خدا کو طلب کرے، وہ اس آدمی سے بہتر ہے جو قرآن پڑھے اور اس کے ذریعے خدا کے علاوہ کچھ اور طلب کرے۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وارث حقیقی

فرمایا کہ رحمت عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حقیقی وارث وہ آدمی ہے جو آپ کے قول وفعل کی اتباع کرے، نہ کہ وہ شخص جو صرف کاغذ (نامہ اعمال) کو سیاہ کرے۔

اچھا دل، کام، نعمت اور ساتھی

فرمایا کہ دلوں میں سب سے روشن دل وہ ہے جس میں مخلوق نہ ہو اور کاموں میں سب سے اچھا کام وہ ہے جس میں مخلوق کا ڈر نہ ہو اور نعمتوں میں سے سب سے حلال نعمت وہ ہے جو تیری کوشش اور محنت سے حاصل ہو اور ساتھیوں میں سب سے اچھا ساتھی وہ ہے جس کی زندگی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق بسر ہو۔

تین چیزوں کی انتہا نہیں

فرمایا کہ مجھے ان تین چیزوں کی انتہا معلوم نہیں ہو سکی: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات، نفس کے مکر اور معرفت (الٰہی) کی۔

غم، فقر اور نیستی کا صلہ

فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندائے غیبی سنی کہ اے میرے بندے اگر تو غم کے ساتھ میرے سامنے آئے گا تو میں تجھے خوش کردوں گا۔ اگر حاجت اور فقر کے ساتھ پیش ہوگا تو تجھے تو انگر اور مالدار بنادوں گا، جب تو اپنی ذات سے آزاد ہوجائے گا تو پانی اور ہوا کو تیرا مطیع اور فرمانبردار بنادوں گا۔

دو چیزوں کو دو چیزوں میں پانا

فرمایا کہ میں نے دو چیزوں کو دو چیزوں کے اندر پایا۔ عاقبت کو تنہائی میں اور سلامتی کو خاموشی میں۔

ماسوی اللہ کے لیے کوئی محبت وجگہ نہیں رہی

فرمایا کہ آج چالیس سال ہوگئے ہیں کہ میں ایک ہی حالت میں ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے دل کو دیکھتا ہے اور اپنے سوا کسی کو اس میں نہیں پاتا۔ میرے پاس ماسوی اللہ کے لیے کوئی چیز باقی نہیں رہی اور میرے سینہ کے اندر غیر اللہ کے لیے کوئی جگہ نہیں۔

حقیقی بندگی کا راز

فرمایا کہ کاش جنت ودوزخ کا وجود نہ ہوتا، تاکہ معلوم ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والے کتنے لوگ ہیں اور جنت کے طالب اور دوزخ سے پناہ مانگنے والے کتنے لوگ ہیں؟

باب سوّم:

مناقب ومراتب

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت میں فرماتے ہیں:

بحرِعرفان

دلم زہجر خراسان از آن ہراسان است — کہ بحر فقر ومحیط فنا خراسان است

نخست گوہر از آن بحر شاہ بسطامی — کہ قطب زندہ دلان وخدا شناسان است

بکش لباس رعونت کہ شیخ خرقانی — ستادہ خرقہ بکف بہر بے لباسان است

بگو سپاس مہین عارفی کہ درمہنہ است — کہ عشق در پی آزاد ناسپاسان است

بگوش جان بشنو نکتہ ہائے پیر ہرات — کہ مشکلات طریق از بیانش آسان است

چو کاس خویش شکستی بیا کہ ساقی جام — نہادہ بادہ بدست شکستہ کاسان است

گدائی در شان پیشہ کردہ ای ''جامی''

بجز تو کیست گدائی کہ پادشاسان است[1]

ترجمہ

''میرا دل خراسان کی جدائی میں یوں خوفزدہ ہے، جیسے خراسان. بحرفقر اور محیط فنا ہے۔

اس بحر کے اولین گوہر شاہ بسطام (بایزیدؒ) ہیں جو اہل دل اور عارفوں کے قطب ہیں۔

رعونت کا لباس اُتار دے کہ شیخ خرقانیؒ (ایسے) بے لباسوں کے لیے خرقہ ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔

اس عظیم عارف کے احسان کا شکر کر جو مہنہ میں ہے کہ عشق

ناشکر گزاروں کو عذاب میں پھنسا دیتا ہے۔

جان کے کان (یعنی غور) سے پیر ہرات کے نکات سن کہ راستے کی مشکلات ان کے بیان سے آسان ہو جاتی ہیں۔

جب تو اپنا پیالہ توڑ بیٹھا ہے تو جا کہ (یہ) ساقی ٹوٹے ہوئے پیالے والوں کے ہاتھ میں بادہ تھماتا ہے۔

جامی تو نے ان کے در کی گدائی کو اپنا پیشہ بنالیا ہے، تیرے سوا بادشاہوں کے مرتبہ کا گدا کون ہوگا؟

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ خرقان میں پہنچتے تو منہ مبارک اوپر اٹھا کر اس طرح سانس کھینچتے جیسے کوئی خوشبو سونگھ رہے ہیں۔ مریدوں کے پوچھنے پر فرماتے کہ مجھے اس زمین سے ایک مرد حق کی خوشبو آتی ہے، جس کی کنیت ابوالحسن اور نام علی ہے اور وہ کاشتکاری کرے گا اور مجھ سے مرتبہ میں تین گنا ہوگا۔

شاعر نے یہ بات نظم میں یوں پیش کی ہے:

بوئے یار

شنیدم بایزیدؒ آن پیر کامل — امیر کشور پہناور دل
مریدان را چنین فرمود آن شاہ — زخرقان بوئے حق آمد سحر گاہ
مرا خوشبو مشام جان و دل شد — کہ پر فیض از شمیمش آب وگل شد
پس از ہفتاد سال از دور گردون — برون شد از صدق آن در مکنون
برآمد بو الحسن از خاک خرقان — برآن در جبہ سا شد ہفت ایوان
مشام جان ترا گر باز باشد — دماغت آگہ از این راز باشد
بیاد آور حدیث مصطفیٰ ؐ را — کہ بشنید از قرن بوئے خدارا
تو چون طفلی ندانی سیر مردان — نباشی باخبر از عالم .ن

اگر جویائے مردان خدائی
نئی بیگانہ باحق آشنائی[۲]

خوشبوئے دوست

ترجمہ: ''میں نے سنا کہ بایزیدؒ جو پیر کامل، امیر ولایت (عرفان) اور فراخ دل (تھے)۔

اس شاہ نے اپنے مریدوں کو یوں فرمایا کہ صبح مجھے خرقان سے خوشبو آئی ہے۔

(یہ) خوشبو ں جان و دل کی مشام بن گئی ہے، جس کی مہک سے پانی اور خاک پر ۃ ہو گیا ہے۔

ستر سال کے بعد دور گردوں سے وہ در مکنون صدق کے ساتھ باہر آئے گا۔

ابوالحسن خرقان کی خاک سے ظاہر ہوئے، اس در پر سات ایوانوں نے پیشانی ٹکائی ہے۔

اگر تو مشام جاں رکھتا ہے اور تیرا دماغ اس راز سے آشنا ہے۔

تو تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو یاد کر کہ آپؐ نے یمن سے رحمٰن کی خوشبو پائی تھی۔

کیونکہ تو ایک بچہ ہے اس لیے مردوں کی سیر سے نا آگاہ ہے، تجھے عالم جان کی خبر نہیں ہے۔

اگر تو مردانِ خدا کا متلاشی ہے تو پھر تو بیگانہ نہیں، بلکہ حق کا آشنا ہے۔

آستان پیر مغان

به شیخ شهر فقیری ز جوع برد پناه
بدین امید که از جودخواهدش خوان داد

هزار مسئله پرسیدش از مسائل وگفت
اگر جواب ندادی نبایدت نان داد

نداشت حال جدال آن فقیرو شیخ غیور
ببرد آبش و نانش نداد تاجان داد

عجب! که باہمه دانائی این نمید انست
که حق به بنده نه روزی به شرط ایمان داد

من و ملازمت آستان پیر مغان
که جام می به کف کافرو مسلمان داد[۳]

ترجمہ

مخدوم کا آستانہ

ایک فقیر شیخ کے پاس بھوک مٹانے کے لیے پہنچا، اس امید پر کہ اس کی سخاوت سے کھانا مل جائے گا۔

شیخ نے فقیر سے ہزار مسئلے پوچھے اور کہا، اگر جواب نہ دیا تو روٹی نہیں ملے گی۔

فقیر لڑائی کی ہمت نہیں رکھتا تھا اور شیخ غیور، نے بھی اس کا کھانا اور پانی بند کر دیا یہاں تک کہ (فقیر) مر گیا۔

تعجب ہے کہ اتنی دانائی کے باوجود (شیخ) نہ جانتا تھا، کہ خدا نے بندے کو روزی ایمان کی شرط پر نہیں دی۔

میں اور اس مخدوم کے آستانے کی حاضری، جو کافر اور مسلمان دونوں کے ہاتھ میں شراب کا پیالہ پکڑا دیتا تھا۔

نانخورش

شیخ خرقانی بہ نیشاپور شد　　رنج راہ آمد بر او رنجور شد
ہفتہ ای باژندہ ای در گوشہ ای　　گرسنہ افتادہ بد بے توشہ ای
چون برآمد ہفتہ ای گفت اے الاہ　　کردہ نانی دہ مرا کن سربراہ
ہاتفی گفتش بروب این لحظہ پاک　　جملہ میدان نیشابور خاک
چون بروبے خاک میدان سربسر　　نیم جو زریابی از آن نان بخر
گفت اگر جاروب وغربالم بدی　　وجہ نانی را چہ اشکالم بدی
چون ندارم ہیچ آبی در جگر　　بے جگر نانم مدہ، خونم مخور
ہاتفش گفتا کہ آسان بایدت　　خاکروبی کن اگر نان بایدت
پیر رفت و کرد زاریہا بسی　　تا ستد جاروب وغربال از کسی
خاک میرفت و بپایان میشتافت　　آخرین غربال آن زرپارہ یافت
شادمان شد نفس اوکان زربدیدت　　رفت سوئے نانوا و نان خرید
تا کہ مرد نانوا نانش بداد　　شدھی جاروب وغربالش زیاد
آتشی افتاد اندر جان پیر　　در تک افتاد و برآمد زونفیر
گفت چون من نیست سرگردان کنون　　زر ندارم تا دھم تاوان کنون
عاقبت میرفت چون دیوانہ ای　　خویش را افکند در ویرانہ ای
چون در آن ویرانہ شد خوار ودژم　　دید با جاروب خود غربال ہم
شادمان شد پیر و گفتا کاے الاہ　　این چرا کردی جہان بر من سیاہ
زہر کردی نان من بر جان من　　گر برد جان باز گیر این نان من
ہاتفش گفتا کہ اے ناخوش منش　　خوش نباشد ہیچ نان بے نانخورش
چون نہادی نان تنہا در کنار
در فزودم نانخورش، منت بدار[۴]

سالن

شیخ خرقانیؒ نیشاپور میں آئے، راستے کی تکلیف سے نڈھال ہو گئے۔
ہفتہ بھر ٹاٹ کے لباس میں گوشہ نشین رہے، بغیر کھانے کے بھوکے لیٹے رہے۔

جب ایک ہفتہ یونہی گزر گیا تو کہا کہ اے اللہ!، مجھے روٹی دے کر راستہ طے کرنے کی ہمت عطا فرما۔

ایک ہاتف نے انہیں کہا کہ اس پاک گھڑی میں، نیشاپور کے سارے میدان میں جھاڑو پھیرو۔

جب تم میدان کی پوری خاک چھان چکو گے، تو تمہیں نیم جو کے برابر زر کا ٹکڑا ملے گا، اس سے روٹی خرید لو۔

کہا اگر میرے پاس جھاڑو اور چھلنی ہوتی تو روٹی حاصل کرنے میں کیا مشکل تھی۔

جب میرے جگر میں ذرا بھر پانی نہیں رہا، تو مجھے بغیر جگر کے روٹی مت دے، اور میرا خون مت کر۔

ہاتف نے کہا کہ تمہارے لیے آسان یہی ہے کہ جھاڑو پھیرو، اگر تم روٹی چاہتے ہو۔

پیر گئے اور بہت زیادہ زاری سے کسی شخص سے جھاڑو اور چھلنی (مستعار) لائے۔

(جھاڑو دینے لگے) خاک اُڑتی تھی اور وہ اس کے پیچھے دوڑتے تھے۔
آخری چھلنی نے زر کا وہ ٹکڑا پا لیا۔ وہ نانبائی کے پاس گئے اور روٹی خریدی۔

جب نانبائی نے روٹی دے دی، تو جھاڑو اور چھلنی زائد ہو گئی۔

پیر کی جان میں آگ لگ گئی، کنویں کی تہہ میں گرے اور چیختے ہوئے
باہر نکلے۔
کہا اب میری طرح کوئی دیوانہ نہیں، اب میرے پاس زر نہیں کہ
(جھاڑو اور چھلنی کا) تاوان ادا کروں۔
آخر ایک دیوانے کی مانند چلتے جاتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے خود
کو ایک ویرانے میں پہنچایا۔
جب وہ ویرانے میں بے بس و غمگین ہو کر بیٹھ گئے تو اپنے پاس ہی جھاڑو
چھلنی کو پڑے ہوئے پایا۔
پیر خوش ہو گئے اور کہا کہ اے اللہ! تو نے اس طرح میرے لیے جہان
تاریک کیوں کیا؟
روٹی کو میری جان کے لیے زہر بنا دیا، اگر جان لے جاتی ہے تو یہ میری
روٹی واپس لے لے۔
ہاتف نے انہیں کہا کہ اے ناراض طبع، روٹی کوئی بھی سالن کے بغیر
اچھی نہیں ہوتی۔
جب تم نے اپنے پہلو میں صرف روٹی رکھی تو میں نے سالن کا اضافہ کر
دیا، اسے احسان مت سمجھ۔

انسان

بایزیدؒ از قدر انسان رمز گفت تابدانی آنچہ می باید شنفت
شیخ خرقان عارف کیہان نظر فخر ایران نوع بشر
باتو می گوید کہ انسان یار باش ز اختلاف کفر و دین بیزار باش[5]

ترجمہ

''بایزیدؒ نے انسانی عظمت کی رمز بتائی، تا کہ تجھے معلوم ہو کہ کون سی

خوشبو سونگھے۔

خرقان کے جہاندیدہ شیخ عارف، ایران کے فخر، بنی نوع انسان کے برگزیدہ۔

تجھے کہتے ہیں کہ تو انسان دوست بن جا اور تو کفر و اسلام کے اختلاف سے بیزار ہو جا۔

شیخ ابوالحسن خرقانیؒ اور ناصر خسرو قبادیانی (ناصر خسرو حکیم واستاد) کی گفتگو:

سر بپائے شیخ خرقانی نہاد

گفت اے روشن دل فرخندہ حال ... عمر باطل کردہ ام در قیل و قال

خواہم! کنون کزا فاضات اللہ ... راہ جویم در پناہ خضر راہ

شیخ فرمودا اے اسیر عقل خام ... خاص را آرام نبود با عوام

گفت ناصر خسروا اے صدر کرام ... عقل اوّل چون تواند بود خام

گفت اے غافل ز حق عقل ابد ... نیست عقل گمشدہ در نیک و بد

چند مغروری بد عقل خویشتن ... پرگشادہ در ہوائے ما و من

عقل اوّل مست عشق حق طراز ... کش نسنجد کس بمیزان مجاز

عقل رہ گم کردہ در آب و علف ... چند دارد عزو اکرام و شرف

عقل حیران در تلاش آب و آش ... از معادش نیست مقصد جز معاش

عقل دانشجوز علم بیش و کم ... کی بود کشاف اسرار قدم

من قدم چون در رہ مردان زدم ... پا بفراق عالم امکان زدم

ہر کہ را در سر ہوائے بود

بے نیاز از صحبت اغیار بود[6]

اے کاش

کاشکی مردمی بجائے کسان | تا کسان مرگ را ندیدندی
می کشیدم عقوبت ہمہ خلق | تا عقوبت نمی کشیدندی [۷]

ترجمہ: کاش کہ لوگوں کی جگہ مجھے موت آ جاتی، تا کہ لوگ موت کو نہ دیکھتے۔

ساری مخلوق کا غم میں اُٹھا لیتا، تا کہ لوگ غم نہ دیکھتے۔

گر خلد خاری، در انگشتی ز توران تا بہ شام
گوئیا از رنج آن، خاری در انگشت من است
یا دلی رنجد بہ زیر بار اندوہی گران
دل زمن، اندوہ زمن، وآن بار بر پشت من است [۸]

ترجمہ: اگر توران سے شام تک کسی کی انگلی میں کانٹا چبھے تو گویا اس کانٹے کا درد میری اُنگلی میں ہوتا ہے۔

یا کوئی دل بھاری غم کے بوجھ سے رنجیدہ ہو، وہ دل میرا، وہ غم میرا اور وہ بوجھ میری پیٹھ کا ہے۔

خرقانیؒ و محمود غزنوی

حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کی خانقاہ پر سلطان محمود غزنوی کے حاضر ہونے کا واقعہ معروف ایرانی ادیب و شاعر عبدالرحمٰن پارسا تویسرکانی نے یوں نظم کیا ہے:

باسپاہی فزون زحد و عدد | در دہ خارقان فرود آمد
بخت فرخندہ اش کشید عنان | پیش پیر گزیدہ خرقان
شاہ کشور کشا بسود جبین | پیش درویش خانقاہ نشین
پس بہ رسم نیاز محضر او | بدرہ ای زر نہاد در بر او

بو الحسن ہم دو قرص نان سپوس — گفتہ ماندی ز عہد دقیانوس
کہ از آن سد جوع میفرمود — ہشت اندر برابر محمود
شہ برای تناول از آن نان — پارہ ای برد درمیان دہان
ہر چہ دندان بخست و رنج ببرد — نتوانست لقمہ ای ز آن خورد
نان خشک از دہان برون افگند — شیخ از این عجز شاہ زد لبخند
گفت کای مرد زور مند گزین — کز تو در لرزہ او فتادہ زمین
پیش نمان جوی کہ مال من است — روزی روز و ماہ و سال من است
سپر انداختی و خستہ شدی — چون دل بیدلان شکستہ شدی
آن چنان گر برائے خوردن نان — سخت فرسودہ شد ترا دندان
من درویش نیز نتوانم
خوردن زر کہ نیست دندانم[۹]

ایک دوسرے شاعر نے یہی واقعہ منظوم کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

سلطان محمود غزنوی اور شیخ ابوالحسن خرقانیؒ

مگر محمود میآمد زراہی — در آمد پیش خرقانی بگاہی
ولیکن امتحان شیخ را شاہ — ایاز خاص خود را خواند ناگاہ
لباس خود در او پوشید آن روز — کہ من جاندارم او شاہ دل افروز
ولی چون کرد خرقانی نگاہی — بدر گفتا نہ ای جاندار شاہی
بیا وا پیش من اے شاہ درویش — کہ حق اکنون ترا کردست فاپیش
تو اے محمود اگرچہ پادشاہی — ولیکت دل ہمہ خواہد گدائی
ہمہ ملک جہان داری مسلم — ہمہ در دست این میبایدت ہم
چو تو در ملک عالم پادشاہی — چو درویشان چرا نان پارہ خواہی
نبینی آنکہ محمود ازل بود — کہ اورا نیز گوئی این عمل بود

چو دریا ہای بی پایان صفت داشت | جہان پر عارف و پر معرفت داشت
رہا کرد آن ہمہ از بہر آدم | برون آمد بدست خلق عالم
بپاکی آن صفت را شد خریدار | بدست آن صفت آمد پدیدار
چو من بیمار گشتم ہان چہ بودت | کہ خود بیمار پرس من نبودت
چو نان و آب جستم از دو تو | شدم بی این زبی آن از بر تو
کہ از تو مال و نفس تو خرم باز | کہ از تو وام میخواہم زہی راز
منت با این ہمہ مشتاقم و دوست | اگر مشتاق من باشی تو نیکوست
عزیزا من ندانم این چہ کا رست | چہ درد است این چہ عشق است این چہ نارست
ربوبیت غنائے جاودان است | عبودیت طریق بندگان است
بہ استغنا ربوبیت بباید | و لیکن در عبودیت بباید
خداوندا قوی کاری است اما | کسی را نیست معلوم این معما
بنی آدم حقیقت چون ایاس است | کہ اورا خاص محمود وش لباس است
در اوّل چون بدادت صورت خویش | صفات خویش. آرد آخرت پیش
گہی نام تو نام خویشتن کرد | گہ اسم خویشتن اسم ما و من کرد
ولی چون نیست دستوری چہ گویم | خدا نزدیک و تو دوری چہ گویم
بحق تا با خودی رہ کی توان برد | ولی از بے خودی این پی تو ان برد

اگر تو مشک او خواہی در این راہ
مباش از آہوئی کم در سحرگاہ[۱۰]

خرقان کا برگزیدہ خرقہ پوش

خرقہ پوش گزیدہ خرقان | بر۔ در خانقہ نبشت عیان
ہر کہ افتد بکوئے ماگذرش | گر بود حاجتی بما حضرش
بدھیداے معاشران نانش | کس نپرسد ز کفر و ایمانش

آنکہ نزد خدا بجان ارزد　　بردر بو الحسن بہ نان ارزد[۱۱]

ترجمہ: خرقان کے برگزیدہ خرقہ پوش نے اپنی خانقاہ کے دروازے پر واضح لکھا تھا۔

جس شخص کا ہمارے کوچہ سے گزر ہو، اگر اس کی کھانے سے متعلق کوئی حاجت ہو۔

تو اے ساتھیو! اسے روٹی دو اور کوئی آدمی اس کے کفر و ایمان کے بارے میں نہ پوچھے۔

جو خدا کے ہاں جان کی قدر رکھتا ہے، وہ ابوالحسن کے ہاں (گھر) کھانے کے لائق ہے۔

شیخ ابن سینا خوارزم سے چل کر خرقان ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آئے۔ کتاب ''مزامیر حق'' میں یہ واقعہ یوں منقول ہے:

اجر صبر

بو الحسن چون شہرۂ آفاق گشت　　بو علی بر دیدنش مشتاق گشت

عزم خرقان کرد پس آن اوستاد　　از سر اخلاص و صدق و اعتقاد

بروشاق شیخ باز آمد ز راہ　　دید بیرون رفتہ شیخ از خانقاہ

پس ز اہل شیخ پرسید آن ہمام　　کہ کجایست آن گرامی رز مقام

زن بگفتش با چنین گمراہ زشت　　ہر کہ بنشیند نمی بیند بہشت

ہم چو او کذاب و پر تزویر نیست　　خام طماعی است شیخ و پیر نیست

رو بکار خویشتن اے سادہ دل　　کز چنین ہم دم نزاید جز کسل

ذرہ ئی در بند نام و ننگ نیست　　کار او جز حیلہ و نیرنگ نیست

بوعلی زین حال در حیرت بماند　　وز مقام شیخ در شبہت بماند

گفت مردی را کہ زن اینسان بود　　کی بلیسش گوش بر فرمان بود

از مراد خویشتن دلسرد گشت
حرف زن غول رہ آن مرد گشت

گفت با خود زین رہ دور و دراز
نیست شرط عقل بر گردیم باز

روکنم اینک پی دیدار شیخ
تا بدانم در حقیقت کار شیخ

رفت بیرون بو علی از خانقاہ
بر نشان شیخ و می پیمود راہ

ہر طرف میگشت او ہمچون فلک
بر دلش گہ دیو غالب گہ ملک

ساعتی بگذشت تا آنسوئے دشت
از غبار رہگذاری تیرہ گشت

بو علی می دید ہر دم گرد را
گرد را می دیدئی آن مردرا

شد برون از گرد چون رخسار شیخ
دید شیری می کشاند بار شیخ

در عجب افتاد از احوال او
زان زن و شیری کہ بد دنبال او

شیخ بینا بود برحال دلش
عقدہ آسان بر گشود از مشکلش

گفت از صبر است در آزار زن
کہ برد شیری بہ تمکین بار من

شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے بایزید بسطامیؒ کے مزار پر مقیم رہ کر ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔ ایک روز بایزیدؒ نے روحانی طریقے سے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کو پڑھنا شروع کرو۔ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے سورہ فاتحہ کی تلاوت شروع کی اور بایزیدؒ کے مزار سے خرقان پہنچنے تک سارا قرآن مجید ان کی روحانیت سے پڑھنا سیکھ لیا۔ شاعر نے اس واقعہ کو یوں نظم کیا ہے:

بایزید بسطامیؒ مرشد روحانی شیخ ابوالحسن خرقانیؒ

پیر خرقانی خداوند کلام
در طریقت شہرہ بین خاص و عام

پیر وقت و قدوہ اوتاد بود
در دبیرستان حق استاد بود

قبلہ اہل ولا بود آن عظیم
جان او سر صراط المستقیم

روز و شب در خلوت دل داشت جای
یک نفس بیرون نمیشد زان سرای

گفت او را ابوالعمر کاے نیک بخت
بہ کہ ہر دو بر جہیم از این درخت

زیر شاخ و برگ آن نخل بلند — خفتہ بودندی ہزاران گو سفند
گفت آن بہ دست حق گیریم ما — تا بہ الطافش جہیم از ما سوی
مرکسی پرسید از آن لب لباب — تاچہ پیش آمد کہ گشتی کامیاب
این سخن تا شیخ خرقانی شنید — داد پاسخ کز مزار بایزید
روز ہا بودم بر آن تربت مقیم — بے خود از خود با خداوند کریم
بایزیدم تا مگر گفت این سخن — فاتحہ برخوان کنون اے بوالحسن
فاتحہ خواندم مرا شد فتح باب — ختم کردم در رہ خرقان کتاب
من ہمہ قرآن از او آموختم — این چراغ از نور اوافروختم

این خداوندان کہ باب رحمتند
در ہمہ دوران چراغ امتند[۱۲]

پیر عرفان کی نصیحت

خواہی کہ رسی بکام بردار دو گام — یک گام زدنیا و دگر گام زکام
نیکو مثلی شنو ز پیر بسطام — از دانہ طمع ببر کہ رستی از دام[۱۳]

ترجمہ: ”اگر تو بامراد ہونا چاہتا ہے تو دو قدم اُٹھا، ایک قدم دنیا سے اور دوسرا قدم مطلب سے۔

پیر بسطام سے عمدہ مثال سن، تو دانے کا لالچ نہ کر، تا کہ جال میں نہ پھنسے۔“

اہلی شیرازی (دسویں صدی ہجری کا شاعر) کہتا ہے:

در سلسلہ معنی از آن گلشن توحید
بوئیست کہ در خرقہ پیر خرقان است

ترجمہ: توحید کے شجر گلاب کے سلسلہ معنی میں، جو خوشبو ہے وہ پیر خرقان کے خرقہ کی بدولت ہے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ علیہ چالیس درویشوں کے ہمراہ دروازہ بند کر کے خلوت نشیں ہو گئے۔ سات دن رات کے بعد دروازے پر ایک شخص نے آواز دی کہ اے جماعت صوفیا تمہارے لیے نذر کا کھانا لایا ہوں۔ لے لو۔ شیخ خرقانیؒ نے یہ آواز سن کر فرمایا: ''اے درویشو! تم میں سے جو صوفی ہو وہ کھانا لے لے کہ میں تو صوفی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔'' اس پر چالیس آدمیوں میں سے کوئی بھی وہ کھانا لینے کے لیے باہر نہ نکلا۔ شاعر نے اس واقعہ کو یوں نظم کیا ہے:

صوفی حق

شیخ خرقانیؒ عزیز روزگار ——— حجت الفقر زمان، فخر کبار
شاہراہ عشق را پیر دلیل ——— شرق جانش ممطر از جبرئیلؑ
اینچنین زان سالک ثابت قدم ——— ثبت فرمودند ارباب قلم
بو الحسن در خانقہ بنشستہ بود ——— باچہل درویش و در بربستہ بود
ہفت روز و شب برآمد کان تمام ——— نہ بروز افطار کردندی نہ شام
ہم چنان بودند گرم کار خویش ——— بی خبر از روزہ و افطار خویش
بانگی آمد از برون خانقاہ ——— کہ بیائید اے فقیران الہ
نک فراہم کردہ ایم اے صوفیان ——— مر شمارا براداء نذر خوان
این ستانید اے کریمان از کرم ——— حالتان خوش کامتان خوش دمبدم
این صلاچون شیخ خرقانی شنفت ——— رو بدرویشان صائم کرد و گفت
درمیان جمع صوفی ہر کا ہست ——— میتواند خوان ستاند شان ز دست
من ندارم زہرہ این دم زدن ——— کز تصوف لاف نتوانم زدن
زان چہل درویش یکتن برنخاست ——— کہ خلاف فقر لاف وادعاست
حضرت پیر ولایت دستگاہ ——— بو الفضائل خاص درگاہ الہ
گفت ای شوریدگان کوئے وصل ——— وز طریق فقر مشتاقان اصل

این فقیری بحر پیچا پیچ نیست
بل برای آن کہ جز حق ہیچ نیست [۱۴]

حقیقت عرفان

بر سر در خانقاہ خرقان	شیخ خرقان بہ لطف عرفان
این نکتہ نوشتہ بود از مہر	مہر فلک است تالی آن
ہر کس کہ در این سرا در آید	گر گرسنہ بود یا کہ عطشان
مہمان، بخوان عارفان است	گر گبر بود و یا مسلمان
با مہر بخدمتش بکوشید	زیرا کہ ہم اوست پیک جانان

شایستہ نان بوالحسن ہست
آنکس کہ خدائے دادہ اش جان [۱۵]

ترجمہ: خانقاہ خرقان کے دروازے کی چوٹی پر، شیخ خرقان نے معرفت (الٰہی) کے طفیل۔

یہ نکتہ شفقت سے لکھ رکھا تھا، جو کہ مہر آسمان کا قائم مقام ہے۔

جو شخص بھی اس خانقاہ میں داخل ہو، اگر وہ بھوکا یا پیاسا ہو۔

عارفوں کے ساتھ اسے دستر خوان پر جگہ دیں، خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان۔

محبت سے اس کی خدمت کریں، کیونکہ وہ قاصد جان ہے۔

وہ شخص ابوالحسن کی روٹی کے لائق ہے، جس کو بھی خدا نے جان بخشی ہے۔

شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا: ”کاش میرا دل چیر کے مخلوق کو دکھایا جاتا اور ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ خدا کے ساتھ بت پرستی درست نہیں۔“ شاعر نے اس قول کو یوں نظم کیا ہے:

بندگی

دردم آخر کہ جان آمد بہ لب	شیخ خرقانی چنین گفت اے عجب
کاشکی بشکافتندی جان من	باز کردندی دل بریان من
پس بہ عالم مینمودندی دلم	شرح دادندی کہ در چہ مشکلم
تا بدانندی کہ بادانائے راز	بت پرستی راست ناید کز مباز
بندگی این باشد و دیگر ہوس	بندگی افکندہ گی میدان و بس
تو خدائی میکنی نی بندگی	کی ترا ممکن شود افکندہ گی
ہم بیفگن خویش را ہم بندہ باش	بندہ افکندہ باش وزندہ باش
چون شدی بندہ بخدمت باش نیز	در رہ حسرت بہمت باش نیز

شد حرم بر مرد بے حرمت حرام
گر بحرمت باشی این نعمت تمام [۱۶]

شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''فقیر وہی ہے جو دین و دنیا سے بے نیاز ہو جائے کیونکہ یہ دونوں چیزیں فقر سے کم درجہ کی ہیں اور قلب کا ان دونوں سے کسی قسم کا واسطہ نہیں۔'' لوگوں نے آپ سے پوچھا: ''فقر کی کیا علامت ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''قلب پر ایسا رنگ چڑھ جائے جس پر دوسرا رنگ نہ چڑھ سکے''۔ شاعر نے آپ کے قول کی تعبیر و حقیقت بیان کرنے کی سعی کی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

فقیر

چنین گفتست آن دریائے پر نور	کہ خاک او بخرقان است مستور
کہ در عالم فقیر آنست کامل	کہ اندر فقر خود باشد سیہ دل
بگویم باتو این معنی مکن جنگ	کہ تا نبود پس از رنگ سیہ رنگ
سواد وجہ فقر آید بدارین	نسنجد ذرہ ای در فقر کونین

چہ می گویم کہ یک تن چون پیمبر نیابد فقر کلی رنج کم بر
مرا کار تو می آید ببازی کہ با اسپان تازی لاشہ بازی
مزن دم چون نیی در خورد این راز تن اندر کار دہ با وقت میساز
بگرد پردہ اسرار کم گرد کہ نبود مرد این اسرار ہر مرد
نیابی در دریاے معانی وگر یابی ہم آنجا غرقہ مانی
کسی کو کنہ این اسرار جوید کلید گنج در بازار جوید
چوپی گم کردہ اند از راہ اسرا چگو نہ پی بری اے مرد ہشیار
بسی گفتیم کز اہل درونیم
ہنوز از ابلہی از در برونیم [۱۷]

خرقہ مردانگی

رفت نزد شیخ خرقانی کسی بر کنار بحر معنی چون خسی
گفت دارم حاجتی اے بو الحسن اینکہ مارا خرقہ در پوشی بتن
بو الحسن فرمودش اے ناپختہ مرد خرقہ و مسند نسازد مزد درد
جامہ مردان زن ار پوشد زن است مردی مردان نہ از پیراہن است
خرقہ مردانگی عقل است و رای
مرد اگر خواہی شدن زین در در آی [۱۸]

ترجمہ: ''شیخ خرقانیؒ کے پاس ایک شخص گیا، بحر معنی کے کنارے پر جیسے تنکا جاتا ہے۔

کہنے لگا: اے ابوالحسن! میری ایک حاجت ہے، اور وہ یہ ہے کہ مجھے خرقہ پہنا دیں۔

ابوالحسن نے کہا اے ناپختہ مرد خرقہ اور مسند طلب کرنے پر نہیں ملتا۔

مردوں کا لباس اگر عورت پہن لے پھر بھی عورت رہتی ہے، مردوں کی

مردانگی پیراہن سے نہیں ہوتی۔

مردانگی کا خرقہ عقل اور رائے ہے، اگر مرد بننا چاہتا ہے تو اس دروازے سے ہو کر آ۔"

شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ایک مرتبہ میں نے خواب میں خدا تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! میں نے تیری محبت میں ساٹھ سال گزار دیے اور آج تک تیری اُمید سے وابستہ ہوں۔ اس پر جواب ملا کہ تو صرف ساٹھ ہی سال سے ہماری محبت میں گرفتار رہے اور ہم تجھے ابد سے اپنا دوست بنائے ہوئے ہیں۔" شاعر نے آپ کے اس قول کو نظم کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

طلب

برفتاد از جان خرقانی نقاب
دید آن شب حق تعالیٰ را بخواب

گفت الٰہی روز و شب در کل حال
جستمت پیدا و پنہان شصت سال

بر امیدت رہ بسی پیمودہ ام
طالب تو بودہ ام تا بودہ ام

از وجود من رہائی دہ مرا
نور صبح آشنائی دہ مرا

حق تعالیٰ گفت اے خرقانیم
گر بسالی شصت تو میدانیم

یابسالی شصت چہ روز و چہ شب
کردہ بر جہد خود ما را طلب

من در آزال الازل بی علتیت
کردہ ام تقدیر صاحب دولتیت

من در آزال الازل ہم در قدم
در طلب بودم ترا تو در عدم

بودہ ام خواہان تو پیش از تو من
در طلب بودم ترا پیش از تو من

این طلب کامروز از جان تو خاست
نیست ہیچ از تو جملہ آن ماست

گر طلب از مانبودی از نخست
کی زتو ہرگز طلب طلب گشتی درست

چون کشندہ ہم نہندہ یافتی
خویش را بے خویش زندہ یافتی

لا جرم جاوید شمع دین شدی
در امانت مرد عالم بین شدی[19]

علاجِ جانفزا

مردان خدا گوہر دریائے وجودند — بر گوہر ارزندہ بہائی نتوان یافت
بشنو سخن شیخ بزرگ خرقان را — آنکس کہ دراو ریو وریائی نتوان یافت
گفتا بخدا جائے در دل پاک است — اندر دل ناپاک خدائی نتوان نیافت
(حامد) بجز از داروی جان پرورعرفان — بر درد بشر ہیچ دوائی نتوان یافت[20]

ترجمہ: اللہ کے بندے دریائے وجود کا گوہر ہیں، ایسے قیمتی گوہر کو فروخت نہیں کیا جاتا۔

خرقان کے شیخ بزرگ کی بات سن، ایسے برگزیدہ کہ جن میں مکرو ریا کی بو نہیں ملتی۔

انہوں نے فرمایا واللہ خدا کا مقام پاک دل ہے، ناپاک دل کے اندر خدا نہیں رہتا۔

حامد علاج جانفزائے عرفان کے سوا، دردِ انسانیت کا کوئی دوسرا علاج نہیں مل سکتا۔

کارِ سخت

شیخ فریدالدین عطارؒ نے تذکرۃ الاولیاء میں شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کے حالات میں لکھا ہے:

''چالیس سال تک آپ کو بینگن کھانے کی خواہش رہی لیکن آپ نے نہیں کھائے اور جب ایک دن والدہ ماجدہؒ کے اصرار پر کھا لیے تو اسی رات کسی نے آپ کے صاحبزادے کو قتل کر کے چوکھٹ پر ڈال دیا اور جب آپ کو علم ہوا تو اپنی والدہ ماجدہؒ سے فرمایا کہ میں نے آپ کو پہلے

ہی عرض کیا تھا کہ میرا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اب آپ نے اپنے اصرار کا نتیجہ دیکھ لیا۔"

شیخ عطارؒ نے اس واقعہ کو اپنی ایک دوسری کتاب میں منظوم بیان فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

شیخ خرقانی کہ عرش ایوانش بود — روزگاری شوق بادنجانش بود

مادرش از خصم شیخ آورد شور — تا بدادش نیم بادنجان بہ زور

چون بخورد آن نیم بادنجان کہ بود — سر ز فرزندش جدا کردند زود

شیخ گفتا (نہ من) آشفتہ کار — گفتہ ام پیش شما باری ہزار

کاین گداگر ہیچ بادنجان خورد — تا بجنبد ضربتی برجان خورد

ہر کرا او درکشد درکار خویش — دم نیارد زد دمی بی بار خویش

سخت کارست این کہ مارا اوفتاد — برتر از جنگ و مدارا اوفتاد

ہیچ دانی را نہ دانش نہ قرار — باہمہ دانی بیفتادہ ست کار

ہر زمانی میہمانی در رسد — کاروانی امتحانی در رسد

ہر کہ از کتم عدم شد آشکار — سربسر را خون نخواہد ریخت زار

صد ہزاران عاشق سر تیز او — جان کنند ایثار یک خونریز او

جملہ جانہا از آن آید بہ کار

تا بریزد خون جانہا زار زار [۲۱]

مولانا جلال الدین رومیؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب مثنوی میں شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بڑی عقیدت ومحبت سے کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

حکایت آں مرید شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز

رفت درویشے ز شہر طالقان — بہر صیت بوالحسنؒ تا خارقان
کوہہا ببرید و وادی دراز — بہر دید شیخ باصدق و نیاز
آنچہ در رہ دید از جور و ستم — گرچہ درخوردست کوتہ می کنم
چون بمقصد آمد از راہ آن جواں — خانہ آں شاہ راجست اونشاں
چون بصد حرمت بزد حلقہ درش — زن بروں کرد از در خانہ سرش
کہ چہ میخواہی بگوا ے بوالکرم — گفت بر قصد زیارت آمدم
خندہ زد زن کہ خہ خہ ریش بیں — ایں سفر گیری وایں تشویش بیں
خود ترا کارے نبود آن جائے گاہ — کہ بہ بیہودہ کنی ایں عزم راہ
اشتہای گول گردی آمدت — یا ملولی وطن غالب شدست
یا مگر دیوت دو شاخہ بر نہاد — بر تو وسواس سفر را در کشاد
گفت نافرجام وفحش و دمدمہ — من نتانم باز گفتن آن ہمہ

از مثل وز ریشخند بے حسیب
آں مرید افتاد از غم در نشیب

ترجمہ: ایک درویش طالقان سے روانہ ہوا، خارقان کے لیے ابوالحسنؒ کی شہرت کی وجہ سے۔

پہاڑ اور دراز وادی قطع کی، سچائی اور نیازمندی کے ساتھ شیخ کے دیدار کے لیے۔

جو ظلم وستم اس نے راستہ میں دیکھے، اگرچہ بیان کے لائق ہیں، میں مختصر کرتا ہوں۔

جب وہ جوان راستہ سے مقصود پر پہنچا، اس نے ان شاہ کے گھر کا پتا تلاش کیا۔

جب بصد احترام اس نے ان کے دروازے کی کنڈی بجائی، عورت نے دروازے سے باہر اپنا سر نکالا۔
اے صاحب کرم! بتا تو کیا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں زیارت کے ارادہ سے آیا ہوں۔
عورت نے قہقہہ لگایا کہ واہ واہ ڈاڑھی دیکھ، اس سفر کرنے اور پریشانی کو دیکھ۔
اس جگہ تجھے کوئی کام نہ تھا؟ کہ تو نے خواہ مخواہ راستہ کا ارادہ کیا۔
تجھے احمقانہ گردش کی خواہش ہوئی یا وطن کی تکلیف تجھ پر غالب ہوئی۔
یا شاید شیطان نے دوشاخہ رکھ دیا، تجھ پر سفر کے وسوسہ کا دروازہ کھول دیا۔
اس نے نامناسب اور فحش اور لغو باتیں کیں، میں وہ سب نہیں کہہ سکتا ہوں۔
مثل اور بے حساب مذاق، وہ مرید غم سے گڑھے میں گر گیا۔

پرسیدن آن وارد از حرم شیخ کہ شیخ کجاست و کجا جویم؟ و جواب نافرجام دادن حرم شیخ آں مرید را

اشکش از دیدہ بجست و گفت اُو ... با ہمہ آں شاہ شیریں نام کو
گفت آں سالوس زراق تہی ... دام گولان و کمند گمرہی
صد ہزاراں خام ریشان ہمچو تو ... اُوفتادہ از وے اندر صد عتو
گر نہ بینیش و سلامت واروی ... خیر تو باشد نگردی زو غوی
لاف کیشے کاسہ لیسے طبل خوار ... بانگ طبلش رفتہ اُطراف و دیار
سبطی اَند ایں قوم گوسالہ پرست ... بر چنیں گاوے ہمی مالند دست
جیفۃ اللیل ست و بطال النہار ... ہر کہ اُوشد غرہ ایں طبل خوار

هشته اند ایں قوم صد علم و کمال
مکر و تزویرے گرفته کاینست حال

آلِ موسیٰؑ کو دریغا تا کنوں
عابدانِ عجل را ریزند خوں

کو رہِ پیغمبرؐ و اصحابؓ اُو
کو نماز و سبحہ و آدابِ اُو

شرع و تقوی را فگندہ سوئے پشت
کو عمرؓ کو امر معروف درشت

کایں اباحت زیں جماعت فاش شد
رخصت ہر مفلس و قلاش شد

ترجمہ: اس نے آنے والے کا شیخ کی بیوی سے معلوم کرنا کہ شیخ کہاں ہیں اور کہاں تلاش کروں اور اس مرید کو شیخ کی بیوی کا نامناسب جواب دینا۔

اس کی آنکھ سے آنسو بہہ پڑے اور اس نے کہا، باوجود اس کے وہ شیریں نام شاہ کہاں ہیں؟

اس نے کہا وہ مکار، ریاکار، کورا، احمقوں کا جال اور گمراہی کا پھانسہ۔

تجھ جیسے لاکھوں بے عقل، اس کی وجہ سے صدہا ہر کشی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

اگر تو اسے نہ دیکھے اور سلامتی سے واپس چلا جائے، تیرے لیے بہتر ہوگا، تو اس کی وجہ سے گمراہ نہ ہوگا۔

شیخی باز، لالچی، پیٹو ہے، اُس کے ڈھول کی آواز اطراف اور ملکوں میں پہنچ گئی ہیں۔

یہ بچھڑے کی بچاری قوم سبطی ہے، وہ ایسے بیل پر ہاتھ پھیر رہے ہیں۔

وہ رات کا مُر دار اور دن کا جھوٹا ہے، جو اس پیٹو پر فریفتہ ہوا۔

اس قوم نے سینکڑوں علم و کمال چھوڑے، مکر اور فریب اختیار کر لیا کہ یہ حال ہے۔

افسوس موسوی کہاں ہیں؟ کہ اب، بچھڑے کے پجاریوں کی خوں

ریزی کریں۔

کہاں ہے پیغمبرؐ اور اُن کے صحابہؓ کا راستہ؟، کہاں ہے نماز اور تسبیح اور اس کے آداب؟

شریعت اور تقوے کو پس پشت پھینک دیا ہے، کہاں ہیں عمرؓ، کہاں ہے بھلائی کا سخت حکم؟

کیونکہ یہ اباحت اس جماعت سے پھیلی ہے، ہر مفلس اور آوارہ کو رخصت مل گئی۔

جواب گفتن مرید وزجر کردن او آں طعانہ را از کفر و بیہودہ گفتن

بانگ زد بروے جوان و گفت بس ۔۔۔ روز روشن از کجا آمد عسس

نور مرداں مشرق و مغرب گرفت ۔۔۔ آسمانہا سجدہ کردند از شگفت

آفتاب حق بر آمد از حجل ۔۔۔ زیر چادر رفت خورشید از حجل

ترہات چون تو ابلیسے مرا ۔۔۔ کے بگرداند ز خاک ایں سرا

من بباد ے نادم ہمچوں سحاب ۔۔۔ تا بگردے باز گردم زیں جناب

عجل با آں نور شد قبلہ کرم ۔۔۔ قبلہ بے آں نور شد کفر صنم

ہست اباحث کز ہوا آمد ضلال ۔۔۔ ہست اباحت کز خدا آمد کمال

کفر ایمان گشت ؤ دیو اسلام یافت ۔۔۔ آں طرف کاں نور بے اندازہ تافت

مظہر عشق ست و محبوب بحق ۔۔۔ از ہمہ کروبیاں بردہ سبق

سجدہ آدمؑ را بیان سبق او ست ۔۔۔ سجدہ آرد مغز را پیوستہ پوست

شمع حق را پف کنی تو اے عجوز ۔۔۔ ہم تو سوزی ہم سرت اے گندہ پوز

کے شود دریا ز پوز سگ نجس ۔۔۔ کے شود خورشید از تف منطمس

حکم بر ظاہر اگر ہم می کنی ۔۔۔ چیست ظاہر تر بگو زیں روشنی

جملہ ظاہرہا بہ پیش ایں ظہور ۔۔۔ باشد اندر غایت نقص و قصور

ہر کہ بر شمع خدا آرد پفو — شمع کے میرد بسوزد پوز او

چوں تو خفاشاں بسے بینند خواب — کایں جہاں ماند یتیم از آفتاب

موج ہائے تیز دریا ہائے روح — ہست صد چندانکہ بد طوفان نوحؑ

لیک اندر چشم کنعاں موئے رست — نوحؑ و کشتی را بہشت و کوہ جست

کوہ و کنعاں را فرو برداں زماں — نیم موجے تابقعر امتہاں

مہ فشاند نور و سگ وع وع کند — سگ ز نور ماہ کے مرتع کند

شبروان و ہمرہان مہ بتگ — ترک رفتن کے کنند از بانگ سگ

جزو سوئے کل رواں مانند تیر — کے کند وقت از پے ہر گندہ پیر

جان شرع و جان تقویٰ عارف ست — معرفت محصول زہد سالف ست

زاہد اندر کاشتن کوشیدن ست — معرفت آن کشت را روئیدن ست

پس چو تن باشد جہاد و اعتقاد — جان ایں کشتن نبات ست و حصاد

امر معروف او و ہم معروف اوست — کاشف اسرار و ہم مکشوف اوست

شاہ امروزینہ و فردائے ماست — پوست بندہ مغز نغزش دائماست

چون انا الحق گفت شیخ و پیش برد — پس گلوی جملہ کوراں را فشرد

چوں انای بندہ لا شد از وجود — پس چہ ماند تو بیندیش اے جحود

گر نبودے او نیابیدے فلک — گردش و نور و مکانی ملک

گر ترا چشم ست بکشا در نگر — بعد لا آخر چہ می ماند دگر

اے بریدہ آں لب و حلق و دہاں — کہ کند تف سوئے مہ یا آسماں

تف برویش باز گردد بیشکے — تف سوی گردوں نیابد مسلکے

تاقیامت تف برو بارد زرب — ہمچو تبت بر روان بولہب

طبل و رایت ہست ملک شہریار — سگ کسے کہ خواند او را طبل خوار

آسمانہا بندہ ماہ وے اند — شرق و مغرب جملہ ناں خواہ وے اند

زانکہ لولاک است بر توقیع او — جملہ در انعام و در توزیع او

گر نبودے او نیابیدے بحار | ہیئت ماہی و در شاہوار

گر نبودے او نیابیدے زمیں | در درونہ گنج و بیروں یاسمیں

رزقہا ہم رزق خواران وے اند | میوہا لب خشک باران وے اند

ہیں کہ معکوس ست در امر ایں گرہ | صدقہ بخش خویش را صدقہ بدہ

از فقیر ست ہمہ زر و حریر | ہیں غنی را دہ زکاتے اے فقیر

چوں تو ننگے جفت آں مقبول روح | چوں عیال کافر اندر عقد نوحؑ

گر نبودے نسبت تو زیں سرا | پارہ پارہ کر دے ایں دم ترا

دادے آں نوحؑ را از تو خلاص | تا مشرف گشتمے من در قصاص

لیک با خانہ شہنشاہ زمن | ایں چنیں گستاخی ناید زمن

رو دعا کن کہ سگ این موطنی
ورنہ اکنون کردمے من کردنی

مرید کا جواب دینا اور اس طعنہ زن کو کفر اور بے ہودہ گوئی سے جھڑکنا

جوان اس پر چیخ پڑا اور بولا بس، روشن دن میں رات کا کوتوال کہاں سے آ گیا؟

مردان خدا کے نور سے مشرق و مغرب کو گھیر لیا، آسمانوں نے تعجب سے سجدہ کیا۔

چھپر کھٹوں سے حق کا سورج طلوع کر آیا، سورج شرمندگی سے چادر کے نیچے چلا گیا۔

تجھ جیسے شیطان کی بکواس مجھے، اس گھر کی خاک سے کب ہٹا سکتی ہے؟

میں ابر کی طرح ہوا کے ذریعہ نہیں آیا ہوں، کہ ایک گرد سے اُس درگاہ سے واپس ہو جاؤں۔

اس نور کے ہوتے ہوئے بچھڑا بھی قبلہ کرم ہو گیا، اس نور کے بغیر قبلہ،

کفر اور بت ہو گیا۔

جو اباحت خواہش نفس سے آئے وہ گمراہی ہے، جو اباحت خدا کی جانب سے آئے وہ کمال ہے۔

کفر ایمان ہو گیا اور شیطان نے اسلام پالیا، جس طرف وہ غیر محدود نور چمکا۔

عشق کا مظہر ہے، اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے، تمام (مقرب بارگاہ) فرشتوں سے بڑھ گیا۔

(حضرت) آدمؑ کو سجدہ اس کی افضلیت کا بیان ہے، جڑا ہوا چھلکا مغز کو سجدہ کرتا ہے

اے بڑھیا! تو خدائی شمع کو پھونک مار رہی ہے، اے گندہ دہن! تو بھی جل جائے گی اور تیرا سر بھی۔

کتے کے منہ سے دریا کب ناپاک ہوتا ہے؟، سورج، پھونک سے کب مٹتا ہے۔

اگر تو ظاہر پر بھی حکم لگاتی ہے، تو بتا اس روشنی سے زیادہ ظاہر کیا ہے۔

اس ظہور کے سامنے سب ظاہر، کمی اور کوتاہی میں انتہا پر ہیں۔

جو خدائی شمع پر پھونک مارے، شمع کب بجھے گی اس کا منہ جل جائے گا۔

تجھ جیسی چمگادڑیں بہت خواب دیکھتی ہیں کہ یہ دنیا سورج سے یتیم رہ جائے۔

روح کے دریاؤں کی تیز موجیں، جتنا (حضرت) نوحؑ کا طوفان تھا اس سے کئی گنا میں۔

لیکن کنعان کی آنکھ میں پڑوال اگ آیا، حضرت نوحؑ اور کشتی کو چھوڑا اور پہاڑ پر کودا۔

اس وقت پہاڑ کو اور کنعان کو بہا لے گی، ذلت کی گہرائی میں، آدھی

موج۔

چاندنورافشانی کرتا ہےاور کتا بھوں بھوں کرتا ہے، کتا چاند کے نور سے کب اقتباس کرتا ہے؟

رات کے مسافراوردوڑ میں چاند کے ساتھی، کتے کے بھونکنے سے چلنا کب چھوڑتے ہیں؟

جز کل کی جانب، تیر کی طرح رواں ہے، وہ بڑھیا کی وجہ سے کب ٹھہرتا ہے؟

عارف شرع کی جان اور تقویٰ کی جان ہے، معرفت خداوندی، پہلے تقویٰ کا نتیجہ ہے۔

تقویٰ کھیتی میں کوشش کرنا ہے، معرفت اس کھیتی کا اگنا ہے۔

مجاہدہ اور اعتقاد جسم کی طرح ہے، اس بونے کا مقصد پیداوار اور کاٹنا ہے۔

وہ امر بالمعروف بھی ہیں اور معروف بھی، وہ رازوں کے کھولنے والے ہیں اور راز بھی وہی ہیں۔

وہ ہمارے آج اور کل کے شاہ ہیں، چھلکا عمدہ مغز کا ہمیشہ غلام ہے۔

جب شیخ نے اناالحق کہا اور آگے بڑھ گئے، تو تمام اندھوں کے گلے کو دبا دیا۔

جب بندے کا وجود (ذہنی) وجود کے اعتبار سے ''لا'' بن گیا، اے منکر تو سوچ کہ گیا رہ گیا؟

اگر وہ نہ ہوتا آسمان کو حاصل نہ ہوتی، گردش اور نور اور فرشتے کا مکان بننا۔

اگر تیرے آنکھ ہے، کھول، دیکھ، لا، کے بعد آخر اور کیا رہ گیا؟

اے (بڑھیا) وہ ہونٹ اور حلق اور منہ کٹ جائے، جو چاند یا آسمان کی طرف تھوکے۔

بے شک تھوک اس کے منہ پر واپس آ جائے گا، تھوک آسمان کی جانب راہ یاب نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کی جانب سے قیامت تک اس پر تھوک، جیسا کہ ابولہب کی روح پر تبت۔

طبل اور جھنڈا بادشاہ کی ملکیت ہے، وہ کتا ہے جو اس کو پیٹو کہے۔

آسمان اس کے چاند کے غلام ہیں، مشرق و مغرب سب اس کی روٹی کے بھکاری ہیں۔

کیونکہ اس کے طغرے میں ''لولاک'' ہے، سب اس کے انعام اور بخشش میں ہیں۔

اگر وہ نہ ہوتا سمندر کو حاصل نہ ہوتی مچھلی اور در شاہوار کی صورت۔

اگر وہ نہ ہوتا تو زمین کو حاصل نہ ہوتا، اندر خزانہ اور باہر چنبزا۔

رزق بھی اس کے رزق خور ہیں، میوے اس کی بارش کے پیاسے ہیں۔

امر (خداوندی) میں یہ الٹا عقدہ ہے، اپنے صدقہ والے کو صدقہ دے۔

تیرا تمام سونا اور حریر فقیر کی وجہ سے ہے، اے فقیر! تو مالدار کو زکوٰۃ ادا کر۔

تجھ جیسی ذلیل کا اس مقبول روح کی بیوی ہونا، جیسے کہ حضرت نوحؑ کے نکاح میں کافر بیوی۔

اگر اس گھر سے تیری نسبت نہ ہوتی، اسی وقت میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا۔

اس نوح کو تجھ سے نجات دلاتا، تاکہ میں قصاص سے مشرف ہو جاتا۔

لیکن شاہ زمانہ کے گھر کے ساتھ، مجھ سے ایسی گستاخی نہیں ہو سکتی۔

جا دعا دے کہ تو اس جگہ کی کتیا ہے ورنہ میں نے جو کچھ کرنا تھا کر گزرتا۔

بازگشتن مرید از وثاق شیخ و پرسیدن از مردم ونشان دادن ایشاں کہ شیخ بفلان بیشہ رفتہ است

بعد ازاں پرساں شد او از ہر کسے — شیخ را می جست از ہر سو بسے
پس کسے گفتش کہ آں قطب دیار — رفت تا ہیزم کشد از کوہسار
آں مرید ذوالفقار اندیش تفت — در ہوای شیخ سوئے بیشہ رفت
دیو می آورد پیش ہوش مرد — وسوسہ تا خفیہ گردد مہ ز گرد
کاین چنیں زن راچرااین شیخ دیں — دارد اندر خانہ یار و ہم نشیں
ضد را با ضد ایناس از کجا — با امام الناس نسناس از کجا
باز او لاحول می کرد آتشیں — کاعتراض من برو کفرست وکیں
من کہ باشم باتصرفہائے حق — کہ برآرد نفس من اشکال ودق
باز نفسش حملہ می آورد زود — زیں تعرض دردلش چوں کاہ دود
کہ چہ نسبت دیو را با جبرائیلؑ — کہ بود با او بصحبت ہم مقیل
چوں تواند ساخت با آزر خلیلؑ
چون تواند ساخت با رہزن دلیل

ترجمہ: شیخ کے گھر سے مرید کا لوٹنا اور لوگوں سے دریافت کرنا اور ان کا پتہ بتادینا کہ شیخ فلاں جنگل میں گئے ہیں۔

اس کے بعد وہ ہر شخص سے سوالی بنا، وہ ہر جانب شیخ کو بہت ڈھونڈ رہا تھا۔

تو کسی نے اس سے کہا کہ وہ قطب عالم گئے ہیں، تاکہ پہاڑ سے لکڑیاں لائیں۔

وہ تیز سمجھ والا مرید جلد شیخ کی محبت میں جنگل کی طرف چل دیا۔

شیطان مرد کی عقل کے سامنے لاتا تھا وسوسہ، تاکہ چاند گرد میں چھپ

جائے۔

کہ دین کے شیخ نے ایسی عورت کو کیوں، گھر میں یار اور ساتھی بنایا ہے؟

ضد کو ضد سے انس کہاں سے، انسانوں کے امام کے ساتھ بن مانس کہاں سے۔

پھر وہ آتشی لاحول پڑھتا کہ میرا ان پر اعتراض کرنا کفر اور کینہ ہے۔

اللہ (تعالیٰ) کے تصرفات کے روبرو میں کون ہوتا ہوں کہ میرا نفس اشکال اور اعتراض کرے۔

پھر اس کا نفس جلد حملہ کرتا، اس تعرض سے اس کے دل میں جس طرح گھاس دھواں پیدا کرتی ہے۔

کہ شیطان کو جبرائیلؑ سے کیا نسبت؟ کہ وہ صحبت میں اس سے ہم خواب ہو۔

خلیلؑ آزر کے ساتھ کیسے نباہ کر سکتا ہے؟ رہنما، ڈاکو کے ساتھ کیسے نباہ کر سکتا ہے؟

یافتن آن مرید مراد را و ملاقات او با شیخ نزدیک آں بیشہ

ترجمہ: مرید کا مراد حاصل کر لینا اور جنگل کے قریب شیخ سے اس کی ملاقات

اندر ایں بود او کہ شیخ نامدار ... زود پیش افتاد بر شیرے سوار

شیر غراں ہیزمش رامی کشید ... بر سر ہیزم نشستہ آں سعید

تازیانہ اش مار نر بود از شرف ... مار را بگرفت چوں خرزن بکف

تو یقیں میداں کہ ہر شیخے کہ ہست ... ہم سواری می کند بر شیر مست

گرچہ آں محسوس ایں محسوس نیست ... لیک آں بر چشم جان ملبوس نیست

صد ہزاراں شیر زیر ران شاں ... پیش دیدہ غیب داں ہیزم کشاں

لیک آن یک را خدا محسوس کرد ... تا کہ بیند نیز او کہ نیست مرد

دیدش از دور و بخندید آں خدیو   گفت آں را مشواے مفتون دیو
از ضمیر اُو بدانست آں جلیل   ہم ز نورِ دل بلے نعم الدلیل
خواند بروی یک بیک آں ذوفنوں   انچہ در رہ رفت باوے تاکنوں
بعد ازاں در مشکل انکار زن   برکشاد آن خوش سرایندہ دہن
کاں تحمل از ہوای نفس نیست   آں خیال نفس تست اینجا مالیست
گر نہ صبرم می کشیدے بار زن   کے کشیدے شیر نر بیگار من
اشتران بختیم اندر سبق   مست و بے خود زیر محمل ہائے حق
من نیم در امرو فرماں نیم خام   تابیندیشم من از تشنیع عام
عام ما و خاص ما فرمان اوست   جان ما بر رو دوان جویان اوست
دورم از تحسین و تشویقش ہمہ   فارغ از تکذیب و تصدیقش ہمہ
فردی ما جفتی ما نہ از ہواست   جان ما چو مہرہ در دست خداست
بار آں ابلہ کشیم و صد چو اُو   نے ز عشق رنگ و نے سودائے بو
اینقدر خود درس شاگردان ماست   کروفر ملحمہ ماتا کجاست
تا کجا آنجا کہ جارا راہ نیست   جز سنا برق مہ اللہ نیست
از ہمہ او ہام و تصویرات دور   نور نورٌ نور نورٌ نور نور
بہر تو من پست کردم گفتگو   تابسازی با رفیق زشت خو
تا کشی خندان و خوش بار حرج   از پے اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجُ
چوں بسازی باخسی ایں خساں   گردی اندر نور سنتہا رساں
کانبیا رنج خساں بس دیدہ اند   از چنیں ماراں بسے پیچیدہ اند
چوں مراد و حکم یزدان غفور   بود در قدمت تجلی و ظہور

بے ز ضدے ضد را نتواں نمود
واں شہ بے مثل را ضدے نبود[۲۲]

ترجمہ: وہ اسی میں تھا کہ نامور شیخ ایک شیر پر سوار بہت جلد سامنے آ گئے۔

شیر غراتا ہوا ان کا ایندھن کھینچ رہا تھا، وہ نیک بخت ایندھن پر بیٹھے ہوئے تھے۔

بزرگی کی وجہ سے ان کا کوڑا نر سانپ تھا، سانپ کو کوڑے کی طرح ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔

تو یقین کر کہ جو شیخ بھی ہے، وہ مست شیر پر سواری بھی کرتا ہے۔

اگرچہ وہ محسوس اور یہ محسوس نہیں ہے لیکن وہ باطن کی آنکھ پر پوشیدہ نہیں ہے۔

لاکھوں شیران کی ران کے نیچے، غیب داں آنکھ کے سامنے لکڑیاں ڈھونڈنے والے ہیں۔

لیکن خدا نے اس ایک کو ظاہر کر دیا، تاکہ وہ بھی دیکھ لے جو مرد میدان نہیں ہے۔

انہوں نے اس کو دور سے دیکھا اور وہ شاہ ہنس پڑے، فرمایا اے شیطان کے فریب خوردہ اس کی نہ سن۔

ان بزرگ نے اُس کے دل میں سے جان لیا، دل کے نور سے، ہاں وہ اچھا رہنما ہے۔

ان ہنرمند نے ایک ایک بتا دیا جو اس پر راستہ میں اب تک گزرا۔

اس کے بعد عورت کے انکار کے اشکال کے سلسلہ میں ان خوش گو نے منہ کھولا۔

کہ وہ برداشت، نفسانی خواہش کی وجہ سے نہیں ہے، وہ تیرے نفس کا وہم ہے، اس جگہ قائم نہ رہ۔

اگر بیوی کے بوجھ کو میرا صبر برداشت نہ کرتا تو نر شیر، میری بیگار کب

برداشت کرتا؟

میں مسابقت میں بختی اونٹ ہوں، اللہ کے کجاووں کے نیچے مست اور بے خود ہوں۔

میں حکم اور فرمان کے بارے میں ادھ کچرا نہیں ہوں کہ عوام کے طعن و تشنیع کی فکر کروں۔

ہمارے عام اور ہمارا خاص اس کا حکم ہے، ہماری جان منہ کے بل اس کی تلاش میں دوڑ رہی ہے۔

میں ان کی تعریف اور شوق دلانے سے بالکل دور، ان کے جھٹلانے اور تصدیق سے بالکل بے نیاز ہوں۔

ہمارا اکیلا پن اور جوڑا ہونا نفس کی خواہش سے نہیں، ہماری جان نرد کی طرح خدا کے ہاتھ میں ہے۔

ہم اس بے وقوف کا اور اس جیسے سینکڑوں کا بار برداشت کرتے ہیں، نہ رنگت کے عشق سے اور نہ خوشبو کے خیال سے۔

اتنا تو ہمارے شاگردوں کا سبق ہے، ہماری جنگ کا کروفر کہاں تک ہے۔

وہاں تک ہے جہاں مکان کے یے راستہ نہیں ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے چاند کے نور کی چمک نہیں ہے۔

تمام وہموں اور تصوروں سے دور ہے، نور ہی نور، نور ہی نور، نور کا نور ہے۔

تیری خاطر میں نے پست گفتگو کی، تا کہ تو بد خو ساتھی سے بنائے رکھے۔

تا کہ تو تنگی کا بار بھی خوشی برداشت کر لے، صبر کشادگی کی کنجی ہے، کی خاطر۔

جب تو ان کمینوں کے کمینہ پن سے بنا لے گا، سنتوں کے نور میں پہنچ جائے گا۔

کیونکہ نبیوں نے کمینوں سے بہت تکلیف اٹھائی ہے، ایسے سانپوں سے بہت پیچ (وتاب) میں رہے ہیں۔

چونکہ اللہ غفور کا مقصود اور حکم، ازل میں تجلی اور ظہور تھا۔

کسی ضد کے بغیر ضد کو نہیں دکھایا جا سکتا اور اس بے مثل شاہ کا کوئی ضد نہ تھا۔

مژدہ دادن بایزید قدس سرہ از زادن ابوالحسن خرقانیؒ پیش از سالہا و نشان دادن صورت و سیرت او یک بیک و نوشتن تاریخ نویساں آں را جہت صدق او

آں شنیدی داستان بایزیدؒ — کو ز حال بوالحسن پیشیں چہ دید

روزے آں سلطان تقوی می گذشت — با مریداں جانب صحرا و دشت

بوئے خوش آمد مر اورا ناگہاں — در سواد رے ز سوی خارقاں

ہم بدانجا نالہ مشتاق کرد — بوی را از باد استنشاق کرد

بوی خوش را عاشقانہ می آشید — جان او از باد بادہ می چشید

کوزہ کو از یخ آبہ پر بود — چوں عرق بر ظاہرش پیدا شود

آن ز سردی باد آبے گشتہ است — از درون کوزہ نم بیروں نجست

باد بوی آور مر او را آب گشت — آب ہم او را شراب ناب گشت

چوں درو آثار مستی شد پدید — یک مرید او را ازاں دم بر رسید

پس پرسیدش کہ ایں احوال خوش — کہ برونست از حساب پنج و شش

گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سپید — می شود رویت چہ حالست و نوید

می کشی بوی و بظاہر نیست گل — بے شک از غیب ست واز گلزار کل

اے تو کام جان ہر خود کامۂ — ہر دم از غیبت پیام و نامۂ

ہر دمے یعقوبؑ وار از یوسفے | می رسد اندر مشام توشفے
قطرہ بر ریز بر ما زاں سبو | شمۂ زاں گلستان باما بگو
خونداریم اے جمال مہتری | کہ لب ما خشک وتو تنہا خوری
اے فلک پیمای چست چست خیز | زاں چہ خوردی جرعہ بر ما بریز
میر مجلس نیست در دوران دگر | جز تواے شۂ در حریفاں در نگر
کے تواں نوشیدایں مے زیردست | مے یقیں مرمرد را رسوا گرست
بوی را پوشیدہ و مکنوں کند | چشم مست خویشتن را چوں کند
خودنہ آں بویست ایں کاندر جہاں | صد ہزاراں پردہ اش دارد نہاں
پر شد از تیزی او صحرا و دشت | دشت چہ کز نہ فلک ہم در گذشت
ایں سرخم را بہ کہگل در مگیر | کایں برہنہ نیست خود پوشش پذیر
لطف کن اے راز دار راز گو | آنچہ بازت صید کردش باز گو
گفت بوی بو العجب آمد بمن | ہمچناں کہ مر نبیؐ را از یمن
کہ محمدؐ گفت بر دست صبا | از یمن می آیدم بوی خدا
بوی رامیں می رسد از جان ویس | بوئے رحمں می رسد ہم از اویسؓ
از اویسؓ و از قرن بوی عجب | آن نبیؐ را مست کرد پر طرب
چوں اویسؓ از خویش فانی گشتہ بود | آں زمینے آسمانے گشتہ بود
آں ہلیلہ پروریدہ در شکر | چاشنی تلخیش نبود دگر
اں ہلیلہ رستہ از ما و منی | نقش دارد از ہلیلہ طعم نے
آں کسے کز خود بکلی در گذشت | ایں منی و مائی خود در نوشت

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
تاچہ گفت از وحی غیب آں شیر مرد[۲۳]

ترجمہ: حضرت بایزید قدس سرہ کا حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے بارے میں سالوں قبل خوشخبری دے دینا اور

ان کی صورت اور سیرت کا پوری طرح نشان دے دینا اور ان کی تصدیق کے لیے تاریخ نویسوں کا اس کو لکھ لینا۔
تو نے حضرت بایزیدؒ کا وہ قصہ سنا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوالحسنؒ کا حال پہلے کیا دیکھا تھا۔
ایک دن وہ شاہ تقویٰ جا رہے تھے، جنگل اور بیابان کی طرف مریدوں کے ساتھ۔
اچانک ان کو ایک خوشبو آئی، رے کے اطراف میں خارقان کی جانب سے۔
اس جگہ انہوں نے مشتاقانہ نالہ کیا، ہوا سے خوشبو کو سونگھا۔
خوشبو کو عاشقوں کی طرح سونگھتے تھے، ان کی جان ہوا میں سے شراب پی رہی تھی۔
وہ پیالہ جو برف کے پانی سے بھرا ہو، جب بوندیں اس کے باہر نظر آتی ہیں۔
تو ہوا ٹھنڈک سے پانی بن گئی ہے، پیالہ کے اندر سے نمی باہر نہیں آتی ہے۔
خوشبو لانے والی ہوا ان کے لیے پانی بن گئی، پانی ان کے لیے خالص شراب بن گیا۔
جب ان میں مستی کے آثار ظاہر ہوئے، ان کا ایک مرید اسی وقت پہنچا۔
تو اس نے دریافت کیا کہ یہ بہترین احوال جو پانچ (حواس) اور چھ (جہات) کے حساب سے باہر ہیں۔
کبھی سرخ اور کبھی زرد اور کبھی سفید، آپ کا چہرہ ہو رہا ہے کیا حال اور کیا خوشخبری ہے؟

آپ خوشبو سونگھ رہے ہیں اور بظاہر پھول نہیں ہے، بے شک وہ غیب سے اور (ذات) کل کے گلزار سے ہے۔

اے وہ کہ آپ ہر حاجتمند کی جان کا مقصود ہیں، آپ کے لیے ہر وقت غیب سے نامہ پیام ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح ہر وقت ایک یوسف ہے، آپ کے دماغ میں راحت پہنچتی ہے۔

اس ٹھلیا سے ایک قطرہ ہم پر گرا دیجیے، اس گلستان کو تھوڑا سا حال ہم سے کہہ دیجیے۔

اے بزرگی کے حسن! ہماری عادت نہیں ہے، کہ ہمارے لب خشک ہوں اور آپ تنہا پئیں۔

اے آسمان کو ناپنے والے چالاک اور سبک پرواز، جو آپ نے پیا ہے (اُس کا) ایک گھونٹ ہمیں دیجیے۔

زمانہ میں کوئی دوسرا صدر مجلس نہیں ہے، اے شاہ! آپ کے سواد دوستوں میں نظر فرمایئے۔

یہ شراب چھپا کر لب پی جا سکتی ہے؟ شراب یقیناً انسان کو رسوا کرنے والی ہے۔

اپنی بو کو پوشیدہ اور مخفی کر لیتا ہے، اپنی مست آنکھ کا کیا کرے؟

یہ وہ خوشبو بھی نہیں ہے کہ دنیا میں لاکھوں پردے اس کو چھپا سکیں۔

اس کی تیزی سے صحرا اور جنگل بھر گئے ہیں، جنگل کیا وہ تو نو آسمانوں سے گزر گئی ہے۔

اس مٹکے کے سر کو کہگل سے بند نہ کیجیے یہ ننگا، ڈھکے جانے کے قابل نہیں ہے۔

اے راز کو جاننے والے راز کو راز کو بتانے والے مہربانی کیجیے جو آپ

کے باز نے شکار کیا ہے بتادیجیے۔

انہوں نے فرمایا کہ مجھے ایک عجیب خوشبو محسوس ہوئی ہے جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن سے (محسوس ہوتی تھی)۔

کہ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا صبا کے ذریعہ مجھے یمن سے خدا کی خوشبو آ رہی ہے۔

ویس کے جانب سے رامین کی خوشبو آ رہی ہے، اویس رضی اللہ عنہ میں سے بھی خدا کی خوشبو آ رہی ہے۔

اویسؓ اور قرن کی عجیب خوشبو نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مست اور مسرور کر دیا۔

چونکہ اویسؓ اپنے آپ سے فانی ہو گئے تھے وہ زمین آسمان بن گئی تھی۔

ہڑ شکر میں مربیٰ بنائی ہوئی اس میں پھر تلخی کا مزا نہیں ہوتا ہے۔

کیونکہ وہ ہڑ خودی اور انانیت سے نجات پا گئی ہے صورت ہڑ کی، مزا (ہڑ کا) نہیں ہے۔

وہ شخص جو خودی سے پوری طرح گزر گیا، اس نے خودی اور انانیت کو لپیٹ دیا ہے۔

اس بات کا خاتمہ نہیں، واپس لوٹ (بتا) اس شیر مرد نے غیبی وحی کے بارے میں کیا کہا؟

جواب سلطان بایزید قدس سرہ در معنی قول رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کہ اِنِّی لَاَ جِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَن۔

ترجمہ: ''شاہ بایزید قدس سرہ کا جواب آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قول کے ہم معنی کہ میں یمن کی جانب سے خدائی سانس محسوس کر رہا ہوں۔''

گفت زیں سوی بوی یارے می رسد کاندریں دہ شہر یارے می رسد
بعد چندیں سال می زاید شہے می زند بر آسمانہا خر گہے
رویش از گلزار حق گلگوں بود از من او اندر مقام افزوں بود
چیست نامش گفت نامش بو الحسن حلیہ اش وا گفت ز ابرو تاذقن
خد او و رنگ او و شکل او یک بیک وا گفت از گیسو و رو
حلیہائے روح او راہم نمود از صفات و از طریق و جا و بود
حلیہ تن ہمچو تن عاریت است دل براں کم نہ کہ آں یک ساعت است
حلیہ روح طبیعی ہم فناست حلیہ آں جاں طلب کاں بر سماست
جسم او ہمچوں چراغے بر زمیں نور او بالائے سقف ہفتمیں
آں شعاع آفتاب اندر وثاق قرص او اندر جہان چار طاق
نقش گل در زیر بینی بہر لاغ بوی گل بر سقف و ایوان دماغ
مرد خفتہ در عدن دیدہ فرق عکس آن بر جسم افتادہ عرق
پیرہن در مصر رہن یک حریص پر شدہ کنعان ز بوی آں قمیص
بر نبشتند آں زمان تاریخ را از کباب آ راستند آں سیخ را

چوں رسید آں وقت تاریخ راست
زان زمیں آں شاہ پیدا گشت وخاست [۲۴]

ترجمہ: فرمایا اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آ رہی ہے، کیونکہ اس گاؤں میں ایک شاہ آئے گا۔
کچھ سال کے بعد ایک شاہ پیدا ہوگا جو آسمانوں پر خیمہ زن ہوگا۔
اس کا چہرہ اللہ کے چمن کے پھول کی طرح ہوگا، وہ مرتبہ میں مجھ سے بڑھا ہوا ہوگا۔
اس کا نام کیا ہے! فرمایا: اس کا نام ابوالحسن ہوگا، اس کا حلیہ ابرو سے ٹھوڑی تک صاف بتادیا۔

اس کا رخسار اور رنگ اور شکل ایک ایک کر کے گیسو اور چہرے کے بارے میں بتا دیا۔

اُنھوں نے روح کے حالات بھی بتا دیے، صفتوں اور راستہ اور جگہ اور رہائش کے اعتبار سے۔

جسم کا حلیہ جسم کی طرح عارضی ہے، اس سے دل نہ لگا کیونکہ وہ تھوڑی دیر کا ہے۔

طبیعی روح کا حلیہ بھی فانی ہے اس جان کا حلیہ طلب کر جو آسمان پر ہے۔

اس کا وجود چراغ کی طرح زمین پر ہے، اس کی روشنی ساتویں چھت سے اوپر ہے۔

سورج کی شعاع گھر میں ہے، اس کی ٹکیہ آسمان کے جہان میں ہے۔

پھول کا جسم تفریح کے لیے ناک کے نیچے ہے، پھول کی خوشبو دماغ کے محل اور چھت پر ہے۔

(گھر میں) سویا ہوا عدن میں خوف دیکھتا ہے، اس (خوف) کے پرتو سے جسم کو پسینہ آتا ہے۔

لباس مصر میں ایک لالچی کے قبضہ میں ہے، اس قمیض کی خوشبو سے کنعان بھر گیا ہے۔

اس وقت انہوں نے تاریخ لکھ لی، اس سیخ کو کباب سے آراستہ کر لیا۔

جب ٹھیک وہ وقت اور تاریخ آئی، اس زمین سے وہ شاہ پیدا ہو گئے او اُٹھے۔

زادن شیخ ابوالحسن قدس سرہ خرقانیؒ

بعد از وفات شیخ بایزید روح اللہ روحہ بہمان تاریخ

ترجمہ: حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کا شیخ بایزیدؒ، اللہ تعالیٰ ان کی روح کو راحت پہنچائے، کی وفات کے بعد اسی تاریخ کو پیدا ہونا۔

زادہ شد آں شاہ و نرد ملک باخت — از عدم پیدا شدو مرکب بتاخت
از پس آں سالہا آمد پدید — بوالحسنؒ بعد از وفات با یزیدؒ
جملہ خوہای او ز امساک وجود — آنچناں آمد کہ آں شہ گفتہ بود
لوح محفوظ ست او را پیشوا — از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا
نے نجوم ست و نے رمل ست و نہ خواب — وحی حق وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
از پے رو پوش عامہ در بیاں — وحی دل گویند آں را صوفیاں
وحی دلگیرش کہ منظر گاہ او ست — چوں خطا باشد کہ دل آگاہ اوست

مومنا يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہ شدی
از خطا و سہو ایمن آمدی [۲۵]

ترجمہ: وہ شاہ پیدا ہو گئے اور سلطنت کی بازی کھیلی، عدم سے پیدا ہوئے اور سواری دوڑا دی۔

اس کے سالوں بعد پیدا ہوئے، ابوالحسنؒ بایزیدؒ کی وفات کے بعد۔

ان کی تمام عادتیں نہ دینے اور دینے میں، اسی طرح ثابت ہوئیں جیسا کہ ان شاہ نے فرمایا تھا۔

لوح محفوظ ان کی پیشوا ہے کس چیز سے محفوظ ہے؟ غلطی سے محفوظ ہے۔

نہ نجوم ہے، نہ رمل ہے اور نہ خواب ہے، اللہ کا الہام ہے اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے۔

عوام سے روپوشی کے لیے بیان میں، اس کو صوفی دل کی وحی کہہ دیتے ہیں۔

اس کو دل کی وحی تسلیم کر لے کیونکہ وہ اس (خدا) کی نظر گاہ ہے، غلطی کیسے ہوگی کیونکہ دل اس سے باخبر ہے۔

اے مومن تو وہ دیکھتا ہے، اللہ کے نور سے، بن گیا ہے، تو غلطی اور بھول سے محفوظ ہو گیا ہے۔

شنیدن شیخ ابوالحسن خرقانیؒ خبر دادن بایزیدؒ

راز بودن او واحوال او پیش از دادن او

ترجمہ: حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کا حضرت بایزیدؒ کے ان کے پیدا ہونے کی اور احوال کی، پیدا ہونے سے قبل خبر دینے کو سننا۔

هم چناں آمد کہ او فرمودہ بود ——— بوالحسنؒ از مرد ماں آں راشنود

کہ حسن باشد مرید و امتم ——— درس گیرد هر صباح از تربتم

هر صباحے آید و خواند سبق ——— برسر خاکم شود پیرے بحق

گفت من هم نیز خوابے دیدہ ام ——— وز روان شیخ ایں بشنیدہ ام

هر صباحے تیز رفتے بے فتور ——— برسر گورش نشستے با حضور

هر صباحے رو نهادے سوی گور ——— ایستادے تا ضحیٰ اندر حضور

تا مثال شیخ پیشش آمدے ——— یا کہ بے گفتے شکالش حل شدے

تا یکے روزے بیامد با سعود ——— گورها را برف نو پوشیدہ بود

توئے بر تو برفها همچوں علم ——— قبہ قبہ دید و شد جانش بہ غم

بانگش آمد از حظیرہ شیخ حی ——— هَا اَنَا اَدْعُوْکَ کَیْ تَسْعٰی اِلَیّ

هیں بیا ایں سو بر آوازم شتاب ——— عالم ار برفست ردی از من متاب

حال اوزاں روز شب خوب و بدید ——— آں عجائب را کہ اوّل می شنید

باز باید گشت سوی آں غلام
کرد باید آں حکایت را تمام[۲۶]

ترجمہ: ایسا ہی ہوا جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا ابوالحسنؒ نے لوگوں سے یہ سنا۔

کہ ابوالحسنؒ میرا مرید اور میرا اُمتی ہوگا، ہر صبح کو میری قبر سے تعلیم حاصل کرے گا۔

وہ ہر صبح آئے گا اور سبق حاصل کرے گا، میری قبر پر باخدا شیخ بن جائے گا۔

انہوں نے فرمایا میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے اور شیخ کی روح سے یہ سنا ہے۔

بلاناغہ ہر صبح کو تیزی سے جاتے، دل جمعی کے ساتھ ان کی قبر کے سرہانے بیٹھتے۔

ہر صبح قبر کی جانب روانہ ہوتے حاضری میں چاشت تک کھڑے رہتے۔

حتیٰ کہ شیخ کی مثال (صورت) ان کے سامنے آجاتی، یا بغیر بات کیے ان کا اشکال حل ہو جاتا۔

یہاں تک کہ ایک روز وہ سعادت مندی سے آئے، قبروں کو نئی برف نے چھپا رکھا تھا۔

تہ بہ تہ پہاڑ جیسے برف کے تودے دیکھے اور غم سے ان کی جان غمگین ہوگئی۔

ان کو زندہ شیخ کے حظیرہ سے آواز آئی: ہاں میں ''تجھے'' پکار رہا ہوں تا کہ دوڑ کر میرے پاس آئے۔

ہاں، میری آواز پر جلد ادھر آجا، دنیا اگرچہ برف ہے، مجھ سے منہ نہ موڑ۔

اس روز سے ان کی حالت خوب ہوگئی اور انہوں نے دیکھے، وہ عجائب، جو پہلے سنے تھے۔

اس غلام کی طرف لوٹنا چاہیے، اس حکایت کو پورا کرنا چاہیے۔

در مکتب شیخ خرقان

بعد الہام از روان پیر عرفان بایزیدؒ
جان مشتاقم ز بے تابی سوئے خرقان کشید

پائے دل تا بر دیار شیخ خرقانی رسید
گوش جان این گفتہ بس نغز و بے پرواشنید

کاے مریدان ہر کہ آید این سرا نانش دہید
دین و ایمانش مجوئید و غمش بر جان خرید

آنکہ دارد ارزش جان نزد جانان اے مرید
ظلم باشد گر کنیش از لقمہ نانی نا امید

آفرین بادا بر این مکتب کہ بے شک قرنہا
چشم گیتی این چنین اُلفت از این مردم ندید [۲۷]

شیخ خرقان کے مکتب میں

ترجمہ: پیر عرفان بایزیدؒ کے روحانی الہام سے میری مشتاق و بے تاب جان نے خرقان کا عزم کیا۔

پائے دل سے شیخ خرقان کے شہر جا پہنچا، میری روح کی کان نے یہ پر مغز و معنی ارشاد سنا۔

اے مریدو! جو شخص اس سرا میں آئے، اسے کھانا دو، اس کا دین و ایمان نہ پوچھو، اس کے غم کا مداوا کرو۔

اے مرید جو جاناں (رب کریم) کے ہاں جان کی قدر رکھتا ہے، ظلم ہوگا اگر تم اسے لقمہ نان سے نا اُمید کرو۔

آفرین ہو اس مکتب پر کہ بلا شبہ صدیوں سے زمانے کی آنکھ نے ایسی اُلفت یہاں کے لوگوں میں نہیں دیکھی۔

شیخ دین

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب مثنوی معنوی میں شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بڑے احترام کے ساتھ کیا ہے۔ معروف مغربی محقق جناب نیکلسون نے مثنوی کی شرح کرتے وقت لکھا ہے:

''ساتویں صدی ہجری کے بزرگ و مشہور عارف مولانا جلال الدین بلخی (مولوی) نے اپنے اشعار میں جہاں لفظ ''شیخ دین'' استعمال کیا ہے، اس سے ان کی مراد شیخ ابوالحسن خرقانی ہے۔ جس طرح کہ وہ مثنوی کے دفتر ششم میں کہتے ہیں۔

گفت (المعنی ہو اللہ) شیخ دین
بحر معنیہائے رب العالمین
جملہ اطباق زمین و آسمان
ہمچو خاشا کے در آن بحر روان[۲۸]

حواشی باب سوّم

۱- نور العلوم، ۳۳۷۔

۲- ایضاً، ۳۱۹، بحوالہ تذکرہ طریقت اویسی کریم کسروی وجدی۔

۳- ایضاً، ۱۱۴، از لطف علی آذر بیگدلی۔

۴- ایضاً، ۲۸۸، بحوالہ منطق الطیر شیخ فرید الدین عطارؒ۔

۵- ایضاً، ۳۱۶، بحوالہ مہر ایران (۳)، نگین سخن، ۴۲۳-۴۲۵۔

۶- ایضاً، ۳۱۸، بحوالہ مزامیر حق، رسالہ۔

۷- ایضاً

۸- ایضاً

۹- ایضاً

۱۰- ایضاً ۳۱۴-۳۱۵ از مرحوم عبدالحسن نصرت منشی باشی۔

۱۱- ایضاً، ۳۲۴-۳۲۵ از کریم کسروی وجدی۔

۱۲- ایضاً

۱۳- ایضاً ۳۲۲، بحوالہ مزامیر حق، رسالہ۔

۱۴- ایضاً، از عبدالرفیع حقیقت (رفیع)۔

۱۵- ایضاً، ۳۲۱-۳۲۲۔

۱۶- ایضاً، ۳۱۰، بحوالہ منطق الطیر عطارؒ۔

۱۷- ایضاً، ۳۱۱، بحوالہ اسرار نامہ عطارؒ۔

۱۸- ایضاً

۱۹- ایضاً ۳۱۲، بحوالہ معیت نامہ عطارؒ۔

۲۰- ایضاً، از حمید حامد تبریزی۔

۲۱- ایضاً، ۲۲۷، بحوالہ منطق الطیر عطارؒ۔

۲۲- مثنوی مولوی معنوی (ج ۶)، ۲۰۵-۲۱۴

۲۳- ایضاً (ج ۴)، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹۔

۲۴- ایضاً (ج ۴)، ۱۸۰-۱۸۱۔

۲۵- ایضاً، ۱۸۱۔

۲۶- ایضاً، ۱۸۸-۱۸۹۔

۲۷- نورالعلوم، ۳۲۸، از عبدالرفیع حقیقت (رفیع)۔

۲۸- ایضاً، ۱۴۴، بحوالہ مثنوی مولوی معنوی۔

باب چہارم	:	اردو ترجمہ متن کتاب
تصنیف وتالیف	:	حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ قدس سرہ

مترجم "نورالعلوم" درج ذیل دس ابواب پر مشتمل ہے:

پہلا باب	:	سوال وجواب میں
دوسرا باب	:	وعظ ونصیحت میں
تیسرا باب	:	احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں
چوتھا باب	:	لطف (ومہربانی) میں
پانچواں باب	:	مناجات میں
چھٹا باب	:	جوش میں
ساتواں باب	:	دلوں پر القا ہونے کے بارے میں
آٹھواں باب	:	مجاہدت میں
نواں باب	:	حکایات میں
دسواں باب	:	مناقب شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پہلا باب

سوال و جواب میں

۱۔ لوگوں نے پوچھا کہ درویشی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تین چشموں والا ایک دریا، پہلا (چشمہ) پرہیز، دوسرا سخاوت اور تیسرا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مخلوق سے بے نیاز ہونا۔''

۲۔ شیخ (ابوالحسن خرقانی) نے صوفی سے پوچھا کہ تم درویش کسے کہتے ہو؟ اس نے کہا: ''اسے جسے دنیا کی خبر نہ ہو۔'' شیخ نے فرمایا: ''ایسے نہیں بلکہ درویش وہ ہے جس کے دل میں کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔ وہ بولتا ہے اور اس کی گفتار نہیں ہوتی، وہ دیکھتا ہے اور اس کا (کوئی) دیدار نہیں ہوتا، وہ سنتا ہے اور اس کی سنی جانے والی کوئی شے نہیں ہوتی۔ وہ کھاتا ہے اور اس کے کھانے کا مزہ نہیں ہوتا۔ اسے (کوئی) حرکت و سکون (حاصل) نہیں ہوتا اور اس کا (کوئی) دکھ اور خوشی نہیں ہوتی۔ درویش ایسا (ہوتا) ہے۔''

۳۔ شیخ نے مرید سے دریافت فرمایا: ''تو نے کبھی زہر کھایا ہے؟'' اس نے کہا: ''نہیں، جو کوئی زہر کھائے وہ مر جاتا ہے۔'' (آپ نے) فرمایا: ''بس تو نے کبھی حلال نہیں کھایا، کیونکہ جو روٹی کھاتے وقت یہ نہ سمجھے کہ زہر کھا رہا ہے، وہ ایسے ہے جیسے کہ اس نے حلال نہیں کھایا۔''

۴۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا: ''مسافر کون ہے؟'' (آپ نے) فرمایا: ''مسافر وہ نہیں جس کا تن اس جہان میں مسافر ہے بلکہ مسافر وہ ہے کہ اس کا دل تن میں مسافر ہو اور اس کا سر (بھید) دل میں مسافر ہو۔''

۵- (آپ سے) پوچھا گیا کہ (اللہ تعالیٰ) کے دوستوں کی کیا نشانی ہے؟ آپ نے فرمایا: (اللہ کا دوست) ''وہ (ہے) جس کے دل سے دنیا کی دوستی نکل چکی ہے۔''

۶- (آپ سے) پوچھا گیا کہ (ہم) کیا کریں کہ بیدار ہو جائیں؟ (آپ نے) فرمایا: ''اپنی عمر کو سامنے سے اٹھا دو اور یوں سمجھو کہ سانس واپس آ گیا ہے اور تمہارے دولبوں کے درمیان اٹکا ہوا ہے اور یوں لگتا ہے کہ ابھی باہر نکل جائے گا۔''

۷- ایک بزرگ نے شیخ (ابوالحسن) سے کہا کہ آپ حوصلہ رکھیں میری کتابیں (نامہ اعمال) خراب ہو گئی ہیں۔ (آپ نے) فرمایا: ''تم بھی حوصلہ رکھو تا کہ میں ایک بار دوست (اللہ کریم) کا نام اس طرح زباں پر لا سکوں جیسا کہ اس کا حق ہے، یا دو رکعت نماز پڑھ پاؤں جس طرح کہ اس نے حکم فرمایا ہے۔''

۸- (آپ سے) پوچھا گیا کہ وسوسہ کس چیز سے پیدا ہوتا ہے؟ (آپ نے) فرمایا: ''دل تین چیزوں کی بدولت (غیر اللہ سے) مشغول ہوتا ہے: آنکھ، کان اور لقمہ (کی وجہ سے)۔ آنکھ سے وہ چیز دیکھو جو دل کو مشغول نہ کر سکے۔ کان سے وہ چیز سنو جو دل کو مشغول نہ کر سکے اور حرام لقمہ دل کو آلودہ کرتا ہے اور (اس سے) وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔''

۹- ایک روز شیخ (ابوالحسنؒ) نے صوفی سے پوچھا کہ تمہارا کوئی دوست ہے؟ یا (حضرت) خضر علیہ السلام سے تمہاری دوستی ہے؟ اس نے کہا (کہ میری خضرؑ سے) دوستی ہے۔ (آپ نے) فرمایا: ''تمہاری عمر کتنی ہے؟'' اس نے کہا کہ ۹۷ برس۔ (آپ نے) فرمایا: ''تم نے ۹۷ برس اللہ تعالیٰ کا جو رزق کھایا ہے وہ واپس کر دو کیونکہ یہ مناسب نہیں کہ رزق خدا کا کھاتے ہو اور صحبت (دوستی) خضر (علیہ السلام) کے ساتھ رکھتے ہو۔''

۱۰- شیخ (ابوالحسنؒ) سے پوچھا گیا کہ سچا مرید کون ہے؟ (آپ نے) فرمایا:

• ''وہ جو دل سے بات کرے''یعنی جو کچھ اس کے دل میں ہے وہ بتائے۔

۱۱- (آپ سے) پوچھا گیا کہ مرید کون ہے؟ (آپ نے) فرمایا: وہ جو کہ دروازے سے اندر آئے اور پیر کو اس سے مشغول نہ ہونا چاہیے۔ مرید وہ ہے جسے پیرؒ کی مجلس میں جہاں بیٹھنے کو جگہ ملے (وہیں بیٹھ کر) خوش ہو جائے۔ خواہ جوتوں کی صف میں جگہ پائے اور مرید وہ نہیں ہوتا جو ہر کسی کو یوں فریفتہ کرے، جیسے ماں بچے کو فریفتہ کرتی ہے اور اسے روٹی گھی میں تل کر دیتی ہے۔''

۱۲- (حضرت) شیخ ابوالحسنؒ نے فرمایا: ''مومن کے لیے ہر جگہ مسجد ہوتی ہے اور اس کے لیے ہر دن جمعہ ہوتا ہے اور ہر مہینہ اس کے لیے رمضان ہوتا ہے۔ وہ جہاں بھی ہوتا ہے زمین پر ایسے (مؤدب) رہتا ہے جیسا کہ مسجد میں (ہوتا ہے) اور تمام مہینوں کی یوں حرمت کرتا ہے جیسے رمضان کی اور ہر روز یوں عبادت کرتا ہے جیسے کہ جمعہ کو۔''

۱۳- (آپ سے) رقص کے بارے میں پوچھا گیا۔ (آپ نے) فرمایا: ''رقص اس شخص کو زیب دیتا ہے جو زمین پر پاؤں مارے تو اسے ایک تاثیر حاصل ہو جائے اور جب وہ آستین کو ہوا پر پھیلائے تو اسے عرش نظر آنے لگے اور جو اس (درجہ) کے بغیر (رقص) کرے (وہ ایسا ہے کہ) اس نے بایزیدؒ اور شبلیؒ کی عزت ضائع کر دی۔''

۱۴- ایک عالم نے (حضرت) شیخ (ابوالحسنؒ) سے سوال کیا کہ بے فائدہ نصیحت کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو نصیحت کرتے وقت اپنی گردن نیچے نہ کرے یعنی یہ سمجھے کہ میں ان سے بہتر ہوں اور نصیحت نفع بخش تب ہوتی ہے کہ تو نصیحت کرتے وقت دل میں دنیا کا لالچ نہ رکھے۔''

۱۵- (آپ سے) پوچھا گیا کہ عارف کون ہے؟ (آپ نے) فرمایا: ''عارف کی مثال اس پرندے کی سی ہے جو خوراک کے لالچ میں آشیانے سے نکلا اور اسے دانہ نہ ملا۔ اس نے واپسی کے لیے گھونسلہ کی طرف رخ کیا اور راستہ بھول گیا۔ اب حیران کھڑا ہے۔ واپس گھر (آشیانے میں) جانا چاہتا ہے لیکن پہنچ نہیں سکتا۔''

۱۶- (آپ سے) پوچھا گیا کہ جس (شخص) کے دل پر خدا کی ہستی کا غلبہ ہو جائے اس کی نشانی کیا ہے؟ (آپ نے) فرمایا: ''سر سے پاؤں تک وہ شخص خدا کی ہستی کا اقرار کرتا ہے، اس کے ہاتھ، اس کے پاؤں، اس کا بیٹھنا، چلنا، دیکھنا حتیٰ کہ سانس جو اس کے ناک سے باہر نکلتی ہے، وہ بھی کہتی ہے: ''اللہ'' جیسے کہ مجنوں (تھا کہ) اس سے جو بھی کچھ پوچھتا تو وہ کہتا: ''لیلیٰ''۔ خواہ وہ زمین، دریا اور دیوار سے مخاطب ہوتا (یا وہ) آدمیوں، گھاس اور بھیڑوں سے بات کرتا تو وہ کہتا انا لیلیٰ (یعنی میں لیلیٰ ہوں) اور لیلیٰ انا (یعنی لیلیٰ میری ہے)۔''

۱۷- (آپ نے) فرمایا: ''آہ کشاں اور گراں باراں! آہ کش وہ لوگ ہیں جنہوں نے زخم کھائے اور گراں بار وہ لوگ ہیں جو ارباب وقت کہلائے۔ جس نے زخم کھایا، اس کا درماں مرہم سے نہ ہو پایا اور جو شخص وقت کے بار تلے آیا، وہ قابل رحم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو (آزمائشیں) انبیائے کرام پر لایا ہے اگر وہ (آزمائشیں) اولیائے عظام پر بھی لاتا تو ایک شخص بھی لا الہ اللہ کہنے والا (دنیا میں) نہ رہتا اور جو (آزمائشیں) (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آئی ہیں اگر وہ کوہ قاف پر آتیں تو وہ پہاڑ (بھی) ریزہ ریزہ ہو جاتا۔''

۱۸- (آپ نے) فرمایا: ''جو شخص زمین پر سفر کرے اس کے پاؤں پر آبلے پڑ جاتے ہیں اور جو آدمی آسمان کا سفر کرے اس کے دل پر چھالے

(آبلے) پڑ جاتے ہیں۔"

۱۹- (آپ سے) پوچھا گیا کہ اہل ہمت کی بہار کیسی ہے؟ (آپ نے) فرمایا یہ کہ وہ دیوانے ہو جائیں، کیونکہ جادہ عشق و محبت بیابانوں میں طے کیا جاتا ہے، لیکن اس عالم میں زیادہ کشادگی نہیں دی گئی اور جس قدر کشادگی دی گئی ہے، وہ دوستوں کے لیے ناکافی ہے اور طالب اس سے بھی تیز تر قدم اٹھاتے ہیں، تاکہ سیراب ہو جائیں۔ وہ ایسے ہی (دیوانہ وار) دوڑ رہے ہیں اور پیاسے مر رہے ہیں، جیسے حاجی (آدمی) کو گرمی میں تھوڑا سا پانی ناکافی ہوتا ہے تو وہ خود کو کنویں میں گرا لیتا ہے اور مر جاتا ہے۔

۲۰- (آپ سے) جوان مردوں کے قدم کے بارے میں پوچھا گیا تو (آپ نے) فرمایا: "پہلا قدم یہ ہے کہ وہ کہیں خدا ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں، دوسرا قدم اُنس ہے اور تیسرا قدم اس کی طلب میں جلتے رہنا۔"

۲۱- شیخ (ابوالحسنؒ) نے (ایک شخص سے) پوچھا کہ جہاں تجھے قتل کیا گیا وہاں تو نے اپنا خون دیکھا ہے؟ (اس شخص نے کہا نہیں: آپ نے) فرمایا: "تو کہہ کہ جس جگہ مجھے قتل کیا گیا وہاں مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں تھا اور بہادروں کا خون کرنا جائز ہے۔"

۲۲- (آپ سے) پوچھا گیا کہ بقا و فنا کے بارے میں کسے بات کرنا جائز ہے؟ (آپ نے) فرمایا: "اس شخص کو جس نے خود کو ایک ریشمی دھاگے کے ساتھ آسمان سے لٹکا رکھا ہو، ایسی ہوا چلے جو درختوں کو جڑ سے اکھیڑ ڈالے۔ تمام عمارتوں کو ویران کر دے، تمام پہاڑوں کو اٹھا لے اور تمام دریاؤں کو برابر کر ڈالے (یعنی پھر کر زمین کے برابر کر دے) لیکن اس آدمی کو اپنی جگہ سے وہ ہلا نہ سکے تو اس وقت اسے زیب دیتا ہے کہ وہ فنا

وبقا کے بارے میں بات کرے۔"

۲۳- (آپ سے) پوچھا گیا کہ کیسے جانیں کہ اس (آدمی) کا اندر (اور باہر) ایک (جیسا) ہے؟

(آپ نے) فرمایا: "جان لیں کہ اس (آدمی) کی زبان بھی ایک ہے۔ (لہٰذا) جس کی زبان گندی ہے (وہ اس بات کی) دلیل ہے کہ اس کا دل بھی گندہ ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے دل ایک دیگ ہے اور زبان ایک چمچہ ہے، جو چیز دیگ میں ہوتی ہے، چمچہ وہی باہر لاتا ہے۔ دل دریا ہے اور زبان ساحل۔ جب دریا میں طغیانی آتی ہے تو وہ ساحل پر وہی کچھ نکالتا ہے جو دریا کے اندر ہوتا ہے۔"

۲۴- (آپ نے) فرمایا: "مردوں کی انتہائے فکر تین طرح کی ہے:

اوّل: یہ کہ تو خود کو پہنچانے تا کہ خدا تجھے پہچانے اور اس طرح کے (فکر والے) آدمی کم ہوتے ہیں۔

دوّم: یہ کہ (یقین کرے) "تو ہے" اور "وہ ہے"۔

سوّم: یہ کہ سب کچھ وہ ہے اور "تو نہیں ہے"

(کیونکہ) اگر تو تمام دنیا کو نوالہ بنا کر ایک مومن کے منہ میں رکھ دے تو بھی تو نے حق ادا نہیں کیا اور اگر تو نے مشرق سے مغرب تک کا سفر کیا تا کہ ایک دوست کی زیارت کرے تو بھی تو نے خدا کے لیے کوئی زیادہ کام نہیں کیا۔

۲۵- (آپ سے) پوچھا گیا کہ مردوں کا وصال کے موقع پر رونا کس لیے ہوتا ہے؟

(آپ نے) فرمایا: "جب دل روتا ہے تو آنسو خون بن جاتے ہیں اور جب آنکھ دیکھنے والی بنتی ہے تو پیشاب خون ہو جاتا ہے اور جب کان سنتا ہے تو ہڈی کو پگھلا ڈالتا ہے اور جب وقت ہاتھ لگتا ہے تو فنا پہنچ جاتی ہے۔"

دوسرا باب

وعظ و نصیحت میں

۲۶- شیخ ابوالحسن علی بن احمد خرقانیؒ نے یوں فرمایا:
''صاحبان دل وہ لوگ ہیں جو دل کو محفوظ رکھتے ہیں اور بدون دل (دل کے بغیر) وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کی ساری فکر خدا تعالیٰ کی یاد (میں) ہے۔ کتنا خوش نصیب ہے وہ شخص جو یہ دیکھے کہ اس کے دل پر یاد حق کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور جو چیز بھی ماسوی اللہ ہے، اس کا اس کے دل پر گزر نہیں ہوتا۔''

۲۷- شیخ (ابوالحسنؒ) نے فرمایا: ''تو بات نہ کر، تا کہ تو خدا کی طرف سے سنانے والے کو نہ جان سکے اور تو بات سن، تا کہ تو خدا کی جانب سے کان میں پہنچانے والے کو نہ جان سکے۔''

۲۸- (آپ نے) فرمایا: ''آب (پانی) پانچ ہیں، ان میں سے تین جوانوں کو پسند ہیں: پہلا آب حیات، دوسرا آب حوض کوثر ہے اور تیسرا آب (جنت) ہے۔ چوتھا آب محبت ہے جو عرفاء کو محبوب ہے (اور پانچواں وہ آب ہے) جو خدا تعالیٰ کو محبوب ہے اور یہ بندوں کی آنکھ سے گرنے والا آب (آنسو) ہے، خاص کر گنہگاروں کی آنکھ سے۔''

۲۹- شیخ نے فرمایا: ''اگر آدمی آدمی کے ساتھ دشمنی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان (صلح کا) حکم کرتا ہے اور اگر بندہ خدا تعالیٰ سے غافل ہو جائے تو وہ (اللہ کریم) اس کے ساتھ دشمنی کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے نہ کہ (اس کا) علاج کرنے کا۔''

۳۰- شیخ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو اپنا دوست بنا لیا ہے اور

اسباب کو (ان کی) دسترس میں کر دیا ہے اور انہیں حکم فرمار کھا ہے کہ لوگوں کے مانگنے پر ان کو دیا کرو اور ایک جماعت کو اپنا دوست بنالیا ہے اور (اپنے) دوست کو ان کے پاس بھیجتے ہوئے فرمایا ہے کہ مخلوق کو انصاف فراہم کرو۔ ایک گروہ کو (اپنا) دوست بنالیا ہے اور انہیں جنگل میں بھیج رکھا ہے اور ان کو خلوت میں بٹھادیا ہے اور ان سے فرمار کھا ہے کہ ہمیشہ میری طرف متوجہ رہو۔ زمین کی پیٹھ پر بہت سارے ایسے آدمی ہیں جنہیں ہم زندہ سمجھتے ہیں لیکن وہ مردہ ہیں۔"

۳۱۔ (آپ نے): "فرمایا ہم سب کو ایک بیماری ہے۔ جب ہماری بیماری ایک ہے تو اس کا علاج بھی ایک جیسا ہے۔ ہم سب کو مرض غفلت لاحق ہے۔ آیئے تاکہ بیدار ہو جائیں۔"

۳۲۔ شیخ نے فرمایا: "اگر تنور سے ایک آگ تیرے کپڑوں پر آگرے تو تو فوراً کوشش کرتا ہے کہ اسے بجھاڈالے۔ کیا تو جائز سمجھتا ہے کہ تکبر، حسد اور ریا کی آگ تیرے دل میں جگہ پالے، کیونکہ یہ ایسی آگ ہے جو تیرے دین کو جلاڈالے گی۔"

۳۳۔ شیخ نے فرمایا: "ایمان والے آدمی کے جسم کا کوئی ایک عضو ضرور ہمیشہ یادالٰہی میں مشغول ہونا چاہیے، یا وہ دل سے اس کی یاد کرے، یا زبان سے اس کا ذکر کرے، یا آنکھ سے اس کا مشاہدہ کرے، یا ہاتھ سے (اس کے لیے) سخاوت کرے، یا قدم سے (چل کر) مردان (خدا) کی زیارت کرے، یا ایمان والوں کی خدمت کو پہنچے، یا ایمان یقین سے زندہ رہے، یا عقل کے ذریعے معرفت (حق) پائے، یا اخلاص سے عمل میں مشغول رہے، یا قیامت سے خوفزدہ رہے۔ ایسے بندے کو میں ضمانت دیتا ہوں کہ جب وہ قبر سے سر نکالے گا تو کفن کے ساتھ چلتا ہوا بہشت میں جا پہنچے گا۔"

۳۴۔ شیخ نے فرمایا: ''جیسا کہ جب تک (مقررہ) وقت نہیں آیا، تجھ سے طاعت کرنے کو نہیں کہا گیا (لہٰذا) تو بھی کل کے دن کو، جو کہ ابھی نہیں آیا، آج ہی طلب نہ کر (بلکہ خود کو) لب محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے آب (کی تراوت) سے زندہ رکھ۔''

تیسرا باب

یہ باب فہرست کتاب کے مطابق احادیث رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم میں تھا جو برٹش میوزیم لندن (برطانیہ) کے مخطوطے میں نہیں ہے۔

چوتھا باب

لطف (ومہربانی) میں

۳۵- شیخ نے فرمایا: ”نقل ہے کہ دل آخرکار اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ آدمی اپنے دل کی آواز اپنے سر کے کان سے سنتا ہے۔ جب یہ آواز منقطع ہوتی ہے تو آدمی اپنے دل کا نور اپنے سر کی آنکھ سے دیکھنے لگتا ہے۔“

۳۶- شیخ نے فرمایا: ”حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حکمت کو بھیجتا ہے تو یہ ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ ایک سرہانے سے دوسرے سرہانے کے گرد گھومتی ہے اور چاہتی ہے کہ اسے ایسا دل ہاتھ لگے جس کے اندر دنیا کی محبت نہ ہو، تاکہ یہ اس میں داخل ہو جائے۔ جب یہ ایسے دل میں داخل ہو جاتی ہے تو اس وقت ان فرشتوں سے کہتی ہے کہ تم اپنے مقام پر (واپس) چلے جاؤ، کیونکہ میں نے اپنا مقام پا لیا ہے (اس طرح) بندہ دوسرے روز صبح حکمت بیان کرنے لگتا ہے جو اسے اس کے ربّ نے عنایت فرمائی ہوتی ہے۔“

۳۷- (فرمایا): ”نقل ہے کہ زمین پر خدا کا ایک بندہ (ہوتا) ہے کہ جب وہ خدا کو یاد کرتا ہے تو جنگلوں میں شیروں پر خوف الٰہی سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور ان کا پیشاب نکلنے لگتا ہے اور آسمانوں میں فرشتے (خوف الٰہی سے) رونے لگتے ہیں۔“

۳۸- (فرمایا): ”نقل ہے کہ آدمی ایسا ہو کہ خدا اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہ ہو، تاکہ جب وہ کہے: ”اللہ“ تو خدا سے بے خبر نہ رہے۔“

۳۹- (فرمایا): ”نقل ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے دوستوں کو اپنی پاکیزگی سے آراستہ فرماتا ہے، (اُنہیں) اپنی وحدانیت سے پالتا ہے، اپنے علم سے

ادب سکھاتا ہے، اپنی دولت اور قدرت سے نوازتا ہے اور انہیں سلطنت (روحانیت) نصیب فرماتا ہے۔"

۴۰۔ شیخ نے فرمایا: "(اللہ کریم نے مجھے) ہزار آنکھیں عطا فرمائیں اور (پھر) میری طرف توجہ (رحمت) فرمائی۔ جو کچھ خدا کے علاوہ تھا، وہ سب بھسم ہوگیا۔ نو سو ننانویں (علاوہ ازیں اللہ کی رحمتیں میرے حصہ میں آئیں جن) کو میں جانتا ہوں۔"

۴۱۔ (فرمایا): "نقل ہے کہ (اللہ تعالیٰ) ہر ایمان والے کو چالیس بادشاہوں جیسا رعب عطا فرماتا ہے اور یہ سب سے چھوٹا درجہ ہے اور (اللہ تعالیٰ) اس رعب کو مخلوق سے چھپائے رکھتا ہے، تا کہ مخلوق (ایمان والوں) کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔"

پانچواں باب

مناجات میں

۴۲- (آپ نے فرمایا): ''الٰہی تیری مخلوق تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتی ہے اور میں تیرے (اپنا) ہونے کا شکر ادا کرتا ہوں، کیونکہ تیرا (میرا مددگار) ہونا (ہی میرے لیے) نعمت ہے۔''

۴۳- شیخ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو آواز دے کر فرمایا میرے بندے تجھے کیا چاہیے؟ (مجھ سے) طلب کر! میں نے عرض کیا: الٰہی تیرا (میرا مددگار) ہونا ہی میرے لیے کافی نہیں ہے؟ کہ میں کچھ اور طلب کروں۔''

۴۴- شیخ نے فرمایا: ''اگر قیامت کو میرے خدا نے مجھ سے (کچھ) پوچھا تو عرض کروں گا: ''الٰہی مجھ سے (اپنے فضل و کرم) کے بارے میں پوچھ۔''

۴۵- (شیخ نے فرمایا): ''الٰہی میں تیری (توفیق) توبہ کے طفیل دلیر ہوں، جو کچھ میں (دنیا و آخرت میں) رکھتا ہوں وہ تیری ذات (کا فضل) ہے اور تو باقی ہے جو کچھ تو رکھتا ہے وہ وقت (مقررہ) ہے اور یہ ختم ہو جائے گا۔''

۴۶- (فرمایا): ''میں نے عرض کیا کہ الٰہی پچاس سال سے تیری محبت میں (مستغرق) ہوں۔ (تو) اس پر میں نے اپنے سر سے آواز سنی: میں نے (تخلیق) آدم (علیہ السلام) سے پہلے تجھے اپنا دوست بنایا ہے۔''

۴۷- (فرمایا): ''میں نے عرض کیا الٰہی مجھے تیری ذات چاہیے۔ اپنے سر میں آواز آئی: اگر تو مجھے چاہتا ہے تو پاکیزہ رہ کہ میں پاک ہوں اور مخلوق

سے بے نیاز ہو جا، کیونکہ میں بے نیاز ہوں۔"

۴۸- (فرمایا): "میں نے عرض کیا کہ الٰہی خوشی تیرے پاس ہے، کیا تو (وہ) مجھے بہشت میں عطا فرمائے گا؟"

۴۹- (فرمایا): "الٰہی اگر سارے جہاں میں کوئی شخص تیری مخلوق پر مجھ سے زیادہ مہربان ہوا تو میں ایسے وقت میں خود سے بیزار ہو جاؤں گا۔"

۵۰- (فرمایا): "میں نے عرض کیا الٰہی اگر میں تیرے حضور غمزدہ لوگوں کا قصہ عرض کروں تو آسمان اور زمین خون کے آنسو بہانے لگیں گے۔"

<u>**چھٹا باب**</u>

جوش میں

آپ نے فرمایا:

۵۱- ”جوان مردوں کا درد ایک ایسا دُکھ ہے جو کسی طرح دو جہاں میں نہیں سماتا اور یہ روگ اس بات کا ہے کہ وہ اسے (اللہ تعالیٰ کو) یوں یاد کریں جس کے وہ لائق ہے اور وہ (ایسا) نہیں کر سکتے۔“

۵۲- (آپ نے) فرمایا: ”اس تمام مخلوق کی صبح وشام یہی آرزو ہے کہ اسے (اللہ تعالیٰ کو) پالیں اور پانے والا وہ ہے جو اسے چاہتا ہے۔“

ساتواں باب

دلوں پر القا ہونے کے بارے میں

۵۳- شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا: ''اے میرے بندے جولوگ تیرے ہاتھ کو پکڑ رہے ہیں اور تیری موت کے بعد تیری قبر کی زیارت کرنے آئیں گے، ان سے ہوشیار رہو کہ یہ مرے پاس تیرے قاصد بن کر آئیں گے۔''

۵۴- شیخ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا اور فرمایا: جہاں ''نیاز'' ہے وہاں ''مراد'' میں ہوں اور جس جگہ ''دعویٰ'' ہے، وہاں ''مراد'' مخلوقات ہے۔''

۵۵- شیخ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو آواز دی۔ ''اے میرے بندے میرے مہمان کا حق ادا کر۔'' میں نے عرض کیا: ''الٰہی میں نہیں جانتا کہ تیرے مہمانوں کا حق ادا کیسے کروں؟'' فرمایا: ''جولوگ تیری مہمانی میں سلام کرنے آئیں، انہیں ''وعلیکم السلام'' کا جواب چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی تیرے پاس آئے جو مجھے دوست رکھتا ہو، میری دوستی کی وجہ سے تیری (ملاقات کی) آرزو رکھتا ہو۔ کوئی آدمی ایسا بھی ہوسکتا ہے جو اپنی مرضی سے تیرے پاس آئے، تاکہ تیرے ساتھ اپنا غم ہلکا کرے اور کوئی ایسا شخص بھی آسکتا ہے جو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں درماندہ ہو۔ ہوسکتا ہے ایسا آدمی (بھی آئے) جسے میں اس کے ذریعہ سے لایا ہوں اور اسے اپنے ''آنے'' کی خبر تک نہ ہو، لیکن وہ (تیرے ہاں) میرا (ہی) مہمان ہوگا۔ کوئی شخص ایسا بھی ہوسکتا ہے، جو اس جہان میں تجھ سے کوئی چیز چاہتا ہو۔'' بس اللہ تعالیٰ نے مجھے

فرمایا: ''جو کچھ تو دیکھے کہ میں نے تیرے ساتھ کیا ہے، تو وہی کچھ میری مخلوق کے ساتھ کر۔'' میں نے عرض کیا: ''الٰہی میں تیری مخلوق کے ساتھ ایسا (سلوک جیسا کہ تو نے میرے ساتھ کیا ہے) نہ کرسکوں گا۔''
فرمایا: ''مجھ سے مدد طلب کر۔''

۵۶- شیخ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو خطاب فرمایا: ''اے میرے بندے میں تجھ سے تیری چار چیزوں کا مطالبہ کرتا ہو۔ (۱) دل (۲) تن (۳) زبان (۴) حال کا۔ دو تو مجھے دیتا ہے اور دو مجھ سے بچا رکھتا ہے۔ یعنی تن کے ذریعے میری اطاعت کرتا ہے اور زبان سے قرآن پڑھتا ہے، لیکن دل اور حال مجھے نہیں دیتا، جبکہ مجھے ان (ہی) دونوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اگر تو چاہے تو دوسری دو (یعنی تن و زبان) بھی تیرے (ہی) لیے چھوڑ دوں۔''

آٹھواں باب

مجاہدت میں

۵۷- شیخ نے فرمایا: ''جوانمردوں کا مجاہدہ چالیس برس ہے۔ دس سال غم کھانا پڑتا ہے، تا کہ زبان کی اصلاح ہو جائے اور دس سال سے کم (مجاہدے) سے زبان صحیح نہیں ہوتی۔ دس سال کی ریاضت درکار ہوتی ہے، تا کہ یہ حرام گوشت جو ہمارے تن پر چڑھا ہوا ہے (وہ زائل ہو جائے اور حلال بن کر) وہ ہمارا ہو جائے۔ دس سال محنت کرنی پڑتی ہے، تا کہ دل زبان کے ساتھ صحیح (طرح ہم رنگ) ہو جائے۔ جو شخص چالیس برس اس طرح گزارے، اُمید ہے کہ اس حلق سے ایسی آواز نکلے جس میں حرص و ہوا نہ ہو۔''

لوگوں نے پوچھا کہ اس کی کوئی نشانی ہے؟ شیخ نے پہاڑ کی جانب چہرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ'' اور پتھر پہاڑ سے ٹوٹنے شروع ہو گئے۔''

۵۸- شیخ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کا نام لیتا ہے وہ تین حالتوں سے خالی نہیں ہو سکتا: (۱) اس کا پیشاب خون کی طرح سرخ ہو جاتا ہے (۲) یا انگلی کی مانند سیاہ (۳) یا اس کا جگر پگھل کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور (پیشاب کے ہمراہ) خارج ہونے لگتا ہے۔''

پھر فرمایا: ''اکثر ایسے ہوا کہ میں نے اپنا ہاتھ اپنے جسم پر لگایا تو میری پانچوں انگلیاں خون سے بھر گئیں، لیکن ابھی تک میں خدا کی یاد اس طرح نہیں کر سکا جس کے وہ لائق ہے۔''

۵۹- (شیخ نے) فرمایا: ''دنیا سے اس وقت تک نہ جاؤ، جب تک تین میں سے ایک حالت تمہیں نصیب نہ ہو جائے: (۱) یہ کہ خدا کی محبت میں اپنے آنسوؤں کو خون بنتا دیکھ لو (۲) یا یہ کہ اس (اللہ) کے خوف سے

اپنے پیشاب کو خون بنتا دیکھ لو (۳) یا (شب) بیداری میں تمہاری ہڈیاں پگھل کر باریک ہو جائیں۔

۶۰۔ شیخ نے فرمایا: ''عبادت ہر کوئی کر سکتا ہے لیکن عبادت کے ذریعے ہر آدمی خواہشات سے جان نہیں چھڑا سکتا۔''

۶۱۔ شیخ نے فرمایا: ''نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا، عابدوں کا کام ہے لیکن آفت کو دل سے نکالنا جوان مردوں کا کام ہے۔''

۶۲۔ شیخ نے فرمایا: ''فاقہ کے ذریعے (بندگی میں) یوں لگ جا کہ اگر ایک دن کا ورد (وظیفہ) کرنا ہے تو تین دن (مشغول رہو) اور اگر تین دن درکار ہیں تو چار دن لگے رہو اور ایسے ہی بڑھاتا جا، یہاں تک کہ چالیس روز کو ایک سال تک لے جا۔ اس وقت ایک چیز آئے گی، سانپ کی مانند، اس نے منہ میں مرغی کے انڈے کی طرح ایک شے رکھی ہوگی، سفید رنگ، یا سرخ رنگ، یا زرد، وہ آگے بڑھے گی اور منہ تیرے منہ پر رکھ دے گی۔ جس کے بعد شاید تو ہرگز کچھ نہ کھائے۔ سو بعد ازاں (تو) ایسا آدمی بن جائے گا جو ستر سال میں ایک بار (اس حالت سے) آگاہ ہوگا، اور کوئی ایسا آدمی ہوگا جو بیس سال میں اور کوئی ہوگا جو دس سال میں اور کوئی ہوگا جو چار ماہ میں اور کوئی ہوگا جو ایک ماہ میں اور کوئی ہوگا جو ایک ہفتہ میں آگاہ ہو جائے گا اور کوئی ایسا ہوگا جو ہر نماز کے وقت آگاہ ہو جائے گا کہ اس کا دل بے خبر ہے کہ وہ کسی شے کی اطلاع نہیں رکھتا کہ یہ جہان ہے یا وہ جہان۔ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اس جہان (دنیا) یا اس جہان (آخرت) کی بات کرے لیکن اس کا دل اس جہان سے بالکل کوئی خبر نہ رکھتا ہوگا۔''

۶۳۔ شیخ نے فرمایا: ''تو عمل میں لگ جا، یہاں تک کہ اخلاص ظاہر ہو جائے اور اخلاص کو ہاتھ میں رکھ، یہاں تک کہ نور ظاہر ہو جائے، جب نور ظاہر

ہونے لگے تو تجھے اطاعت کا درجہ ''اعبد کا نک تراہ'' (یعنی تو ایسے بندگی کر کہ جیسے اللہ کو دیکھ رہا ہے) نصیب ہو جائے گا۔''

پھر فرمایا: ''جب رات ہو جائے اور خلقت سو جائے تو تو اس تن پر طوق اور ٹاٹ پہن لے اور اسے چمڑے کا کوڑا مار، تا کہ اللہ اس تن پر لطف کرے اور پوچھے: ''اے میرے بندے اس تن کے ذریعے کیا چاہتا ہے۔'' تو تو کہے: ''الٰہی تجھے چاہتا ہوں۔'' (اللہ) فرمائے: ''میرے بندے اس تن بیچارے سے اب ہاتھ کھینچ لے کہ میں تیرا ہوں۔'' (یوں) ہر روز اللہ تعالیٰ کے لطف و رحمت کے نئے آثار ہم پر ظاہر ہوتے رہیں اور ہم دل کے ساتھ نئی نیت کریں۔''

۶۴- شیخ نے فرمایا: ''اکثر جانوں سے ماتم (رونے) کی آواز آتی ہے اور بعض سے دف (خوشی) کی۔ میں جس قدر بھی اپنے دل پر نگاہ ڈالتا ہوں، (اس سے) ماتم (غم) کی صدا آتی ہے، دف (شادمانی کی آواز) یہاں سے سنائی نہیں دیتی۔''

۶۵- شیخ نے فرمایا: ''جس کے در پر ایک سال رہو گے، آخر ایک روز کہے گا ہٹو، یہاں کیوں کھڑے ہو؟ پچاس برس اس (اللہ کریم) کے در پر رہو وہ پھر بھی یہی فرمائے گا کہ میں تمہارا کفیل ہوں۔''

۶۶- شیخ نے فرمایا: ''اگر تم معرفت (الٰہی) میں بات کرنا چاہو تو اس کے سات سو باب ہیں اور ہر باب کی سات سو شاخیں ہیں اور ہر شاخ پھلوں سے لدی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ عالم نے یہاں سے علم اُٹھایا اور ایک طرف کو چل دیا اور اسی پر خوش ہو گیا۔ زاہد نے اس سے زہد لیا اور ایک طرف چلا گیا اور اسی پر راضی ہو گیا۔ عابد نے اس سے عبادت لی اور اس کے ساتھ ہو گیا۔ تو بھی (یہاں سے) غم اُٹھا لے، تا کہ اپنے (کریم) اللہ سے خوش ہو سکے۔''

پھر فرمایا: ''اگر ہمیں نوح (علیہ السلام) جتنی عمر مل جاتی اور اس عمر میں ہم سے دو رکعت

نماز پڑھنے کا تقاضا کیا جاتا، جیسا کہ اس نماز کے پڑھنے کا اللہ (کریم) نے حکم دیا ہے، تو اس طرح ہم اس کا حق ادا نہ کر سکتے۔ اب جیسا کہ اس نے ہم سے دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنے کو فرمایا ہے (ان کی ادائیگی میں) ہماری کیا حالت ہے؟"

۶۷۔ شیخ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا میں پاکیزہ بنا کر بھیجا ہے، تم دنیا سے اس کے حضور پلید بن کر مت جاؤ۔"

۶۸۔ شیخ نے فرمایا: "مشاہدہ یہ ہے کہ وہ (ذوالجلال) باقی ہے اور تو نہیں (یعنی تو فانی ہے)۔ جو بندے کا نصیب ہے وہ اُٹھا لے اور جو اس (اللہ تعالیٰ) کے لائق ہے، وہ رہنے دے، تاکہ جو کچھ سامنے آئے، وہ اس (ذوالجلال) کے راز کے لائق ہو۔"

نواں باب

حکایات میں

۶۹- شیخ ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ (ابوالحسن خرقانی) کے سامنے کہا کہ تمام جنگل میں مجھے شربت پینے کی خواہش رہی لیکن میں نے نہیں پیا۔ شیخ نے فرمایا: ''مجھے تمام بیاباں میں شربت پینے کی تمنا نہیں ہوئی اور میں نے (شربت) پیا۔''

۷۰- بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے، سب سے زیادہ دور ان لوگوں کو پایا جو خود کو (یعنی اپنی ذات کو) زیادہ قریب رکھتے ہیں۔''

۷۱- بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تم بات کا جواب یاد رکھو، جسے بات کا جواب یاد نہیں وہ جس جگہ بولتا ہے فکر نہیں کرتا۔ روز قیامت کے حساب کو یاد رکھو۔ کیونکہ جسے قیامت کا حساب یاد نہیں، اسے اس چیز کا فکر نہیں کہ وہ مال کہاں سے جمع کرتا ہے۔ جانے (مرنے) کی قدر و قیمت کو پہچانو، جو شخص جانے (مرنے) کی اہمیت کو نہیں جانتا، وہ جس کسی کے ساتھ بیٹھے، اسے کوئی پروا نہیں۔''

۷۲- ابراہیم زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ایک دوپہر کو ایک نوجوان فضا سے ظاہر ہوا اور اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے انجیر کے پتے پر تھوڑی سی روٹی رکھی ہوئی تھی، وہ مجھے دیتے ہوئے بولا: ''میرے لیے دعا کریں، ہوسکتا ہے کہ میں تن کے انکار سے خلاصی پالوں۔'' اور پھر وہ غائب ہوگیا۔ دوسرے روز اسی وقت اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور انجیر کے پتے پر تھوڑی سی روٹی رکھ کر

مجھے دی اور وہی بات کہی۔ (یوں ہی) تیسرے روز اسی وقت پھر آیا اور ویسے ہی کہا: ''میرے لیے دعا کریں تاکہ اس تن کے انکار سے خلاصی پاؤں۔'' اور ہوا میں غائب ہو گیا۔

شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے (اس پر) فرمایا: ''اے جوانمرد! جو ہوا میں اُڑ رہا ہے، وہ اس نفس (کے شر) سے چلا رہا ہے۔ ہم جو اس جگہ بیٹھے ہیں ہمارا کیا بے گا؟''

۷۳۔ توانگروں میں سے ایک بزرگ، اہل حقیقت کے بڑوں میں سے ایک آدمی کے پاس آیا اور پوچھا: ''تجھے درہم زیادہ محبوب ہیں یا اپنا مالک؟'' اس نے کہا: ''درہم!'' کہا: ''بس پھر تو تم (ہمیشہ) میرے ہاں ہی رہو گے اور میری خدمت کی زحمت اُٹھاؤ گے۔''

۷۴۔ نقل ہے کہ ان کی خانقاہ میں ایک بار کرامت کے بارے میں بات ہو رہی تھی اور ہر آدمی اس کی ایک تعریف بیان کر رہا تھا۔ شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے فرمایا: ''خدمت خلق کے سوا کرامت کوئی چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ دو بھائی تھے۔ ان کی والدہ ضعیف تھی۔ دو میں سے ایک ہمیشہ دن رات ماں کی خدمت میں لگا رہتا اور دوسرا عبادت میں مشغول رہتا۔ کئی برس تک دونوں بھائی یوں ہی عمل کرتے رہے۔ ایک رات عابد بھائی کو سجدہ کے دوران نیند آ گئی۔ اس نے خواب میں آواز سنی کہ ہم نے تیرے بھائی کی بخشش کر دی ہے اور تجھے بھی اس کی وجہ سے بخش دیا ہے، عابد بھائی نے (اس آواز کے) جواب میں کہا: ''اے اللہ! حکمت کیا ہے؟ میں تیری عبادت میں اور وہ ماں کی خدمت میں (مصروف تھا)! اس پر عابد بھائی نے آواز سنی: ''اس نے محتاج کی خدمت کی اور تو نے بے نیاز کی خدمت کی۔''

۷۵۔ (حضرت) شبلی قدس سرہ ایک حجام کے پاس آئے اور دیکھا کہ وہ کرسی پر بیٹھا ہے اور اس نے اچھا لباس پہن رکھا ہے اور شاگرد اس کے بال

بنا رہے ہیں۔ شبلیؒ اس کے قریب ہوئے اور اس سے سلام کہنے کے بعد کہا: ''اے استاد، خدا کے لیے میرے بال کاٹ دیں۔'' استاد (حجام) کرسی سے نیچے اتر آیا اور اس نے شیخ (شبلیؒ) کے بال بنا دیے۔''

اہل بغداد میں سے ایک شخص آیا جس کے پاس پیسے تھے اور اس نے کہا کہ بغداد کے لوگوں نے مجھے کہا کہ یہ (پیسے) شبلیؒ کو دے آؤ۔ (شبلیؒ نے) اسے کہا کہ یہ پیسے استاد (حجام) کی صندوقچی کے اوپر رکھ دو۔ (یہ سن کر) استاد (حجام) بولا: ''(اے شیخ) افسوس کہ تم شبلی نہیں ہو۔ مجھے کہا ہے کہ خدا کے لیے بال کاٹ دو اور اب مزدوری دیتے ہو۔'' شبلیؒ نے فرمایا: ''کیوں نہیں میں شبلی ہوں۔'' استاد (حجام) بولا: ''میں نے آپ کا نام سن رکھا تھا لیکن دیکھا نہیں تھا۔'' وہ یہی بات کر رہے تھے کہ ایک سوالی آ گیا اور اس نے کچھ طلب کیا۔ حجام نے (سوالی سے) کہا: ''جو پیسے اس صندوقچی پر پڑے ہیں وہ اٹھا لو میں نے یہ (رقم) تمہیں دے دی ہے۔''

شبلیؒ فرماتے ہیں میں نے دل میں سوچا کہ جو رقم صندوقچی پر رکھی ہے۔ استاد (حجام) کو معلوم نہیں کہ وہ چار سو درہم ہیں۔ اس پر اس (حجام) نے مجھ سے کہا: ''آپ نہیں جانتے کہ یہ کس کے لیے مانگ رہا ہے؟ اور میں کس کے لیے دے رہا ہوں؟''

۷۶- ایک بزرگ نے خواجہ کے سامنے کہا: ''میں ایک کوتوال سے ڈر کر گھر میں گوشہ نشین ہو گیا۔ میں نے خود کو طوق (زنجیر)، ٹاٹ اور کوڑے سے اچھی طرح مؤدب بنایا اور (پھر) میں نے (اپنے نفس سے یوں) کہا: ''تو بھی وہی ہے جو مخلوق سے ڈرتا ہے۔'' خواجہ نے فرمایا کہ جب بھی روزی کا فکر دامن گیر ہوتا تو میں ایسے ہی کرتا۔ (اس پر) میرے نفس (نے مجھ سے) کہا: ''تم روزی کے لیے فکر مند رہتے ہو۔''

۷۷- بایزید قدس اللہ روحہ العزیز نے فرمایا: ''میں نے اپنے کام میں (اس وقت تک) اخلاص نہ دیکھا جب تک تمام مخلوق کو موت کی جگہ نہ رکھا۔''

۷۸- ابوحامد مرجی بن معقلؒ سے پوچھا (گیا) کہ جو بندہ نیک گمان رکھتا ہو

اس کی نشانی کیا ہے؟

ابوحامدؒ نے کہا: ''آپ نے نہیں دیکھا کہ نیک گمان والا آدمی وہ ہوتا ہے جو ہاتھ آستین میں کرلے اور وہ کچھ حاصل کرلے جو وہ نہیں رکھتا۔''

(اس پر) شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا: ''تو نے بھی نہیں پایا۔ نیک گمان والا (شخص) ہو ہوتا ہے جو چہرے سے ظاہر ہو، اسے آستین میں ہاتھ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔''

۷۹۔ بایزید قدس اللہ روحہ العزیز نے فرمایا: ''ایک رات میں نے نفس کو کہا ''نماز پڑھ''۔ کہنے لگا: ''میں مرگیا ہوں''۔ میں نے لباس اتار دیا اور کہا ''مردے کا اچھا لباس نہیں ہونا چاہیے۔'' پھر دروازہ بند کیا اور وہ (نفس) سوگیا۔ میں نے (اسے) کہا کہ اگر تو وہی ہے جو مرگیا تو پھر مجھے صبح تک غم میں رہنا چاہیے۔ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا: ''میں نے بھی ایک رات کہا: ''اے نفس نماز پڑھ''۔ بولا: ''نہیں پڑھ سکتا''۔ میں اٹھا اور خود کو تھوڑی سے باندھ دیا اور (پھر نفس سے) کہا: ''کیا تو مر گیا ہے؟'' اس دوران اسے (نفس کو) محراب میں لے آیا۔ اس پر وہ (نفس) کہنے لگا: ''میں نماز پڑھتا ہوں''۔

۸۰۔ ایک دفعہ (حضرت) موسیٰ علیہ السلام مناجات کی جگہ (طور) پر موجود تھے۔ خطاب سنا کہ اے موسیٰ! خبردار رہ۔ جب اس جگہ سے گزر گئے تو ایک کبوتر ان کے پاس آیا اور بولا: ''اے موسیٰ! پناہ چاہیے۔ پناہ چاہیے۔'' (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے آستین کھولا، کبوتر اس میں داخل ہوگیا۔ پھر ایک باز (آیا اور کہنے لگا): ''آپ نے میرا شکار آستین میں ڈال لیا ہے، اسے مجھے واپس دیں۔'' (حضرت موسیٰ نے) فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خبردار رہو۔'' (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ آگے بڑھایا کہ ران سے ایک ٹکڑا گوشت کاٹ کر اسے دیں۔ باز بولا: ''اے (حضرت) موسیٰ آپ نہیں جانتے کہ پیغمبروں کا

گوشت ہمارے لیے حرام ہے۔ میں (آپ سے) وعدہ کرتا ہوں کہ اسے (باز کو) نہیں پکڑوں گا۔" پھر باز ہوا میں بلند ہوا اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے سر مبارک کے گرد چکر لگانے لگا۔ کبوتر بول پڑا۔ "اے موسیٰ مجھے آزاد فرمائیں۔" (حضرت موسیٰ نے) فرمایا: "باز موجود ہے۔ آ کے پکڑ لے گا۔" کبوتر کہنے لگا: "جو کوئی وعدہ کرتا ہے، پھر وہ نہیں پکڑتا اور وعدے کو نہیں توڑتا۔" (حضرت موسیٰؑ نے) کبوتر کو آزاد کر دیا۔ یہ دونوں (باز اور کبوتر) اکٹھے ہو گئے اور دونوں (ایک ساتھ) چکر لگانے لگے۔ فرمان (الٰہی) آیا: "اے موسیٰ! باز جبرائیل ہے اور کبوتر میکائیل یہ آئے تھے، تاکہ آپ کو وعدہ کی مقبولیت سکھائیں۔"

۸۱- لقمان حکیم (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے بیٹے سے فرمایا: "تم آج جو بات بھی کرو وہ لکھ لو، دن کو روزہ رکھو اور پھر رات کو اپنی بات چیت میرے سامنے بیان کرو اور پھر کھانا کھاؤ۔" جب رات ہوئی تو ایک دوسرے کو (باتیں) سنانے لگے (جس میں) دیر ہو گئی۔ دوسرے روز بھی یہی کیا (لہٰذا) رات کو اس نے باتیں پیش کیں اور دیر ہو گئی۔ تیسرے روز بھی یہی کیا۔ بیٹے نے کہا: "رات تک جو کچھ کروں گا اور جو کہوں گا وہ آپ کے حضور پیش کروں گا لیکن (آج کے بعد) وعدے سے آزاد ہو جاؤں گا۔ کیونکہ دیر ہو جانے کی وجہ سے کھانا رہ جاتا ہے۔" لہٰذا آج (رات) پیش کرنے کے خوف سے (دن بھر کوئی) بات نہ کی۔ رات کو جب باپ نے (بات چیت) پیش کرنے کو کہا تو (بیٹا) کہنے لگا: "میں نے پیش کرنے کے خوف سے (دن بھر) کوئی بات (ہی) نہیں کی۔" لقمانؒ نے فرمایا: "بس ادھر آ جاؤ اور کھانا کھا لو۔" شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے فرمایا: "قیامت کے روز کم بولنے والوں کا ایسے ہی عمدہ حال ہو گا

جیسا کہ (حضرت) لقمان کے بیٹے کا ہوا۔"

۸۲- بایزید (بسطامیؒ) کی خدمت میں لوگوں نے عرض کیا: "جب رات ہوتی ہے تو (حضرت) حاتم مخلوق سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔" (آپ نے) فرمایا: "اگر وہ (خلق خدا سے) قطع تعلق کر لیتے ہیں تو (یہ اس لیے ہے کہ) مخلوق میں ایک بندے کو نمونہ بنایا جاتا ہے، تاکہ لوگ اس کے پیچھے چلنے والے بن جائیں۔"

۸۳- (حضرت) بلال بلخیؒ (حضرت) بایزید (بسطامیؒ) کے پاس آئے اور کہنے لگے: "اے شیخ ملائکہ آپ کے محلے میں ابلیس کو مار رہے ہیں۔" بایزیدؒ نے فرمایا: "اس مسکین کا میرے محلے میں کیا کام تھا۔"

۸۴- ابوالقاسم جنیدؒ منبر پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے کہ ابوالحسن نوریؒ کا وہاں سے گزر ا ہوا۔ فرمایا: "اے ابوالقاسم! ہم نے اخلاص اپنایا، ہمارا علاج کر دیا گیا اور تم نے زنار اپنائی، لہٰذا لوگوں کو تمہارے سامنے بٹھا دیا گیا۔" (یہ سن کر حضرت) جنیدؒ منبر سے نیچے اتر آئے۔ چالیس دن رات اپنے گھر کا دروازہ بند رکھا اور باہر نہ آئے۔

۸۵ حسن بصریؒ، حبیب کاتبؒ، مالک دینارؒ اور محمد واسعؒ (حضرت) رابعہؒ کے پاس آئے تو (حضرت) رابعہؒ نے ان سے پوچھا: "آپ لوگوں نے خدا کی بندگی کس لیے اختیار کی؟" ہر بزرگ نے ایک وجہ بیان کی۔ (حضرت) رابعہؒ نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور آگے بڑھتے ہوئے فرمایا: "ایسی بندگی تو ایک بلی بھی نہیں کرتی۔" (پھر فرمایا): "میں بندگی کرتی ہوں، چاہے تو وہ بہشت میں لے جائے، چاہے تو وہ دوزخ میں بھیج دے۔ دونوں اس کی ہیں۔"

۸۶- بایزیدؒ نے کہا: "الٰہی میری اس دوستی سے زمین کو آگاہ فرما دے۔" زمین لرزنے لگ گئی۔ ایک شخص نے عرض کیا: "اے شیخ! زمین کانپنے

لگی ہے۔" فرمایا: "ہاں اسے بتادیا گیا۔"

۸۷۔ لوگوں نے بایزیدؒ کی خدمت میں عرض کیا: "آدمی کی کوشش سے کچھ ہوتا ہے؟" فرمایا: "نہیں! لیکن بغیر کوشش کے بھی کچھ نہیں ہوتا۔"

۸۸۔ (حضرت) بایزید (بسطامیؒ) جب گھر میں داخل ہوئے تو امرودوں کا ایک تھال (پڑا) دیکھا۔ پوچھا: "کون لایا ہے؟" بتایا گیا کہ فلاں (شخص)۔ فرمایا: "اسے اٹھالو اور واپس کردو اور اسے کہو کہ تم لوگوں کا پانی چراتے ہو، اس پانی سے درختوں کو سیراب کرتے ہو اور پھر (ان کے) امرود ہمارے پاس بھیجتے ہو۔"

۸۹۔ (حضرت) بایزید (بسطامیؒ) نے گدڑی دی تھی کہ اسے سی کردیں۔ ایک شخص نے اسے سیا۔ جب سی کر لا رہا تھا تو اس نے یہ اپنے بیٹے کے کندھے پر ڈالی، تاکہ (گدڑی کی) برکتیں اس کے بیٹے کو نصیب ہو جائیں اور خود بیٹے کے پیچھے ہولیا۔ جب مسجد کے دروازے پر پہنچا تو اسے بیٹے کے کندھے سے اتار کر اپنے کندھے پر ڈال لیا اور بایزیدؒ کے پاس لے آیا۔ جب وہ گھر واپس آ گیا تو رات خواب دیکھا کہ وہ مر گیا ہے اور فرشتے اس کی قبر میں آ گئے ہیں اور وہ ان سے ڈر رہا ہے۔ (پھر) وہ ان سے کہتا ہے: "میں نے بایزید کی گدڑی کو اپنے کندھے پر ڈالا ہے۔" فرشتے خوفزدہ ہو کر اس کے پاس سے چلے آئے اور اس نے اس خوف سے خلاصی پائی۔

۹۰۔ (حضرت) بلال بلخیؒ نے (حضرت) بایزیدؒ سے کہا: "میں نے اس سال آپ کو مکہ (مکرمہ) میں دیکھا ہے۔" بایزیدؒ نے کہا: "وہ میں نہیں ہوں گا" تین بار بلال بلخیؒ نے (یہی) کہا تو لوگ کہنے لگے: "ہم نے بلال کو جھوٹ بولتے نہیں سنا اور نہ آپ کو، اس بات کی حقیقت کیا ہے؟" (بایزیدؒ نے) فرمایا: "ایماندار آدمی اللہ تعالیٰ کو سورج کی ٹکی

سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ سورج کی ٹکی ایک جگہ ہوتی ہے، لیکن ہر شہر میں نظر آتی ہے اور (اللہ) خود (ہی) اسے لاتا ہے اور خود (ہی) لے جاتا ہے۔ وہ (دکھانا بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، اس طرح کہ بندے کو اس کا علم (بھی) نہیں ہوتا۔''

۹۱- (حضرت) بایزیدؒ نے فرمایا: ''(حضرت) ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہؓ کا شکوہ اللہ تعالیٰ کے حضور کیا (تو) فرمان الٰہی آیا: ''سارہ کے ساتھ جہاں تک ہو سکے نرمی سے پیش آؤ، تاکہ تم زندگی گزار سکو اور یہ نہیں کہ سارہ کو آزاد کر دو'' (یعنی خود سے علیحدہ کر دو)۔''

۹۲- ابوموسیٰؒ نے کہا: ''ہم عازم مکہ (مکرمہ) ہوئے اور حسن عامر ہمارے ساتھ تھے۔ ہم ابوالحسن خرقانیؒ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے ہم سے فرمایا: ''اے ابا موسیٰ کچھ عرصہ ہو چلا ہے کہ میں ایک مسئلہ میں پریشان ہوں، کئی آدمیوں سے پوچھا ہے، کسی نے مجھے ایسا جواب نہیں دیا، جس سے میرے دل کو قرار آ جائے۔'' ابوموسیٰ نے کہا: ''آپ بتائیں''۔ (ابوالحسنؒ نے) فرمایا: ''میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ موقف (عرفات میں قیام) کی پہلی صف میں نہیں آئے، انہوں نے طواف کعبہ لوگوں کے ہمراہ نہیں کیا اور وہ جہاد میں (مجاہدین) کی پہلی صف میں شامل نہیں ہوئے، لیکن انہیں (درجات میں) یوں پایا ہے کہ آسمان سے بارش ان کی دعاؤں سے ہوتی ہے، زمین سے سبزہ ان کی دعاؤں کی بدولت اُگتا ہے اور زمین پر تمام مخلوق ان کی دعاؤں کے سہارے قائم ہے اس میں کیا حکمت ہے؟'' ابوموسیٰ نے فرمایا: ''وہ ایسے آدمی ہوئے ہیں کہ ساری عمر میں ان سے صرف ایک بار اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی، جو (ندامت بن کر) ان کے دلوں پر بیٹھ گئی اور وہ (مارے خوف کے) باہر نہیں نکلے کہ کہیں ان کے گناہ کی نحوست سے

(اللہ کی) بھلائی اس خلقت سے منقطع نہ ہو جائے۔"

۹۳- احمد حربؒ نے بایزیدؒ کے پاس مصلا بھیجا اور عرض کیا: "جب رات نماز پڑھنے لگیں تو اسے نیچے بچھا لیں۔" بایزیدؒ نے واپس کر دیا اور فرمایا: "میرے پاس اپنا تکیہ بھجواؤ کہ اس میں دو جہاں کا زہد (بھرا) ہوا ہے، تا کہ اسے سر کے نیچے رکھوں اور سو جاؤں۔"

۹۴- (حضرت) علی دہقانؒ فرمایا: "جو آدمی گندی سوچ کرے وہ اس کی (نحوست کی) وجہ سے دو سال (کی مسافت کے برابر) خدا کے راستے سے دور جا پڑتا ہے۔"

۹۵- (حضرت) بایزیدؒ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے فتوحات بخشیں جن کی بدولت میں ایک ایسے مقام پر پہنچا کہ ایک قبہ ظاہر ہوا، اس میں ایک دروازہ دکھائی دیا، جس کے گرد میں گھوم رہا تھا، میں اس دروازے پر رک گیا۔ کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو وہاں تک کوئی چیز لے جاتا اور وہاں سے کوئی چیز باہر لے آتا۔ ہر چند میں نے چاہا کہ یہ دروازہ کھول لوں (لیکن) وہ نہ کھلا۔ ایک عمدہ ذکر ظاہر ہوا، اس عمدہ ذکر کو میں نے حلق میں اتارا۔ وہ دروازہ کھول دیا گیا اور جس شخص کے لیے یہ دروازہ نہیں کھولا جاتا، اسے اس سے داخل نہیں ہونے دیتے۔ اے کاش! کہ اس میں موجود (سب کچھ) دیکھا جا سکتا۔"

۹۶- بایزیدؒ ایک بار فرما رہے تھے: "(الٰہی) مجھے قیامت کے دن اپنے حکم اور اپنی مخلوق کے درمیان ڈھال بنا دے۔ ان کا حساب مجھ سے لے، کیونکہ وہ ضعیف ہیں، طاقت نہیں رکھتے۔"

۹۷- بایزیدؒ فرماتے تھے: "اے مرد! تیرا ہاتھ پکڑیں گے اور پہنچ جائیں گے۔ (کیونکہ) کہتے ہیں کہ ایک نیک آدمی ایسے ہوتا ہے جیسے بجو سوراخ میں ہوتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ یہاں نہیں ہے۔ بجو خود سے کہتا ہے

شاید کہ (لوگ) مجھے یہاں نہیں دیکھتے اور نہیں سمجھتے کہ میں یہاں ہوں۔ بس اس وقت معلوم ہوگا جب لوگ اس کی گردن میں رسی ڈال لیں گے اور سوراخ سے باہر کھینچ لیں گے۔''

۹۸- احمد خادمؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک بزرگ کو طعنہ دیا۔ میں آیا اور اس بزرگ کو بتا دیا۔ اس نے بزرگ نے (مجھے) کہا: ''تو یہ چاہتا ہے کہ ایمان والا پتھر بن جائے۔ اگر تو مجھے یوں نہ بتاتا تو اسے (طعنہ دینے والے کو) کوئی چیز بھی نہ پہنچتی، لیکن جب تو نے (یہ) بتایا تو میں نے اپنے اوپر واجب سمجھا کہ قیامت تک اس طعنہ دینے والے کے لیے دعا کرتا رہوں گا۔''

۹۹- (حضرت) حاتم اصمؒ نے فرمایا: ''ایک مرتبہ مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہوئی۔ میں نے نگاہ ڈالی تو (اپنے) دل کو زبان کے ساتھ ہم آہنگ نہ پایا۔ آواز آئی: ''جب تم عرفات میں کھڑے ہوگے تو اس وقت اللہ تعالیٰ آسمان سے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا اور تم جو چیز مانگو گے وہ عطا فرمائے گا۔''

میں اس سال حج پر گیا اور عرفات میں کھڑا ہوا۔ جب حاجت طلب کرنی چاہی تو دل کو پھر بھی زبان کے ساتھ ہم آہنگ نہ پایا۔ میں نے حاجت طلب نہ کی اور واپس آ گیا۔

(کہا گیا) ''جب تو دوران جہاد میدان کارزار میں ایمان والوں کی صف میں کھڑا ہوگا تو آسمان کے دروازوں سے رحمت آنے لگے گی۔ اس وقت تو جو حاجت بھی طلب کرے گا وہ پوری ہوگی۔'' (لہٰذا) اس سال میں نے طبل (جہاد) بجایا اور جہاد میں شریک ہو گیا اور (مجاہدین) کی پہلی صف میں جا کھڑا ہوا۔ جب مراد مانگنی چاہی تو دل کو پھر زبان کے ساتھ ہم آہنگ نہ پایا۔ لہٰذا حاجت نہ مانگی اور واپس آ گیا۔

(پھر مجھ سے) کہا گیا: ''جب کوئی مکمل پاکیزگی (طہارت) حاصل کرے اور تاریک گھر میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اور حاجت طلب کرے تو وہ پوری ہوتی ہے۔'' میں

نے یہ کام کیا اور چاہا کہ حاجت طلب کروں، دل کو پھر بھی زبان کا ہم نوا نہ پایا۔ لہٰذا (پھر بھی) حاجت طلب نہ کی۔

میں نے دل کو بھاگتے ہوئے اور زبان کو آلودہ پایا۔ میں نے بھی چلا کر نفس کو آواز دی۔ میں نے کہا: ''اگر آواز آئے کہ اے حاتم دل کو زبان کے ساتھ ہم نوا بنا، تیری حاجت پوری ہوگی تو تو کیا کرے گا؟''

۱۰۰- عبداللہ واسعؒ نے کہا: ''ایک رات ابواسحاق ہرویؒ ہمارے پاس آئے۔ میرے والد موجود نہ تھے۔ میں ایک کمبل لے گیا، تاکہ وہ اپنے نیچے بچھا لیں۔ (انہوں نے) مجھے کہا: ''اے بیٹا! کمبل لائے ہو؟'' (پھر) فرمایا: ''رات بھر حوروں نے اپنی زلفوں کو ہمارے لیے بستر بنائے رکھا ہے۔ اے کاش! کہ تم مجھے دیکھ لیتے۔''

۱۰۱- ایک روز ابلیس نے حضرت نوح صلوات اللہ علیہ سے کہا: ''اے نوح! مجھ سے کچھ پوچھیے۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا: ''(ایسا کرنا) عیب ہے''۔ فرمان (الٰہی) آیا: ''سنیئے جو کچھ کہتا ہے۔ آپ کو (سن کر) غور نہیں کرنا چاہیے۔'' (شیطان) بولا: ''اے نوح! آپ کا میرے اوپر ایک حق ہے۔'' فرمایا: ''کون سا (حق) ہے؟'' کہنے لگا: ''مجھے دکھ تھا کہ کہیں (آپ کی) ساری قوم اسلام قبول نہ کرلے۔ ایک دفعہ آپ نے دعا مانگی تو وہ کفر پر (جم) رہے۔ میرے دل نے (اس غم سے) فراغت پائی۔'' اگرچہ حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا اس وقت فرمائی تھی جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی تھی: ''اب کوئی آدمی ایمان نہیں لائے گا۔'' (حضرت نوح علیہ السلام) شیطان کی اس بات سے غمزدہ ہو گئے۔ (شیطان) بولا: ''اے نوح! (علیہ السلام) حسد نہ کریں کہ یہ میں نے کیا تھا۔ آپ نے میرا حال دیکھا۔ حریص نہ بنیں کہ آدم (علیہ السلام) نے ایک لالچ کیا تو آپ نے دیکھا کہ کس قدر

رنج اُٹھایا۔ بخیل اور متکبر نہ بنیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی خوبصورت سرا پیدا فرمائی ہے جو بخیلوں اور متکبروں پر حرام ہے۔''

۱۰۲۔ حضرت بو علی رود باریؒ نے مریدوں سے پوچھا: ''تمہیں نیکی سے کوئی فائدہ بھی ہوا ہے؟'' ایک (مرید نے) عرض کیا: ''میں ایک (ایسا) آدمی تھا کہ ایک سوالی میرے محل میں آیا اور کچھ طلب کیا۔ میں دروازے پر آیا۔ اسے بغل میں لیا اور اندر لے گیا اور اپنی پوشاک اسے پہنائی اور اسے تخت پر بٹھایا اور اپنا مال اور ملک اس کے حوالے کر دیا اور اپنی عورت کو طلاق دے دی، تاکہ عدت کے بعد اس کی ہو جائے۔ اب میں نے گدڑی پہنی ہے اور آپ کے سامنے دوزانو بیٹھا ہوں۔'' (حضرت) بو علیؒ نے کچھ فرمایا۔

دوسرا (مرید) بولا: ''ایک روز میں ایک بادشاہ کے دربار سے گزرا۔ لوگوں نے وہاں ایک آدمی کو پکڑ رکھا تھا اور اس کے ہاتھ کاٹنا چاہتے تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ کٹوا ڈالا اور میرا کٹا ہوا ہاتھ آپ کے سامنے ہے۔''

بعد ازاں لوگوں نے حضرت ابو علیؒ سے پوچھا: ''ان دونوں میں زیادہ کامل کون ہے؟'' فرمایا ''تم دونوں نے دو آدمیوں کے ساتھ جو (سلوک) کیا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ ایمان دار آدمی کو سورج اور چاند کی مانند ہونا چاہیے کہ اس سے سب کو نفع ملنا چاہیے۔''

۱۰۳۔ بایزیدؒ نے فرمایا ہے: ''نیک آدمی وہ ہے جس کے دونوں ہاتھ سیدھے ہوں، یعنی جو کچھ دونوں ہاتھوں سے کرے وہ نیک عمل ہو، تاکہ فرشتے بھی سیدھے (دائیں) ہاتھ سے لکھیں اور عمل ایسا نہ ہو جسے فرشتے اُلٹے (بائیں) ہاتھ سے لکھیں۔''

۱۰۴۔ فرمایا: ''ایک اعرابی کے ہاں مہمان آیا اور اس کے گھر پنیر کا ایک ٹکڑا تھا، اسے لا کر مہمان کو پیش کیا۔ مہمان سیر نہ ہوا۔ (اعرابی) گھر میں گیا اور اپنی بیوی سے کہا: ''بکری ذبح کر ڈالیں''۔ وہ بولی: ''ہمارا نقصان ہوگا

کہ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چیز نہیں۔" اعرابی بولا: "ہم بھوکے مرجائیں یہ اس چیز سے زیادہ مناسب ہے کہ ہمارا مہمان بھوکا رہے۔"
(لہٰذا انہوں نے) بکری ذبح کرڈالی اور (پکا کر) مہمان کے سامنے لا رکھی۔ جب (مہمان کی) روانگی کا وقت آیا تو اس نے (اپنے) خادم سے کہا: "جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ انہیں (صاحب خانہ کو) دے دو۔" وہ بولا: "یہ بہت زیادہ ہے، انہوں نے ایک بکری سے زیادہ سخاوت نہیں کی۔" (مہمان) بولا: "اس نے اپنا سب کچھ قربان کرڈالا ہے اور ہم تھوڑا سا کررہے ہیں۔ اس کی سخاوت ہم سے زیادہ ہے۔"

۱۰۵- ایک پیر نے کہا: "جب تک پندرہ آدمیوں سے نہیں سنا کہ مخلوق کو نصیحت کرو، اس وقت تک بات نہیں کی۔ ان میں آٹھ انسان تھے اور سات غیر انسان۔"

بس شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے فرمایا کہ ان میں سے دو آدمی تھے جنہوں نے مجھے کہا کہ لوگوں کو نصیحت کرو۔ ان (نصیحتوں) میں سے ایک (نصیحت) تمہیں سناتا ہوں:
"ایک روز میں مسجد میں بیٹھا تھا۔ ایک آدمی دروازے سے اندر آیا، جس کی آمد سے مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ جب وہ جانے لگا تو اس نے مجھ سے کہا: "اس مخلوق کو نصیحت کرو"۔ میرے دل میں خیال آیا: "اگر لوگ کشتی کو توڑ ڈالیں تو اس سے دریا کا کیا نقصان ہوگا۔" اس نے منہ پیچھے موڑا اور بولا: "مردوں کی نصیحت کہاں جاتی ہے؟" اور یہ شخص انسان نہیں تھا۔"

۱۰۶- (حضرت) اویس قرنیؒ جب کوئی شے ہاتھ میں لیتے تو فرماتے: "اے پروردگار! ان چیزوں کو میرے دین کے لیے عذر نہ بنا۔"

۱۰۷- (حضرت) بایزیدؒ نے فرمایا: "اے جو میرے پاس نہیں ہے۔ میں نے چاہا کہ ہر چیز کو علم سے صحیح کرلوں لیکن دل کی ارادت کا کیا کروں، کیونکہ جب تک یہ خدا کے ساتھ صحیح نہ ہوگی، اس وقت تک تیرا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔"

۱۰۸- بایزیدؒ نے فرمایا: میں چلا کر تن سے کہا کرتا تھا: ''لاولا کرامتہ یاماوی کل سر ربی'' (یعنی اے میرے رب کے ہر راز کے ملجاو ماوی، اس بات کے علاوہ کوئی چیز عزت و کرامت والی نہیں) تو یہ ایک دن رات (کی مدت) میں پاک ہو جاتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ پندرہ دن رات (کی مدت) میں (اور) علماء کے قول اس سے زیادہ (مدت) کے نہیں ہیں۔ (مگر) اے ناپاک تن تجھے تیس سال ہو گئے ہیں اور تو ابھی تک پاکیزہ نہیں ہوا اور کل (قیامت کو) تجھے پاکوں کے پاک (اللہ رب العزت) کے حضور کھڑا ہونا ہے۔''

۱۰۹- بایزیدؒ نے فرمایا: ''جب تمہارا دل غمزدہ ہو جائے تو اسے غنیمت سمجھو کیونکہ اہل دل ذرّہ بھر غم کی بدولت ایک (بڑے) مقام پر پہنچتے ہیں۔''

۱۱۰- شیخ ابوالعباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ بندے کے حق میں لطف فرماتا ہے تو اسے نیک بندوں کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ اللہ کے علاوہ جو کچھ ہے، وہ سارا اس کے دل سے نکال دیتا ہے۔ بندہ یوں متحیر ہو جاتا ہے کہ اس سے اس کی کوئی دولت چھن گئی ہے۔ چند روز حیرت میں رہتا ہے، اس وقت اس کے باطن میں تقاضا ظاہر ہوتا ہے: ''اے اللہ! مجھے تو ہی درکار ہے۔'' یہ جو کہا گیا ہے کہ اے اللہ مجھے تیری ذات ہی درکار ہے، اس پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تو میرا ہے''۔ بندے کے باطن میں تقاضا پیدا ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے: ''مجھے تیری ذات ہی درکار ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی دوستی اسے اس مقام پر پہنچا دیتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دوست بنا لیتا ہے۔''

۱۱۱- ایک بزرگ (حضرت) بایزیدؒ کی خدمت میں آیا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جب باہر نکلا تو حضرت شیخ کے مریدوں میں سے ایک نے کہا: ''میں نے اس زیارت کو مقبول حج کی پاکیزگی نصیب ہو جانے

پر قیاس کیا ہے۔" جب دوبارہ زیارت کے لیے آیا تو اس مرید سے کہا: "آپ نے وہ بات حضرت خواجہ سے بیان کی تھی یا نہیں؟" اس نے کہا "نہیں"۔ (اس پر وہ آدمی) خوش ہوا اور کہنے لگا: "میری وہ بات غلط تھی کہ زیارت (شیخ) کو حج کی پاکیزگی کے برابر قیاس کیا جا سکتا ہے، کیونکہ ولی کی زیارت کو خدا تعالیٰ کے گھر (خانہ کعبہ) کے برابر نہیں سمجھنا چاہیے۔" جب اللہ تعالیٰ بندے کو برگزیدہ فرماتا ہے تو علم کو اس کے اعضا پر بیکار کر دیتا ہے اور اس کے ایک ایک عضو کو چھین لیتا ہے اور خدا (کے دیدار) کی خواہش اس کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ بندہ نیست ہو جاتا ہے، جب نیستی ظاہر ہو جاتی ہے تو ہست خدا تعالیٰ اس کے دل پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ جب وہ مخلوق کی طرف نگاہ کرتا ہے تو اسے چوگان قضا کے گیند کی مانند دیکھتا ہے۔ وہ اس پر ترس کھاتا ہے اور (خلقت سے) منقطع ہو جاتا ہے۔"

۱۱۲- (حضرت) بایزیدؒ کے لیے گندم خریدی گئی۔ آپ نے پوچھا: "کس سے خرید لائے ہو؟" عرض کیا گیا: "ایک کافر سے"۔ فرمایا: "یہ اسے واپس کر دو، کیونکہ یہ گندم ایسے شخص کی ہے جو خدا کی معرفت نہیں رکھتا۔"

۱۱۳- ایک شخص تسبیح ہاتھ میں پکڑے ہوئے حضرت بایزیدؒ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا: "دو (تسبیح ہاتھ میں) رکھو۔ ایک کے ساتھ نیکی گنو اور دوسری کے ساتھ گناہ۔"

۱۱۴- حضرت فضیل عیاضؒ کے ہاں فرزند پیدا ہوا۔ گھر میں کوئی ایسا کپڑا نہ تھا کہ جس میں بچے کو لپیٹ سکیں۔ پڑوسیوں سے مانگنا چاہا لیکن یوں بارش ہو رہی تھی کہ ہمسائے میں جانا مشکل تھا۔ فرمایا: "کرامت (بزرگی) کیا تو مسکینوں کا مذاق اُڑاتی ہے؟"

۱۱۵- ایک بزرگ نے کہا: ''تیس سال تک جوتے کی ایڑی کا حلقہ میرے کان میں ڈالا رہے، یہ اس سے زیادہ آسان ہے کہ میں نہ جانوں اللہ میرے ساتھ کیا (سلوک) روا رکھتا ہے۔''

۱۱۶- (حضرت) شبلیؒ نے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں جو کہ نہیں چاہتا۔'' شیخ ابو الحسن خرقانیؒ نے فرمایا: ''تم وہ بھی چاہتے ہو۔''

۱۱۷- ذوالنون مصری نے فرمایا ہے: ''اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے تو زیادہ تر روزہ دار بن کر رہ اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو نماز زیادہ پڑھا کر اور اگر یہ نہ کر سکے تو لقمہ کا خیال رکھ اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو یتیموں پر مہربانی کر۔''

دسواں باب

مناقب شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۸۔ چھوٹی عمر میں آپ کو ماں باپ روٹی دیتے اور صحرا میں بھیجتے، تاکہ جا کر جانوروں کی حفاظت کریں۔ آپ صحرا میں جاتے تو روزہ رکھ لیتے اور روٹی کو صدقہ کر دیتے۔ رات کو (گھر) آتے تو روزہ کھولتے اور روٹی کو صدقہ کر دیتے اور کسی کو اس کی خبر نہ ہوتی۔ جب بڑے ہوئے تو بیلوں کی جوڑی اور بیج آپ کو دیا جاتا۔ ایک روز آپ نے بیج بویا اور ہل چلا رہے تھے۔ نماز کی اذان ہوئی تو شیخ نماز پڑھنے چلے گئے اور بیل کھڑے ہو گئے۔ جب نماز کا سلام پھیرا تو دیکھا کہ بیل چل رہے اور ہل چل رہا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت شیخ نے سر سجدے میں رکھا اور کہا: ''اے خداوند! میں نے اس طرح سنا ہے کہ تو جس کو اپنا دوست بناتا ہے، اسے اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھتا ہے۔''

۱۱۹۔ عمی بوالعباسانؒ ایک بزرگ آدمی ہوئے ہیں، شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) کا جوانی میں ان کے ہاں آنا جانا ہو گیا تھا۔ جب عمی کی وفات کا وقت قریب آیا۔ شیخ نے اپنے مریدوں میں سے ایک کو کہا: ''تو میری رضا کے لیے ایک ہفتہ مردے نہلانے کا فریضہ قبول کر لے۔'' ہفتہ کے اندر ہی عمی بزرگوار فوت ہو گئے۔ مردے نہلانے والے نے انہیں تختے پر لٹایا اور انہیں استنجا کرانا چاہا۔ عمی خود اُٹھے اور استنجا کیا۔ مردہ نہلانے والا شخص (یہ منظر دیکھ کر) بے ہوش ہو گیا۔ (جب ہوش میں آیا تو) عمی نے (اس سے) کہا ''اگر تم نے کسی کو بتایا تو میں تمہارے ساتھ ناراض ہو جاؤں گا۔''

حاصل کلام یہ ہے کہ جب عمی (اپنی زندگی میں) شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) کی حالت (منزلت و مقام) سے آگاہ ہوئے تو ان سے کہا: ''اے ابوالحسن آؤ ہم دونوں اس پہاڑ پر جائیں اور توکل کر کے بیٹھ جائیں اور پھر دیکھیں کہ کون زندہ واپس آتا ہے۔'' دونوں گئے اور ایک چشمہ، جسے ہم وندر کہتے ہیں، کے کنارے دامن کوہ میں بیٹھ رہے۔ لوگ وہاں آتے کیونکہ یہ جگہ ان کی جائے عبادت رہی تھی۔ ایک ہفتہ کے بعد عمی کو بھوک لگی۔ عمی بولے: ''اے شیخ! آپ کھانا کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟'' شیخ نے ہاتھ باہر نکالا، ریت، پتھر اور خاک پر مارا اور مٹھی بند کر لی۔ گھی ان کے انگلیوں سے ٹپکنے لگا۔ عمی کو دیا عمی نے وہ کھایا اور کہا: ''اس سے اچھا کھانا کبھی نہیں کھایا۔''

۱۲۰۔ عمی بولے (مجھے مرید بنالیں) فرمایا: ''چلو دونوں (خدا کی) اطاعت کریں، تاکہ کوئی یہ دعویٰ نہ کرے کہ خدا کو بھلا دو۔'' عمی بولے: ''آیئے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اور اس درخت کے نیچے اُچھلیں۔'' فرمایا: ''آؤ کہ دونوں جہان کے فاتح بن کر کودیں۔''

۱۲۱۔ ایک دفعہ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ ایندھن لانے کے لیے پہاڑ پر گئے۔ آپ کے عقیدتمندوں کا ایک گروہ آپ کی زیارت کے لیے خراسان سے آیا۔ جب یہ لوگ دیہات (خرقان) کے سرے پر پہنچے تو ایک بوڑھی عورت ان کے سامنے آئی۔

انہوں نے اس سے شیخ کی خانقاہ کا پتہ پوچھا۔ اس نے کہا: ''کون سے شیخ؟'' لوگوں نے کہا: ''ابوالحسن''۔ وہ بولی: ''تمہاری زحمت ضائع ہوگئی۔ ہائے افسوس تمہارا وقت ضائع ہو گیا۔ وہ (شیخ) ناقص ہے۔ خلقت سے عزت کی امید رکھتا ہے۔ واپس چلے جاؤ، کیونکہ اس کے کام کی کوئی حقیقت نہیں۔'' لوگ بہت غمگین ہوئے اور انہوں نے واپس جانا چاہا۔ بوعلی سینا ان لوگوں میں شامل تھے۔ وہ کہنے لگے: ''جب ہم آ ہی گئے ہیں تو اب ہمیں ان سے ملے بغیر واپس نہیں جانا چاہیے۔ لہٰذا (لوگ شیخ کے) گھر پر حاضر ہوئے۔ ان کے گھر والوں نے پردے سے جواب دیا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں۔ وہ صحرا کی جانب نکلے ہوئے ہیں، لیکن تمہارے سفر پر

افسوس ہے کہ تم انہیں ملنے آئے ہو۔ لوگوں نے پوچھا: ''آپ کا ان سے کیا رشتہ ہے؟'' کہنے لگی: ''میں ان کی بیوی ہوں''۔ لوگوں نے پوچھا: ''وہ کیسے آدمی ہیں؟'' بولی: ''دیوانہ خلقت سے عزت کی امید رکھنے والا۔'' لوگ کہنے لگے: ''ہمیں واپس جانا چاہیے کیونکہ ان کا حال ان کی بیوی بہتر جانتی ہے۔'' بوعلی سینا نے کہا: ''جب تک ہم انہیں دیکھ نہ لیں واپس نہیں جائیں گے۔'' لہٰذا (لوگ) صحرا کی طرف چل پڑے۔ انہوں نے ایک آدمی کو آتے دیکھا جس نے ایک جانور پر لکڑیاں لاد رکھی تھیں۔ جب نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ حضرت شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) شیر کی پیٹھ پر سوار ہیں اور اپنے آگے لکڑیوں کا گٹھا لاد رکھا ہے۔ شیخ نے (ان لوگوں سے) فرمایا: ''السلام علیکم! جب ابوالحسن خلقت کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اس وقت شیر اس کا بار بھی نہیں اٹھائے گا۔'' جب شیخ اپنی خانقاہ کے دروازے پر پہنچے تو شیر واپس چلا گیا۔

۱۲۲۔ حضرت شیخ کے (مزار کے) مجاور سے سنا ہے کہ بعض راتوں میں ایک شیر کو یہاں آتے ہوئے دیکھا گیا ہے، جو مزار کے چکر کاٹتا ہے اور آہ و زاری کرتا ہے۔

۱۲۳۔ جب صوفیا کی ایک جماعت نے (شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی) زیارت کا ارادہ کیا تو ایک غیر مسلم بھی صوفیوں کے بھیس میں، اس جماعت میں شامل ہو گیا اور اس نے اپنا حال لوگوں سے پوشیدہ رکھا۔ جب (لوگ) میہنہ میں پہنچے تو حضرت شیخ ابوسعیدؒ ابوالخیر (میہنی) قدس سرہ کی خانقاہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے۔ شیخ ابوسعیدؒ نے (اپنی) فراست (روحانی) سے (اس غیر مسلم کو) بھانپ لیا اور فرمایا: ''مالی بالاعدا؟'' یعنی مجھے (اللہ) کے دشمنوں سے کیا کام؟ اس بات کا لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ وہ وہاں سے واپس ہو گئے اور خانقاہ کے اندر داخل نہ ہوئے۔ جب (یہ لوگ) خرقان پہنچے تو شیخ ابوالحسن (خرقانیؒ) نے اٹھ کر انہیں خوش آمدید کہا اور اپنے ہاتھوں سے ان کی خدمت کی اور اس غیر مسلم پر بہت زیادہ مہربانی فرمائی۔

ایک روز (شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے ان لوگوں سے) فرمایا: ''تمہیں (نہانے کے لیے) حمام میں جانا چاہیے۔'' مسافر خوش ہو گئے لیکن وہ (غیر مسلم) پریشان ہو گیا۔ وہ دل میں کہنے لگا کہ یہ زنار کہاں رکھوں گا؟ وہ اسی فکر میں تھا کہ شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے آہستہ سے اس کے کان میں کہا: ''یہ مجھے دے دو، میں (تمہارا) امانت دار خادم ہوں۔'' جب حمام سے واپس آئے تو شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے پوشیدگی سے زنار اسے واپس کر دی۔ اس غیر مسلم نے زنار اپنی کمر کے ساتھ باندھنی چاہی تو وہ ٹوٹ گئی۔ وہ پریشان ہو گیا۔ مقلب القلوب (ذات) نے اس کے دل کو اس فعل سے تائب کر دیا۔ شیخ کی زبان (مبارک) پر یہ آیات جاری ہو گئیں۔

وَالٰهُنَا وَالٰهُكُمْ وَاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ

(سورہ العنکبوت: ۴۶، سورہ ہود: ۱۴)

یعنی ''اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تمہیں بھی اسلام لے آنا چاہیے۔''

(یہ سن کر) وہ غیر مسلم جذبے میں آ گیا اور کہنے لگا: ''**اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ**'' یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں''۔

(بعد ازاں) اس کے قبیلے کے بہت سارے لوگ (بھی) مسلمان ہو گئے۔

۱۲۴۔ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ العزیز نے حجاز (مقدس) کے سفر کا ارادہ کیا اور خرقان کے راستے پر آئے۔ جب قریب پہنچے تو شیخ ابوالحسن (خرقانیؒ) نے فراست (روحانی) سے بھانپ لیا اور اپنے صاحبزادے احمدؒ کو مریدوں کی ایک جماعت کے ساتھ (ان کے) استقبال کے لیے بھیجا۔ جب ابوسعید نے دور سے انہیں دیکھا تو گھوڑے سے نیچے اتر آئے۔ پیدل چلنے لگے اور رونے لگے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ خواجہ (ابوالحسن خرقانیؒ) نہیں ہیں۔ فرمایا: ''کیا یہ آنے والے ان کے اہل محلہ نہیں ہیں؟'' جب خانقاہ (کی عمارت) میں داخل ہوئے تو گھر پر آ

کر کھڑے ہو گئے، جسے شیخ کا گھر کہتے تھے۔ شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے (اپنے مریدوں سے) فرمایا: ''سب (لوگوں کے لیے) مصلا اس گھر میں بچھاؤ۔'' خادم نے عرض کیا: ''یہ ستر آدمی ہیں اور گھر میں بیس سے زیادہ کی گنجائش نہیں۔'' شیخ نے گھر کے گرد چکر لگایا اور خادم سے فرمایا: ''اب سب کے لیے مصلا بچھادو۔'' ستر آدمیوں کے لیے مصلا گھر کے اندر بچھایا گیا اور سب وہاں بیٹھ گئے۔ شیخ حجرے میں گئے اور بیوی سے کہا: ''جانتی ہو کیسے پیارے دوست آئے ہیں؟ اور ہاں مجھے معلوم ہے کہ گھر میں تین من جو کا آٹا موجود ہے۔'' پھر فرمایا: (مہمانوں کے لیے) ''روٹیاں پکائیں۔'' بیوی نے قدرے خفگی کی اور شیخ اور مہمانوں کے بارے میں کچھ کہا۔ شیخ نے نرمی فرمائی۔ آخر روٹیاں پک گئیں۔ دستر خوان بچھایا گیا اور سالن سرکہ تھا۔ شیخ نے (خادم سے) فرمایا: ''ہاتھ دستر خوان کے نیچے رکھو اور روٹیاں نکال کر دیتے رہو اور اوپر سے دستر خوان مت ہٹاؤ۔'' جب ستر آدمیوں کے لیے کھانا لگ گیا تو بیوی بولی کہ کھانا اتنا تو نہ تھا۔ (خادم نے) دستر خوان کو اُٹھا کر دیکھا تو اتنی ہی روٹیاں موجود تھیں جتنی شروع میں تھیں۔ شیخ نے خادم نے فرمایا: ''تم نے خیانت کی۔ اگر تم دستر خوان اٹھا کر نہ دیکھتے تو قیامت تک میرے ہاں آنے والوں کے لیے کھانا ختم نہ ہوتا۔''

جب کھانا کھا چکے تو ابوسعیدؒ نے کہا: ''حکم فرمائیں کہ قرا اشعار پڑھیں۔'' حضرت شیخ نے فرمایا: ''اے ابوسعید مجھے اس کی پروا تھی نہ ہے، لیکن موافقت میں بھلائی ہے۔'' بیت خوانی شروع ہوئی۔ شیخ کا ایک مرید جرجام نام کا تھا۔ سماع و ذکر سے یوں متاثر ہوا کہ اس کی کنپٹی کی رگ اُبھری اور پھٹ گئی اور خون جاری ہو گیا۔ ابوسعیدؒ نے سر اٹھایا اور کھڑے ہو گئے (پھر) انہوں نے حضرت شیخ کے ہاتھ پر بوسہ لیا، حضرت شیخ نے تین بار اپنا ہاتھ ہلایا۔ ابوسعید نے حضرت شیخ کے ہاتھ کو تھاما اور دونوں بیٹھ گئے۔ پھر ابوسعید نے کہا: ''اللہ کی عزت کی قسم کہ

آسمان وزمین حضرت شیخ کے ساتھ وجد میں تھے۔" کہتے ہیں کہ چند روز تک پنگھوڑے کے شیر خوار بچوں نے ماؤں کا دودھ نہیں پیا۔

بعد ازاں حضرت شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے فرمایا: "اے ابوسعید مسلمان کا سماع ایسی شے ہے کہ جب وہ زمین پر پاؤں مارتا ہے تو اسے تحت الثریٰ تک صاف نظر آتا ہے اور نیچے سے آسمان تک صاف نظر آتا ہے اور وہ نیچے سے آسمان تک دیکھتا ہے۔" ابوسعید نے کہا: "مجھے آپ سے ایک مشورہ کرنا ہے۔ میں ایک مبارک سفر پر ہوں اور یہ سب لوگ ساتھ لے جا رہا ہوں۔" (شیخ نے) فرمایا: "اے ابوسعید اس جگہ سے واپس ہو جاؤ۔" ابوسعیدؒ نے (اس بات کو) سنا، لیکن مریدوں نے نہ سنا۔ ابوسعید نے شیخ کی موافقت میں یہ بھی کہا: "ہاں تمہارے لیے دامغان میں رزق ہے۔" جب (وہاں سے) چل پڑے اور دامغان پہنچے تو رستہ بند ہو گیا۔ چالیس دن رات دامغان میں رُکے رہے۔ ایک روز ابوسعیدؒ نے خادم سے کہا کہ جس جانب جانوروں کو جاتا دیکھو اس طرف چل پڑو، تاکہ واپس جائیں، لہٰذا بسطام کی طرف جانوروں کو جاتے دیکھا۔ جب خرقان کے نزدیک پہنچے تو راستہ گم کر بیٹھے، دن رات (یونہی) چکر لگاتے رہتے تھے۔ ابوسعیدؒ نے (لوگوں سے) کہا: "تم کچھ سمجھے ہو کہ یہ کیسی حالت ہے؟" لوگوں نے کہا کہ شیخ ہی جانتے ہیں۔ (اس پر ابوسعیدؒ نے) فرمایا: "خرقانی ہمیں استغفار پڑھنے کا حکم فرما رہے ہیں۔" جب (واپس) حضرت شیخ (ابوالحسنؒ) کے پاس پہنچے تو شیخ نے فرمایا: "اے ابوسعید وہ زمین خدا کے حضور روتی تھی کہ اپنے اولیاء کو میرے ہاں بھیج۔ لہٰذا اس کی دعا مقبول ہو گئی تھی۔ اے ابوسعید کیونکر تیرا درجہ ایسا نہ ہو کہ کعبہ تیرے پاس آئے۔" (انہوں نے) عرض کیا: "یہ درجہ آپ کا ہے۔" (حضرت شیخ خرقانی نے) فرمایا: "آج ہمارے ساتھ مسجد میں رہو، تاکہ کعبہ کی زیارت کر سکو۔" رات کو فرمایا: "اے ابوسعید! دیکھو۔" ابوسعید نے دیکھا کہ ایک گھر دونوں بزرگوں کے سر کے نیچے چکر لگا رہا تھا۔ ابوالحسن نے فرمایا: "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ"۔ ابوسعید نے (مریدوں کو) ایک حلقہ میں بٹھایا اور دعا مانگی۔

۱۲۵- محمود سبکتگین نے خرقان کے قریب پڑاؤ ڈالا اور ایک آدمی کو (ابوالحسن خرقانیؒ کی خدمت میں) بھیجا کہ اس زاہد سے کہو کہ غزنی کا بادشاہ آپ

کی زیارت کے لیے آیا ہے، لہٰذا آپ اپنے عبادت خانہ سے باہر آئیں۔ اگر وہ (آنے سے) تامل کریں تو انہیں سناؤ:

"اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ" (سورہ النسا۵۹)

یعنی "اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں، ان کی بھی۔"

شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے مذکورہ قاصد سے کہا کہ محمود سے جا کر کہو کہ ابوالحسن اَطِیْعُوا اللہ کے حکم میں مصروف ہے، لہٰذا تمہیں وقت نہیں دے سکتا۔ اس بات نے محمود کو یوں متاثر کیا کہ وہ اٹھا اور خود چل کر شیخ ابوالحسنؒ کے عبادت خانہ پر آ گیا۔ ابوالحسنؒ نے دروازہ نہ کھولا۔ محمود نے حکم دیا کہ غلام کنیزوں کا لباس پہن لیں اور ایاز کو شاہی پوشاک پہنا دی جائے اور اس نے خود ایاز کی طرح (خدمت کے) ہتھیار اُٹھا لیے۔ جب شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ نے محمود کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: "خدا نے تمہیں آگے کیا، پیچھے کیوں کھڑے ہو گئے ہو؟" محمود نے عرض کیا: "آپ مجھے نصیحت فرمائیں"۔ (شیخ نے) فرمایا: "یہ بات بندگی کے خلاف ہے کہ مرد عورتوں کی شکل بنائیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ سَخَطِ اللّٰہِ (یعنی ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، اس کے غضب سے)۔ محمود نے عرض کیا: "مجھے وصیت فرمائیں۔" فرمایا: "اے محمود! چار چیزوں کا اہتمام کرو: (۱) پرہیز (۲) نماز باجماعت (۳) سخاوت (۴) لوگوں پر شفقت۔" اس پر (محمود نے) عرض کیا: "میرے لیے دعائیں فرمائیں"۔ فرمایا: "میں پانچ نمازوں میں تمہارے لیے دعا کرتا ہوں"۔ عرض کیا: "وہ کیسے؟" فرمایا: "میں کہتا ہوں: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" یعنی اے ہمارے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو بخش دے۔

(محمود نے) عرض کیا: "میں خصوصی دعا کا طالب ہوں۔" (شیخ ابوالحسن خرقانیؒ) نے فرمایا: "اے محمود تیری عاقبت محمود ہو"۔ محمود نے ایک تھیلی شیخ کے سامنے رکھی۔ شیخ کے حکم پر (خادم) جو کی روٹی اور سادہ پانی کا گلاس لائے۔ (شیخ نے) ایک لقمہ (روٹی) محمود کو دیا جو موٹائی (کھردری اور خشک ہونے) کی وجہ سے محمود کے گلے میں پھنس گیا۔ شیخ نے فرمایا:

''اے محمود! جب نان جواور سادہ پانی آپ نے نہیں کھایا پیا تو اب بھی یہ نہیں کھا سکے، میں نے بھی اس طرح کا مال نہیں کھایا، لہٰذا اب بھی نہیں کھا سکتا، جیسے آج تمہارے گلہ میں جو کی روٹی اٹک گئی ہے۔ اس طرح (کل) قیامت کے روز میرے گلہ میں یہ مال پھنس جائے گا۔ اسے اٹھالو کہ میں اسے ایسی طلاق دے چکا ہوں، جس کے بعد رجوع نہیں کروں گا۔'' محمود نے عرض کیا: ''آپ ہمؐ سے کوئی شے قبول فرمائیں یا اپنے پاس سے کوئی چیز ہمیں بطور یادگار عنایت فرمادیں۔'' حضرت شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے اپنی قمیض محمود کو عنایت فرمائی۔

محمود اپنی فوج کے ہمراہ سومنات پر حملہ آور ہوا۔ جب اُس نے ان (کافروں) کو لڑائی کے لیے پوری طرح تیار پایا تو نذر مانی: ''اگر مجھے فتح نصیب ہوئی تو جو کچھ غنیمت ہاتھ آئی، وہ صدقہ کروں گا۔'' اتفاق سے لشکر اسلام کو شکست ہونے لگی اور کافروں نے لشکر اسلام کے درمیان تک رسائی حاصل کر لی۔ محمود نے (اپنا) سر زمین پر رکھا اور دعا مانگی: ''(اے اللہ!) اپنے پیارے کی اس قمیض کے صدقے تو لشکر اسلام کو فتح نصیب فرما۔'' اچانک ایک کڑک، بجلی اور اندھیرا کافروں کے لشکر پر چھا گیا، ان کی تلواریں آپس میں ایک دوسرے کو کاٹنے لگیں اور وہ ہلاک ہونے لگے اور سب تتر بتر ہو گئے۔ یوں لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوگئی۔ محمود نے تمام شہروں اور قلعوں کو فتح کیا اور بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ لگا۔ اس رات محمود نے شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) کو خواب میں دیکھا جو فرما رہے تھے: ''اے محمود! جب تم نے ہماری قمیض کو ذریعہ شفاعت بنایا تھا تو پھر سارے ہندوستان اور روم کی فتح کے لیے سوال کیوں نہ کیا؟''

۱۲۶- روایت ہے کہ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری (رحمۃ اللہ علیہ) کو قیدی بنا کر بلخ لے جایا گیا۔ انہوں نے فرمایا: ''بلخ کے راستے مجھے فکر ہوا کہ میں کس بے ادبی کی بنا پر اس حالت سے دو چار ہوا ہوں؟ مجھے یاد آیا کہ ایک روز میرے پاؤں کی انگلی شیخ ابوالحسن خرقانی کے مصلا پر آ گئی تھی اور میں نے ان سے معافی نہیں مانگی تھی۔ لہٰذا میں نے استغفار پڑھی۔ اطلاع تھی کہ بلخ کے لوگوں کو پتھر دے کر چھتوں پر کھڑا کر دیا گیا ہے، تاکہ وہ مجھے پتھر مار کر سنگسار کریں۔ جب شہر کے دروازہ پر پہنچے تو ایک

شخص آیا۔ اس نے شیخ الاسلام (خواجہ عبداللہ انصاریؒ) کے ہاتھ کھول دیے اور ایک دوسرا آدمی آیا جس نے کہا کہ ان کو آزاد کر دیا گیا ہے۔ قاصدین حیران رہ گئے۔

یہ اس طرح ہوا کہ نظام الملک نے خواجہ (شیخ ابوالحسن خرقانیؒ) کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے تھے کہ (عبداللہ انصاری نے) مجھ سے معافی مانگی ہے اور میں نے اسے معاف کر دیا۔

۱۲۷۔ شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) کا ایک مرید تھا۔ اس نے ایک روز شیخ سے عرض کیا: ''اے خواجہ! اگر مجھے موت آ گئی اور آپ زندہ ہوئے تو کیا آپ میرے سرہانے تشریف لائیں گے؟'' شیخ نے فرمایا: ''اگر میں مر گیا اور اس پر تیس سال بھی گزر گئے تو بھی جب تو مرے گا میں (تیرے سرہانے) حاضر ہو جاؤں گا۔'' اتفاق یوں ہوا کہ حضرت شیخؒ کی وفات ہو گئی اور تیس سال بعد اس مرید کی وفات کا وقت آیا۔ اس کے عقیدتمندوں کی ایک جماعت اس کے آس پاس پریشان حال بیٹھی تھی۔ اچانک گھر منور ہو گیا۔ عقیدتمندوں نے نعرہ لگانا شروع کیا۔ شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) کے مرید نے کہا: ''خاموش ہو جاؤ کہ شیخ تشریف لائے ہیں اور میرا کام آسان ہو گیا ہے۔''

۱۲۸۔ شیخ ابو عبداللہؒ اپنے مریدوں کی ایک جماعت کے ہمراہ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی زیارت کے لیے آئے۔ جب قریب پہنچے تو ارادت مندوں نے کہا: ''ہمارا دل گرم گرم حلوا کھانے کو چاہ رہا ہے۔'' شیخ ابو عبداللہؒ نے کہا: ''میں اس ذات سے سوال کرتا ہوں جو ''اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى'' یعنی وہ ہے خدائے رحمٰن جو عرش بریں پر متمکن ہے۔ (سورہ طٰہٰ ۵) کے مصداق ہے۔ (ادھر) شیخ ابوالحسنؒ خانقاہ میں آئے اور خادم سے فرمایا: ''حلوا گرم کرو''۔ جب شیخ ابو عبداللہؒ پہنچے تو

گرم گرم حلوا لا کر ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ شیخ ابوالحسن (خرقانیؒ) نے حلوے کا ایک لقمہ اُٹھا کر شیخ ابوعبداللہؒ کے منہ میں رکھا اور فرمایا:

''اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ'' کا معنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔''

بعد ازاں شیخ ابوعبداللہؒ نے فرمایا: ''میں نے آدھا دن خرقانی کی صحبت میں گزارا، یہ سب ان کی برکات ہیں، اگر پورا دن نصیب ہوتا کس قدر فوائد حاصل ہوتے۔''

۱۲۹۔ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے شروع میں بارہ سال اور بعض کے بقول اٹھارہ برس اس عمل پر گزارے کہ نماز عشاء با جماعت ادا کرتے اور سلطان العارفین (بایزید بسطامیؒ) کے مزار کی طرف چل پڑتے۔ اس کی زیارت کرتے اور پھر وہاں سے لوٹتے اور صبح کی نماز اپنی خانقاہ میں پہنچ کر ادا فرماتے۔ (یوں) ہر رات تین فرسنگ (۱۸ کلو میٹر) پیدل چلتے۔ مذکورہ مدت کے بعد بایزید بسطامیؒ کے مزار سے ندا آئی: ''وقت آ گیا ہے کہ آپ بیٹھ جائیں۔'' عرض کیا: ''اے شیخ میرے کام میں (روحانی) توجہ فرمائیں کہ میں ناخواندہ آدمی ہوں، شریعت اور قرآن کی سمجھ نہیں رکھتا۔ ان کو سیکھا نہیں ہے۔'' ندا آئی: ''جو کچھ ہمارے پاس ہے اور ہمیں دیا گیا ہے، یہ سب تیری برکات ہیں''۔ عرض کیا: ''اے شیخ! آپ ایک سو اور کچھ سال مجھ سے پہلے (دنیا میں) ہوئے ہیں: '' فرمایا: ''جب میں خرقان سے گزرتا تھا تو ایک نور دیکھتا تھا، جو ظاہر ہوتا اور آسمان تک پھیل جاتا تھا۔ تیس سال سے میری ایک حاجت پوری نہیں ہو رہی تھی۔ ہاتف نے آواز دی اس نور کو شفاعت کا ذریعہ بناؤ، تاکہ تمہاری حاجت پوری ہو جائے۔ میں نے پوچھا: ''یہ کون سا نور ہے۔'' آواز آئی: ''میرے بندگان خاص میں سے ایک بندے کے صدق کا نور ہے۔ اس کا نام ''علی'' اور کنیت ''ابوالحسن'' ہے۔ میں نے اپنی وہ حاجت مانگی۔ میری مراد بر آئی۔ پس آواز آئی: ''اے

ابوالحسن! کہو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ"۔ (شیخ) ابوالحسن (خرقانیؒ) فرماتے تھے:
"جب میں خانقاہ پر پہنچا تو پورا قرآن میں نے پڑھ لیا تھا۔"

۱۳۰- احمد صرامؒ نے خادم سے کہا کہ ایک روز شیخ ابوالحسن (خرقانیؒ) کہہ رہے تھے: "آج چالیس سال ہو رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میرے دل میں اپنی یاد کے سوا کچھ بھی نہیں دیکھ رہا، کیوں کہ میرے دل میں اس کی یاد کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔ میرے دل پر یادِ حق کی مملکت کا پرچم گڑا ہوا ہے۔ چالیس سال سے میرا جی ترش لسی کے لیے ترس رہا ہے۔ میں نے اسے ٹھنڈے پانی کی لذت سے آشنا نہیں کیا اور یہ کیونکر ہو؟ افسوس، ہائے افسوس"۔ پھر چہرہ میری طرف پھیر کر فرمایا: "اے جوان! هَذَا فِى الْمُشَاهَدَةِ وَهَذَا فِى الْمُعَامَلَةِ وَبِهٰذَا وَصَلُوْا اِلَى الْحَقِّ" (یعنی یہ مشاہدہ کی بات ہے اور یہ معاملے کی بات ہے۔ اس طرح وہ حق تک پہنچے)۔ پھر فرمایا: "تو نہیں جانتا کہ لوگوں کی ہلاکت کس وجہ سے ہے؟" میں نے عرض کیا: "شیخ ہی بہتر جانتے ہیں"۔ فرمایا: "اِعْطَاءَ الْمُرَادَاتِ لِنَفْسِهٖ وَ اِطَاعَةُ النَّفْسِ فِى الشَّهْوَاتِ وَ تَأْخِيْرِ الْمُعَامَلاَتِ اِلٰى مَتٰى وَحَتّٰى وَسَوْفَ وَلَعَلَّ" (یعنی اپنے نفس کی خواہشات کو پورا کرنے میں اور شہوات میں نفس کی پیروی کرنے میں اور معاملات کو مختلف شرطوں پر ٹالتے رہنے میں)۔

۱۳۱- جب ابوسعیدؒ خرقان پہنچے تو شیخ ابوالحسن (خرقانیؒ) کی بیوی نے اپنے بیٹے کو باہر بھیجا، تا کہ شیخ ابوسعیدؒ اس کے سر پر دستِ شفقت پھیریں۔ ابوسعیدؒ نے فرمایا: "جہاں شیخ ابوالحسنؒ کی شفقت ہو، وہاں میری ضرورت نہیں۔" اور ساتھ ہی رونا شروع کر دیا اور کہنے لگے: "اے شیخ (ابوالحسن! آپ ہمارے سر پہ دستِ شفقت پھیریں۔" اس پر شیخ

(ابوالحسن) نے فرمایا: ''اے ابوسعید کوئی بات سنائیں۔'' عرض کیا: ''آپ کے حضور فصاحت دکھانا بے ادبی ہے۔'' فرمایا: ''اے ابوسعید! کیا تمہارے ملک میں دلہن کا منہ دیکھنے کی رسم ہے؟ عرض کیا: ''ہے۔'' فرمایا: ''تمام دیکھنے والوں میں کوئی ایسا ہے کہ جو منہ سے پردہ اٹھائے تو دلہن شرمندہ ہو جائے؟'' پھر ابوسعید نے بات کا آغاز کر دیا۔ کہتے ہیں کہ شیخ کی بیوی ہمیشہ شیخ سے ناراض رہتی تھیں۔ شیخ ابوسعیدؒ نے دوران گفتگو خادم کی طرف منہ کیا اور فرمایا: ''شیخ کے گھر والوں سے کہو کہ وقت آ گیا ہے کہ آپ بھی شیخ کی مخالت نہ کریں۔'' کہتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے کبھی مخالفت نہیں کی۔

۱۳۲۔ آپ کے مریدوں میں سے ایک مرید عرصہ سے التماس کرتا تھا: ''اے شیخ! مجھے حکم دیں کہ لبنان اور مسجد شونیز یہ بغداد جاؤں اور وہاں قطب عالم کی زیارت کروں۔'' اسے اجازت مل گئی اور وہ لبنان کے پہاڑ پر پہنچا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے وہاں ایک جماعت کو بیٹھے دیکھا جو قبلہ رو ہیں اور ان کے سامنے ایک جنازہ پڑا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھاتے؟ ایک شخص نے کہا کہ قطب عالم کے انتظار میں ہیں جو ہمارے امام ہیں اور پانچ نمازوں میں (یہاں) تشریف لاتے ہیں۔ اسی انتظار میں تھے کہ میں نے ایک شیخ کو آتے دیکھا جو قریب آئے تو اسی شکل وصورت میں تھے جس میں انہیں خرقان میں دیکھا تھا۔ وہ آگے بڑھے، نماز پڑھانی شروع کی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو ایک قبر بنی ہوئی دیکھی اور کوئی آدمی وہاں موجود نہیں تھا۔ جب نماز فرض کی ادائیگی کا وقت ہوا تو ہر طرف سے لوگ وہاں آنا شروع ہو گئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تمہارے امام کا نام کیا ہے؟ انہوں نے بتایا ''ابوالحسن خرقانی۔''

میں نے اپنی کہانی ان لوگوں کو سنائی اور ان سے کہا کہ میری سفارش کریں، تاکہ شیخ (ابوالحسن) مجھے معاف فرمادیں اور دوسرا یہ کہ مجھے میرے گھر (واپس) لے جائیں۔ جب فرض کی اقامت کہی جانے لگی تو میں نے دیکھا کہ شیخ (ابوالحسن خرقانی) سامنے کھڑے ہیں اور انہوں نے نماز پڑھائی۔ میں (پھر) بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو میں نے خود کو (شہر) ری کے چوک میں پڑا پایا۔ میں نے خرقان کی راہ لی۔ جب خانقاہ کے دروازے سے اندر آیا تو خواجہ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے فرمایا: ''تم نے جو کچھ ویرانی میں دیکھا ہے وہ آبادی میں بیان کر، کیونکہ میں نے اپنے خدا سے دعا کی ہے کہ وہ دونوں جہانوں میں مجھے پوشیدہ رکھے اور مجھے کسی نے نہیں دیکھا مگر تھوڑا سا بایزیدؒ نے دیکھا ہے۔''

۱۳۳۔ شیخ ابوالقاسمانؒ نے کہا: ''میں شام کی زیارات کے لیے گیا۔ جب بغداد آیا تو لوگوں نے مجھے کہا: ''کیا تم نے علامہ عباداللہ کو دیکھا ہے؟ اور کیا ان کی زیارت کی ہے جو قطب عالم ہیں اور شبلیؒ کے شاگردوں میں سے ہیں؟'' میں واپس ہوا اور ان کی تلاش میں لگ گیا۔ چار فرسنگ (۲۴ میل) کے فاصلہ پر شام کے دیہات میں سے ایک گاؤں کے اندر انہیں ایک مجمع میں پایا۔ میں ان سے ملاقات نہ کرسکا، یہاں تک کہ ایک دن انہیں ایک کمرے میں پایا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ انہوں نے ہاتھ آگے بڑھایا اور نگاہ اوپر اُٹھائی۔ ان کے خادم نے انہیں پگڑی باندھی۔ اس وقت انہوں نے فرمایا: ''وعلیکم السلام، کہاں سے آئے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''خرقان سے۔'' انہوں نے فرمایا: ''کس کام کے لیے آئے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''(آپ کی) زیارت کی غرض سے۔'' انہوں نے کہا: ''وہاں کوئی آدمی نہیں ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''ہے''۔ فرمایا: ''کون؟'' میں نے عرض کیا: ''ابوالحسن خرقانی میرے مرشد ہیں۔'' فرمایا: ''ان کا کوئی ارشاد یاد ہے تو سناؤ''۔ میں نے عرض کیا: ''وہ فرماتے ہیں کہ رات کو کم کھایا کرو۔''

علامہ موصوف بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو کہا: ''اے خادم تھالی لاؤ''۔ اس نے لا کر سامنے رکھی۔ علامہ کے جگر کے ٹکڑے اس میں آ گرے۔''

نفس کی ریاضت وعبادت میں

۱۳۴- شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) کا طریقہ تھا کہ جب رات ہوتی تو لوہے کا طوق گردن پر رکھتے اور گوڈری پہنتے اور پاؤں میں لوہے کی بیڑی ڈالتے اور تازہ چابک ہاتھ میں پکڑتے۔ جب نفس غافل ہوتا تو اس سے اسے مؤدب بناتے۔

مسافر کی موت

۱۳۵- شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے دعا مانگی تھی: ''اے اللہ! مسافروں کو میری خانقاہ میں موت مت نصیب فرما، کیونکہ ابوالحسن مسافر کی موت کا غم برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتا کہ ندا دی جائے: ''ایک مسافر ابوالحسن کی خانقاہ میں فوت ہو گیا ہے۔''

۱۳۶- ایک شخص ابوالحسن (خرقانیؒ) کا مرید تھا، جو دوسرے مریدوں کے ہمراہ (حضرت) شیخ کے قریب آیا اور کہنے لگا کہ ہمارے مرید ہیں جو آپ کے بھی مرید ہیں۔ ان کی ایک عرصہ سے خواہش ہے کہ وہ بھیڑیں پالنے والے لوگ ہیں، جن کا مال حلال ہے۔ وہ اپنی بھیڑوں میں سے چند بھیڑیں خانقاہ کے خادم کو بطور امداد دینا چاہتے ہیں۔ شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تیری اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا اس صورت میں تمہاری (یہ) درخواست قبول کی جاتی ہے کہ تم دوبارہ ایسی درخواست نہ کرو گے اور اس بار بھی حلال مال

کی صورت میں ہی قبول کی جائے گی۔'' اس طرح مذکورہ مرید کچھ بھیڑیں اکٹھی کر کے لایا۔ حضرت شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) کو اطلاع کی گئی۔ آپ گھر سے باہر آئے اور اپنا آستین مبارک ہلایا۔ کچھ بھیڑیں خانقاہ کے اندر آ گئیں اور کچھ واپس بھاگنے لگیں۔ یہاں تک کہ لوگ کوشش کے باوجود بھی ان کو اندر نہ لا سکے اور وہ اپنے مالکوں کے پاس بھاگ گئیں۔ اس بارے میں جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ جو بھیڑیں خانقاہ کے اندر نہ آئیں اور واپس بھاگ گئیں وہ اپنے مالکوں کا حلال مال نہ تھیں۔

۱۳۷۔ ایک رات خادمہ نے ترشی پکائی تھی اور اس میں چقندر ڈالا تھا جو اس باغ میں سے تھا، جسے شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔ (حضرت) شیخ کا معمول تھا کہ جب تک نماز عشاء پڑھ نہ لیتے تھے، کھانا نہیں کھاتے تھے۔ کہتے تھے: ''اے خدا جب تک خدمت سے فارغ نہ ہو جاؤں، تن کو فائدہ نہیں پہنچاؤں گا۔'' نماز عشاء کے بعد کھانا آپ کے سامنے لایا گیا۔ فرمایا: ''اس کھانے سے ظلمت دکھائی دیتی ہے۔'' دوسرے روز اس باغ میں گئے اور جستجو کی تو پتہ چلا کہ کھیت کے مالک نے زبردستی پانی لے کر اپنی فصلوں کو سیراب کیا تھا اور یوں خواجہ (ابوالحسن خرقانیؒ) کے چقندر کے کھیت کی کھائی میں بھی وہ پانی آ گیا تھا جس سے وہ چقندر سیراب ہو گیا۔

شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) کی دعا کا اثر

۱۳۸۔ (آپ نے اپنے) ایک بیٹے کو کسی جگہ روانہ فرمایا، جسے راستے میں چوروں نے آ پکڑا اور اس کے پاس جو زادِ راہ تھا، وہ سب چھین لیا۔ بیٹا بدون لباس شیخ کی خدمت میں پہنچا۔ شیخ کی زوجہ شیخ کی خدمت میں

حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ''اے شیخ ایک بیٹے کو مسجد میں قتل کر گئے اور اس کو لوٹ لیا ہے۔ آپ کو اس کی خبر ہے، نہ اس کی فکر اور آپ لوگوں سے ملک وملکوت کی باتیں کرتے ہیں۔'' شیخ نے فرمایا: ''اے اللہ کی بندی! غصہ نہ کرو۔ آج (لوٹا ہوا) سامان واپس کر جائیں گی:'' وہ کہنے لگے ''یہ دیوانگی کی باتیں ہیں کہ کبھی چور بھی مال واپس کرنے آئے ہیں؟'' جب لوگ سو گئے تو کسی نے خادم کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: ''شیخ کے صاحبزادے کا سامان (واپس) لائے ہیں۔ ایک مصلا جو ہم کسی آدمی کو دے بیٹھے ہیں، اس کے علاوہ سارا سامان واپس لائے ہیں، (کیونکہ) ہم سو رہے تھے کہ ہمارے گھر اور قلعہ کو آگ لگ گئی۔ جس کے خوف سے سامان واپس کرنے آئے ہیں۔'' خادم باہر آیا اور شیخ کو خبر کی اور عرض کیا: ''مصلا واپس نہیں لائے''۔ فرمایا: ''ہاں مصلا میں نے دیکھا کہ اس پر پیرتر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ لہٰذا مجھے شرم آ گئی اور اسے واپس نہیں مانگا۔''

۱۳۹- ابوسعید قدس سرہ روحہ کے مریدوں کی ایک جماعت نے اپنے دل میں سوچا کہ جب ہم خانقاہ میں پہنچیں گے تو شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) ہمیں سیاہ وسفید انگور دیں گے۔ جب وہ لوگ شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) کے پاس آئے تو شیخ نے فرمایا: ''جو شخص مرشدوں کا امتحان کرنے کے لیے آئے، اس کی زیارت مقبول نہیں ہوتی اور مرشد بھی بخیل نہیں ہوتے۔'' (پھر) ہاتھ آستین میں ڈالا اور گرم روٹی اور انگور کے دو خوشے، ایک سفید اور ایک سیاہ ان کے سامنے رکھ دیے۔ پچاس آدمیوں نے اسے سیر ہو کر کھایا اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ یہ مہمان ابوعلی شاہ قدس روحہ العزیز تھے۔

تَمَّ کِتَابُ نُوْرُ الْعُلُوْمِ لَیْلَةَ الاِثْنَیْنِ الرَّابِعَ مِنْ ذِیْ الْقَعْدَةِ سَنَةَ ثَمَانٍ وَ

تِسْعِيْنَ وَسِتّمَائَةٍ عَلٰى يَدِىْ الْعَبْدِ الرَّاجِىْ رَحْمَةَ رَبِّهِ الْمُذْنِبِ الْمُسْتَغْفِرِ. ذَنْبُهُ مَحْمُوْدِ بْنِ عَلى بِنِ سلمة اَصْلَحَ اللّٰهُ اَحْوَالَهُ وَاَنْجحَ آماله وَالْحَمْد لِلّٰهِ اَوَّلاً وَآخِراً وَ بَاطِنًا وَظَاهِراً والصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْمُصْطَفٰى وَآلِهِ الأَخْيَارِ وَاَصْحَابِهِ الأَبْرَارِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً. هٰذَا كِتَابُ نُوْرِ الْعُلُوْمِ مِنْ كَلَامِ الشَّيْخِ اَبِى الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

ترجمہ: ''کتاب نور العلوم پیر کی رات ۴ ذی القعدہ ۶۹۸ھ کو مکمل ہوئی۔ اپنے ربّ کی رحمت کے امیدوار، گنہگار، بخشش کے طالب بندے محمد بن علی بن سلمہ کے ہاتھ سے۔ اللہ اس کے احوال کی اصلاح فرمائے اور اس کی امیدوں کو برلائے۔ اللہ ہی کی تعریف ہے اوّل و آخر اور ظاہر و باطن میں۔ بہت ہی زیادہ درود و سلام ہو اللہ کے رسول (مقبول) صلّی اللہ علیہ وسلّم، آپ کی آل اخیارؓ اور اصحاب ابرارؓ پر۔ یہ کتاب نور العلوم شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے۔''

فہرست ماخذ ومنابع

۱۔ تذکرۃ الاولیاء، از شیخ فرید الدین عطارؒ، مترجم و ناشر: ادارہ نشریات اسلام، لاہور، ت ن۔

۲۔ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ: از محمد صادق قصوری، پشاور: مجمع الخیریہ، ۱۹۸۸ء (طبع اوّل)۔

۳۔ رسالہ قشیریہ: از امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیریؒ، ترجمہ، مقدمہ وتعلیقات: ڈاکٹر پیر محمد حسن، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ۱۹۸۸ء (طبع دوّم)

۴۔ کشف المحجوب: از سید ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری، ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ المعروف داتا گنج بخشؒ، مترجم، مولانا اللہ بخش سیال چشتی صابری، لاہور: الفیصل، ۱۹۹۵ء

۵۔ مثنوی مولوی معنوی (دفتر چہارم)، از مولانا جلال الدین بلخی رومیؒ، مترجم قاضی سجاد حسین، لاہور، الفیصل، ت۔ن

۶۔ مثنوی مولوی معنوی (دفتر ششم)، از مولانا جلال الدین بلخی رومیؒ، مترجم قاضی سجاد حسین، لاہور، الفیصل، ت ن۔

۷۔ نفحات الانس: مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ مترجم: شمس بریلوی، لاہور، پروگیسو بلکس، ۱۹۹۸ء

۸۔ نور العلوم: از شیخ ابوالحسن خرقانی، ہمراہ با شرح احوال وآثار وافکار او، بہ کوشش و نگارش: عبدالرفیع حقیقت (رفیع)، تہران، انتشارات کتابخانہ بہجت، ۱۳۷۷ھ ش۔

عکس

نور العلوم من کلام الشیخ ابی الحسن الخرقانی رحمۃ اللہ علیہ

برٹش میوزیم، لندن - برطانیہ

جمعیۃ پبلی کیشنز کی مطبوعات

	نام کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
۱-	سیرۃ مبارکہ محمد رسول اللہؐ	مولانا سید محمد میاںؒ	624	250روپے
۲-	صحابہ کرام کا عہد زریں	مولانا سید محمد میاںؒ	752	300روپے
۳-	اسیران مالٹا	مولانا سید محمد میاںؒ	392	160روپے
۴-	تحریک ریشمی رومال	مولانا سید محمد میاںؒ	436	180روپے
۵-	سیاسی واقتصادی مسائل	مولانا سید محمد میاںؒ	240	120روپے
۶-	حیات شیخ الاسلامؒ	مولانا سید محمد میاںؒ	224	120روپے
۷-	جمعیۃ علماء کیا ہے	مولانا سید محمد میاںؒ	376	160روپے
۸-	پانی پت اور بزرگان پانی پت	مولانا سید محمد میاںؒ	352	160روپے
۹-	دین کامل	مولانا سید محمد میاںؒ	128	55روپے
۱۰-	آنے والے انقلاب کی تصویر	مولانا سید محمد میاںؒ	72	25روپے
۱۱-	طریقہ تعلیم	مولانا سید محمد میاںؒ	120	60روپے
۱۲-	اسلامی زندگی	مولانا سید محمد میاںؒ	130	60روپے
۱۳-	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ (ایک سیاسی مطالعہ)	ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری	500	200روپے
۱۴-	اسلامی جہاد اور موجودہ جنگیں	ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری	80	50روپے
۱۵-	جنگ، سیرۃ نبوی کی روشنی میں	مولانا غلام غوث ہزارویؒ	264	130روپے
۱۶-	انسانی حقوق	محمد رحیم حقانی	128	50روپے
۱۷-	مفتی محمود ایک قومی رہنما	محمد فاروق قریشی	264	130روپے
۱۸-	عہد ساز قیادت	ڈاکٹر احمد حسین کمال	234	120روپے
۱۹-	ضرب درویش	محمد ریاض درانی	450	180روپے
۲۰-	دارالعلوم دیوبند (تحفظ و احیاء اسلام کی عالمگیر تحریک)	محمد ریاض درانی	130	50روپے

نمبر	نام کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
۲۱-	فتاویٰ مفتی محمود جلد اول	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	670	250روپے
۲۲-	جلد دوم	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	528	200روپے
۲۳-	جلد سوم	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	576	200روپے
۲۴-	جلد چہارم	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	720	250روپے
۲۵-	جلد پنجم	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	600	200روپے
۲۶-	طہارت کے جدید مسائل	مفتی محمد ابراہیم مدنی	320	150روپے
۲۷-	روشن مستقبل	سید محمد طفیل علیگ	600	200روپے
۲۸-	تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ	محمد نذیر رانجھا	555	250روپے
۲۹-	شرح دیباچہ مثنوی مولانا روم	محمد نذیر رانجھا	150	110روپے
۳۰-	نخب الافکار شرح طحاوی (دو جلد)	مولانا سید ارشد مدنی		600روپے
۳۱-	تلاشِ علم	شیخ عبدالفتاح ابوغداءؒ ترجمہ: مولانا محمد شریف ہزاروی	354	160روپے
۳۲-	اسرائیل کیوں تسلیم کیا جائے؟	مولانا محمد شریف ہزاروی	256	130روپے
۳۲-	درویش سیاست دان (مفتی محمود)	محمد انور قدوائی	200	120روپے
۳۳-	علماءِ دیوبند اور مشائخ پنجاب	مولانا محمد عبداللہ	80	25روپے
۳۴-	بارگاہِ رسالت اور علماء دیوبند	مولانا محمد عبداللہ	52	12روپے
۳۵-	جوہر تقویم	ضیاء الدین لاہوری	312	150روپے
۳۶-	خودنوشت افکارِ سرسید	ضیاء الدین لاہوری	272	150روپے
۳۷-	خودنوشت حیاتِ سرسید	ضیاء الدین لاہوری	374	200روپے
۳۸-	سرسید کی کہانی ان کی اپنی زبانی	ضیاء الدین لاہوری	120	70روپے
۳۹-	تذکرہ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ	محمد نذیر رانجھا	256	140روپے
۴۰-	علماء حق کے مجاہدانہ کارنامے	مولانا سید محمد میاںؒ		زیر طبع
۴۱-	حضرت مفتی کفایت اللہ (ایک مطالعہ)	ڈاکٹر سلمان شاہجہانپوری		زیر طبع
۴۲-	خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف	محمد نذیر رانجھا		زیر طبع
۴۳-	روئیداد ڈیڑھ سوسال خدمات دیوبند کانفرنس	مفتی محمد جمیل خان		زیر طبع

جمعیۃ پبلی کیشنز: متصل مسجد ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور فون: 5427901-2

شرح

دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ

المعروف

رسالہ نائیہ

مصنف:

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، مقدمہ و حواشی

محمد نذیر رانجھا

متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون: ۲-۰۴۲-۵۴۲۷۹۰۱
E-Mail: juipak@wol.net.pk